تا ہوں عددِ چاردہ معصومؑ تمام الحمد کے سات آئے دو بار آئے (دبیرؔ)

بدرِ کامل

اسم تاریخی

گلستانِ خبیر

۱۳۷۳ھ

حصّہ اول

منجملہ چودہ۱۴ مرثیوں کے سات۷ معصوموں کے حال میں سات۷ مرثیے

مصنفہٗ

حسّانِ اہلبیت سیّد سرفراز حسین رضوی خبیرؔ لکھنوی

ارشد تلامذہ حضرت اوجؔ اعلی اللہ مقامہ

صدر دروازہ عزاخانہ مقبول' خاص باغ نو تعمیر کردہ سرکار دولتمدار' ہز ہائینس نواب
سیّد رضا علیخاں بہادر دام اقبالہم العالی آف رامپور



نمونہ تحریر

سید سرفراز حسین خبیر

حمد خلاق دو سرا پڑھتے ہیں - پھر نعت نبی صل علیٰ پڑھتے ہیں
قرآن رحمت آل نبی کہتے ہیں - ہم فاتحہ پڑھ کے شباب پڑھتے ہیں
(خبیر)

فہرست



بھی کو خادم اوج و دبیر کہتے ہیں ۱۹۵۷ء اب مخبر صادق خبیر کہتے ہیں

الف

تاہوں عدد چاردہ معصوم تمام   الحمد کے سات آئے دوبار آئے

(دبیر)

بدر کامل

حصۂ اول

اسم تاریخ گلستان خبیر سنہ ۱۳۷۳ ہجری

منجملہ چودہ مرثیوں کے سات معصوموں کے حال میں سات مرثئے

مصنفہ

حسان اہلبیت سید سرفراز حسین صاحب رضوی خبیر لکھنوی

ارشد تلامذہ حضرت اوج اعلی اللہ مقامہ

کتاب ہذا حسب فرمائش سید اعزاز حسین عرف سید محمد محسن صاحب رضوی مدظلہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ میں طبع ہوئی

ملنے کا پتہ

ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

قیمت علاوہ محصول ڈاک

باسمہ

میں نہایت ادب کے ساتھ یہ مجموعۂ مراثی علیا حضرت ثریا رفعت مخدومہ محترمہ
شمع حریم عفت ہر ہائینس رفعت زمانی بیگم صاحبہ دامت اقبالہا (آف رامپور)
کے نام نامی سے بعد حصول اجازت معنون کرتا ہوں، جناب ممدوحہ حج و زیارت سے
بھی مشرف ہو چکیں ہیں عزا داری میں خاص انہماک رکھتی ہیں، ذاکرین اور مداحین
اہلبیت کی قدردانی فرماتی ہیں خود بھی بہترین ادبی ذوق رکھتی ہیں نوحے اور سلام
تصنیف فرماتی رہتی ہیں، صدہا امور خیر علیا حضرت کی بدولت انجام پاتے ہیں
اس مجموعہ مراثی کی اشاعت میں بھی مکمل طور پر اعانت فرمائی ہے پروردگار عالم
جناب موصوفہ کو تا ظہور حضرت قائم آل عبا زندہ سلامت رکھے اور توفیقات میں
ترقی عطا فرمائے

دعاگو خبیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورے مصحف کے ایک سو چودہ ہیں   کامل چودہ سے مل کے قرآن ہوا
(دبیرؔ)

جب سے میں نے مرثیہ کہنا شروع کیا اُسی وقت سے میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ چودہ مرثیے ذرا لبط کے ساتھ ایسے کہوں جن میں چودہ معصوموں کا حال علیحدہ علیحدہ نظم ہو، خدا کے فضل و کرم، محمد و حسین کی مدد اور اساتذہ مرحومین کی برکت روح سے میں اس ارادہ میں کامیاب ہوا، آج میں وہ چودہ مرثیے اہل ایمان کی خدمت میں اس طرح پیش کر رہا ہوں کہ اس مجموعے کو دو حصوں میں تقسیم کرکے ہر حصے میں سات مرثیے شائع ہو رہے ہیں۔

یہ میری چھبیس[۲۶] سال کی کوشش ہے وہ اس طرح کہ کبھی اس سلسلے کا کوئی مرثیہ کہہ لیا پھر دوسرے احوال میں عرض کرتا رہا، بلکہ سب سے پہلے خامس آل عبا امام حسین علیہ السلام کے حال میں مرثیہ عرض کیا اور اس کے بعد چودھواں مسدس جس میں حضرت حجتؑ کے واقعات نظم کیے ہیں، کبھی دو دو مرثیے مسلسل کہے آخر میں گیارہویں امام علیہ السلام کا حال کہا زمانہ تصنیف ہر مرثیے کے آخر میں درج ہے۔

دیانت کے خلاف ہے اگر میں یہ امر پوشیدہ رکھوں کہ واقعات کی فراہمی میں کتب و تواریخ کے علاوہ مجھکو دبیرؔ[۱]، اوجؔ[۲] منیرؔ[۳]. فراستؔ[۴] اور رشتیؔ[۵] (مرحومین) کے کلام سے مدد ملی علاوہ ان بزرگوں کے اور کسی استاد کا کلام ان احوال میں مجھکو دستیاب نہیں ہوا دیگر اساتذہ نے بھی ضرور فرمایا ہوگا مگر میری نظر سے نہیں گذرا

۱۔ دبیرؔ مرحوم کے ۱۴ دہ مرثیے چودہ جلدوں میں چھپے ہیں ہر جلد کی ابتدا ایک معصوم کے حال سے ہوئی ہے پندرہویں جلد میں مثنوی احسن القصص ہے جس میں مرزا صاحب مرحوم نے چاردہ معصومینؑ کے فضائل نظم فرمائے ہیں ۲۔ استاذی حضرت اوجؔ مرحوم کے بعض مرثیوں سے مجھے مدد ملی۔

۳۔ میر شکوہ آبادی جو مرثیے اور مداحی میں مرزا دبیرؔ کے شاگرد تھے ان کی مثنوی معراج المضامین چاردہ معصومینؑ کے احوال میں لاجواب ہے۔

۴۔ اُستاذی میر فراست حسین صاحب مرحوم رئیس زید پور کی ایک جلد ماہ کامل

بقیہ نوٹ دوسرے صفحہ پر ملاحظہ ہو

میں نے ان مرثیوں میں صحت واقعات کا بہت لحاظ رکھا ہے لیکن نہ میں کوئی مورخ ہوں نہ علم الرجال کا ماہر ممکن ہو کوئی روایت ایسی نظم ہوگئی ہو جو کسی مستند کتاب میں نہ ملے مگر میں نے گڑھ کر کوئی واقعہ نہیں کہا ہے اگر زبان حال سے کام لیا ہے تو اکثر جگہ اشارہ کر دیا ہے ۔

شاعری میں اُستادی جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج مرحوم خلف و جانشین خدائے سخن حضرت دبیر مغفور کے اصول کی پابندی کی ہے اور کوشش کی ہے کہ اغلاط لفظی و معنوی سے کلام پاک رہے پھر بھی کہیں کہیں مجبور ہو گیا ہوں جس کی اہل فن سے معافی چاہتا ہوں اس کلام کو فنی حیثیت سے نہ ملاحظہ فرمائیے بلکہ میری خالص نیت کا آئینہ تصور فرمائیے ۔

یہ مجموعہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ کو مکمل ہوا اس لئے اس کا تاریخی نام "گلستان خبیر" رکھا اور اصل نام بدر کامل دو حصوں میں اس لئے تقسیم کیا کہ ضخامت زیادہ ہوئی جا رہی تھی ۔ اور شاید حصۂ دوم حصۂ اوّل سے زیادہ ضخیم ہو ۔ وہ بھی زیر طبع ہے جس معصوم کے حال میں مرثیہ ہے اس کی زیارت تاریخ ولادت وفات اور جائے دفن بھی درج ہے

ہیچمداں خبیر

ؔ بقیہ صفحہ سابق
چاردہ معصومینؑ کے احوال میں ہے اور ایک جلد ماہ تمام صرف فضائل میں ۔

ؔ۵ نواب باقر علی خاں تشفیؔ مرحوم میرے نانا نواب مہدی علی خاں مرحوم کے ابن عم تھے ان کے متعدد مراثی معصومین کے احوال میں جو انکی سات جلدوں میں منجملہ چھپتر جلدوں کے طبع ہوئے ہیں ۔

ؔ۶ سنا ہے حضرت صفیر بلگرامی مصنف جلوۂ خضر نے جو دہ مرثئے ان احوال میں نظم فرمائے ہیں گر میرے مطالعہ میں نہیں آئے ۔ صفیر مرحوم غزل میں غالب کے اور مرثئے میں دبیر کے شاگرد تھے ۱۲

مثنوی

مطلع

معمورۂ عرفان خدا

بستہ سینہ ہائے میر

در حال سرور کائنات صلعم

مصنفۂ

سید سرفراز حسین خبیرؔ لکھنوی

مطبوعہ نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باسمہ

السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیک یا محمد
ابن عبد اللہ السلام علیک یا خیرۃ اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام
علیک یا صفوۃ اللہ السلام علیک یا امین اللہ اشہد انک رسول اللہ
واشہد انک محمد بن عبد اللہ واشہد انک قد نصحت لامتک و
جاہدت فی سبیل ربک وعبدتہ حتی اتاک الیقین فجزاک اللہ
یا رسول اللہ افضل ما جزی نبیا عن امتہ اللہم صل علی محمد و
ال محمد ما صلیت علی ابراہیم وال ابراہیم انک حمید مجید

تاریخ ولادت باسعادت ۱۷ ربیع الاول سنہ عام الفیل	تاریخ وفات ۲۸ صفر سنہ ۱۱ ہجری

جائے دفن مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معمورۂ عرفان خدا سینہ ہے میرا
مملو در مقصود سے گنجینہ ہے میرا
فانوس تجلی دل بے کینہ ہے میرا
توحید نما خلق میں آئینہ ہے میرا
امیدوں سے بھرتے ہیں وہ یکتا نظر آیا
کثرت میں بھی وحدت کا تماشا نظر آیا

۲

نازاں ہیں نگاہیں کہ بصارت میں وہی ہے
بجلی کی تڑپتی ہوئی حالت میں وہی ہے
لہکے ہوئے سبزے کی طراوت میں وہی ہے
شاخ گل نورس کی نزاکت میں وہی ہے
اپنوں کیلئے وجہ شرف عجز کی نازش
کعبے کا وہی فخر وہی دیر کی نازش

۳

زاہد کہیں گنتا رہا تسبیح کے دانے
شبنم پہ کہیں نام لیا اُس کا ہوا نے
گلشن میں شگوفوں کو سنوارا ہے اس نے
بھر کر نفس سرد کہا باد صبا نے
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
او خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

۴

ہر خار میں بھی نالۂ حقیقت چمن افروز
شبنم سے کہیں دامن گل ہے گہر اندوز
دل بول اٹھا جب نالۂ بلبل کا پڑھا سوز
اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
در بزم کے واقف اسرار نیامد
کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

۵

ہے پھول کی رنگت میں بھی اک شان اسی کی
ہے بدر کی جلوت میں بھی اک شان اسی کی
ہے شمس کی طلعت میں بھی اک شان اسی کی
ہے چرخ کی رفعت میں بھی اک شان اسی کی
ہر پنکھڑی میں اس گل امید کو دیکھا
ذروں میں بھی ہم نے اسی خورشید کو دیکھا

۶

دل والوں کو بھاتی ہیں عرفاں کی باتیں
بلبل ہی سمجھتی ہے گلستاں کی باتیں
مومن کو پسند آتی ہیں ایماں کی باتیں
یہ صورت و معنی میں ہیں قرآں کی باتیں
دل معرفت و یاد خدا دے دوسرا کو
پاتی ہے زباں مصحفِ ناطق کی ثنا کو

۷

وہ مصحفِ ناطق جو ہے محبوبِ الٰہی
کونین میں ہے طالب و مطلوبِ الٰہی
عالم کا مربی ہوا مربوبِ الٰہی
قرآں سے پہلے تھا یہ مکتوبِ الٰہی
کرسی کا پتہ تھا نہ نشاں لوح و قلم کا
تصویرِ حدوث اس کی تھی آئینہ قدم کا

۸

گردوں تھے نہ اختر تھے نہ یہ شمس و قمر تھے
دریا تھے نہ موجیں تھیں نہ کشتی نہ بشر تھے
جنگل تھے نہ گلشن تھے نہ ثمر تھے نہ شجر تھے
طائر تھے نہ نغمے تھے نہ نغموں کے اثر تھے
مستورِ حجابِ عظمت نورِ نبی تھا
وہ ذات تھی یا مثلِ صفت نورِ نبی تھا

۹

اس نور سے ارشادِ الٰہی ہوا اک بار
تجھ میں مری قدرت کے نمایاں ہیں جو آثار
مضمر ہیں تری ذات میں یکسر مرے انوار
تو میری ہدایت کے خزینوں کا ہے مختار
ہیں تیرے لئے جن و ملک خلق کروں گا
شمس و قمر و ارض و فلک کروں گا

۱۰

ہو شب کا سویدا اگر سحر کا ہو پیدا
ہر چیز کروں گا میں ترے واسطے پیدا
عاشق ہوں میں تیرا تری اولاد کا شیدا
عترت سے تری علم مرا ہوگا ہویدا
منظور ہے توحید کا تا حشر سبق ہو
بندوں کیلئے آل تری حجت حق ہو

۱۱

جب ہو چکی یہ لطف و عنایات کی گفتار
دو حرفوں سے کونین بنا دیئے گئے اک بار
یوں سب پہ کھلا پھر شرفِ احمدِ مختار
پیشانیِ آدم کو کیا مطلعِ انوار
یہ نور بنا شاہدِ مشہورِ ملائک
فرمانِ خدا سے ہوا مسجودِ ملائک

۱۲

یہ نور تجلیات میں کیا بنکے رہا ہے
قندیلِ درِ عرشِ علا بنکے رہا ہے
پھر طور پہ یہ نورِ خدا بنکے رہا ہے
شمعِ یدِ بیضا میں ضیا بنکے رہا ہے
حسنِ رخِ یوسف نے صفا پائی اسی سے
یعقوب کو حاصل ہوئی بینائی اسی سے

۱۳ (مطلع)

اصلِ علی و ذاتِ خوش انجام محمد
خالق کی ہے رحمت کرمِ عام محمد
امت کے لئے عام ہے انعام محمد
ایماں کے نگیں پہ ہے رقم نام محمد
اس نام نے مفلس کو بھی سلطان بنایا
تھے خاک نشیں جن کو سلیمان بنایا

۱۴

تھا نورِ پیمبر کا خدا آپ نگہباں
کیونکر نہ خلیل اس کے مراتب پہ ہوں قرباں
تھا صلب میں نورِ احمدِ مرسل جو پنہاں
گل ہو گئی آتشِ نمرود گلستاں
اس نور کے اعجاز کی یہ جلوہ گری تھی
شعلوں کی لپک موجِ نسیمِ سحری تھی

۱۵

وہ آگ تھی یا آتشِ گل جلوہ فروزاں
قدرت نے عجب رنگ دکھایا سرِ میداں
اٹھا تھا جو دھواں بن گیا تھا ابر کا داماں
دہکی ہوئی چنگاریاں تھیں لالہ کی کلیاں
لرزاں تھے شرارے کہ لچکتے ہوئے پودے
بڑھتے ہوئے شعلے تھے پھلتے ہوئے پودے

۱۶

اس معجزے سے قبلِ ولادت ہوا روشن
کر سکتا ہے یہ نارِ جہنم کو بھی گلشن
پیدا ہوا جب وہ شرفِ وادیٔ ایمن
آتشکدۂ ایران کا گل ہو گیا فورن
تھرائی زمیں عیبِ شرِ جن و بشر سے
کسریٰ کا جلو خانہ ہلا جس کے اثر سے

۱۷

خود خانۂ کعبہ نے کیا شکر کا سجدا
تھی ساتھ ہی تکبیر کی آواز یہ پیدا
صد شکر گیا کفر و ضلالت کا زمانا
میں پاک ہوا آج مقدر مرا پلٹا
دن پھر گئے فیضِ قدمِ شاہِ امم سے
بت دور ہوئے جاتے ہیں اب طاقِ حرم سے

۱۸

کونین میں میلادِ نبیؐ کا یہ اثر تھا
تھے ارض و فلک محوِ ثنا خوانیٔ مولا
کیا مصلحتِ حق ہے یہ انسان کا چارا
تھے بطن ہی میں باپ کا جب اٹھ گیا سایا
محروم رہے راحتِ آغوشِ پدر سے
چھ سال کے تھے کہ ماں اٹھ گئیں سر سے

۱۹

دو سال ہی سایۂ جد میں تھے شہِ والا
جب وہ بھی سدھارے طرفِ عالمِ بالا
قربانِ عنایاتِ خداوندِ تعالیٰ
ماں باپ سے بڑھ کر ہوئے پالنے والا
عمرانؑ[عہ] کا دم پیار ادھر حق کی مدد بھی
فرزند انھیں جانتی تھی بنتِ اسد بھی

۲۰

تھی دونوں کے دل کو بھی حضرت سے محبت
ماں باپ کو اولاد سے جو ہوتی ہے الفت
وہ پیار وہ اخلاص وہ شفقت وہ محبت
بے کل ہوئے پاتے جو ملول ان کی طبیعت
آنکھوں سے جب رخ ہوا قربان ہوئے دونوں
چپ چپ کبھی دیکھا تو پریشان ہوئے دونوں

عہ عمران نام حضرت ابوطالبؑ

۲۱ ف

گربت اسد نے بھی ہنستا ہوا پایا
خوش ہو کے زانوں پہ محبت سے بٹھایا
اس گل کو سدا باد مخالف سے بچایا
کھانا بھی انھیں اوٹ میں چادر کی کھلایا
پروانہ صفت جان بھتیجے پہ فدا تھی
مالک نظر بد سے بچانے پہ دعا تھی

۲۲ ف

زانوں پہ سدا اور بپاس پدر سلانا
منھ دیکھ کے الجھی ہوئی زلفوں کو بنانا
بچپن میں کبھی بستر راحت پہ جو پانا
آہستہ سے پہلو میں بہ آرام لٹانا
مرغوب تھی آنکھوں کو جو دلدار کی صورت
سوئیں نہ کبھی نرگس بیمار کی صورت

۲۳ ف

یہ اُن کا تھا حال ادھر بو طالب خوش وقت
جب گھر سے کہیں جاتے تھے رکھتے تھے انھیں ساتھ[عـہ]
اول ہی سے شائستہ تھی حضرت کی عادات
تھی سب کی زبانوں پہ صفت آپ کی دن رات
عزت تھی دو چند ان کے باعث سے وطن کی
آفاق میں شہرت ہوئی اخلاق حسن کی

۲۴ ف

گزرے ابھی صورت سے کئی سال کئی ماہ
جب تیرہ برس کے ہوئے سلطان حق آگاہ
اک بار ابو طالب ذی قدر کے ہمراہ
جاتا تھا سوئے شام وہ شاہنشہ ذی جاہ
ہر چند کہ صحرا میں نہ سایہ بھی کہیں تھا
میمون قدم شاہ سے فردوس بریں تھا

۲۵ ف

دیکھا کسی راہب نے جو دیں کو سراپا
پاس آ کے ابو طالب ذی شان کے بولا
اس بچے سے اک شان بڑی ہوگی ہویدا
تم اس کو یہودوں کی شرارت سے بچانا
ہر چند نہ ظالم کی چلی پاس گئے دشمن
پہنچے جو وہیں میں وہ جہاں کے گئے دشمن

عـہ اساتذہ نے ساتھ جو معیت کے معنی پر ہے اس کو بات اور صفات کا قافیہ قرار دیا ہے ۱۲م

۲۶

گھر جاؤ اٹھاؤ نہ سفر کے یہ صعوبات
پلٹے یہ سخن سن کے ابو طالبؑ خوش ذات
سب ٹھیک تھی راہب نے جو تھی بات کہی بات ۲
وقت آیا رسالت کا تو کیا ظلم تھا ہیہات
ہر ایک یہودی ہوا ایمان کا دشمن
عزت کا عدو کوئی، کوئی جان کا دشمن

۲۷

تھا دل کو زمانے کی عداوت سے نہ کچھ غم
بڑھتا ہی رہا مرتبہ سیّد عالم
ظاہر ہوئے یوں معجزوں پر معجزے پیہم
باقی نہ رہا مسئلہ دیں کوئی مبہم
پانے لگا انجام ہر اک کار رسالت
سرکار ہوئی آپ کی سرکار رسالت

۲۸

وہ دین خدا اوج پہ وہ کفر کی پستی
دنیا سے وہ اٹھتی ہوئی اصنام پرستی
ہر چند گرانقدر تھی ایمان کی مستی
مومن کے لئے جنس شفاعت ہوئی سستی
ظل کرم خالق علام میں آیا
جس نے کلمہ پڑھ لیا اسلام میں آیا

۲۹

کرتے رہے تبلیغ نبی دین خدا کی
رغبت کی نظر جانب بیتانہ ورا کی
مرغوب تھی حق کو جو ادا صبر و رضا کی
موسیٰ سے سوا آپ کو توقیر عطا کی
افزوں یہ ہوا دین کے سرتاج کا رتبہ
محبوب کو بخش گیا معراج کا رتبہ

۳۰

تھی شان خدا یا شب معراج کا منظر
وہ دوش پہ لٹکے ہوئے گیسوئے معنبر
تھے طالع بیدار کہ چمکے ہوئے اختر
تھا چرخ کی قسمت کا ستارہ مہ انور
اک وجد کا عالم تھا ہوا جھوم رہی تھی
پیشانی مہ کا ہکشاں چوم رہی تھی

۳۱

اے صلِ علیٰ کشف و کرامات کی وہ رات
عاشق کے لیے فخر و مباہات کی وہ رات
مشتاق نگاہوں کے اشارات کی وہ رات
دو چاہنے والوں میں ملاقات کی وہ رات
وہ دھوم کی دعوت وہ مدارات کی باتیں
دن رات سنا کیجے اُس رات کی باتیں

۳۲

وہ رات تھی یا مردمکِ دیدۂ غزلاں
یا رنگِ مسی کا لبِ خوباں پہ نمایاں
یا نقش سویدائے دلِ صاحبِ ایماں
یا چشمِ بصیرت کے لیے سُرمۂ عرفاں
یا رنگ سیہ پوشِ کعبہ کا عیاں تھا
یا بخت کا جبریلؑ کے ماتھے پہ نشاں تھا

۳۳

اُس شب کا فسانہ ہے حقیقت کا ترانا
فرمانِ الٰہی سے وہ جبریلؑ کا آنا
وہ سرورِ کونین کو آرام میں پانا
وہ پائے ادب چوم کے حضرت کو جگانا
سمجھے ہوئے تھے نازکیِ خوئے محمدؐ
آنے نہ دیا بل سرِ ابروئے محمدؐ

۳۴

جبریلؑ کی وہ عرض حضورِ شہِ ذی جود
حضرت کی ملاقات کا مشتاق ہے معبود
ہیں طالبِ دیدار اہلِ جناں با دلِ خوشنود
ہوں زینتِ زیں آپ سواری بھی ہے موجود
فردوس سے باسازِ براق آیا ہوا ہے
مولا کی سواری کو براق آیا ہوا ہے

۳۵

سنتے ہی کیا شکرِ خدا شاہِ امم نے
پر نور کیا دامنِ زیں شمعِ حرم نے
مرکب کے قدم دوشِ ہوا پر لگے جمنے
کہتے تھے ملک چال یہ دیکھی نہیں ہم نے
طے کرتا ہے دم میں فلکِ ہفت طبق کو
وہ قدرتِ حق لے کے چلی رحمتِ حق کو

عہ چار اضافتیں سہل ضرور ہیں مگر مصرع میں ثقل نہیں پیدا ہوا اساتذہ کے کلام میں ان کی مثالیں بکثرت ہیں ۱۲

٣٦

انداز حسینوں کو سکھاتا ہوا مرکب
پریوں کو بھی دیوانہ بناتا ہوا مرکب
ہر گام حدیثِ قرب کی پاتا ہوا مرکب
آتی ہوئی ہے وحی کو جاتا ہوا مرکب
گرد ہے یہ نورِ نگہ اہلِ یقیں کا
جھونکا ہے ہوائے پرِ جبریلِ امیں کا

٣٧

تارِ نگہِ شوق ہیں یا باگ کے رشتے
گل جلوۂ پر نقاشِ ازل کے ہیں نوشتے
زورِ پرِ پرواز کے قائل ہیں فرشتے
تمثیلِ صبا ہیچ ہے یاں برق سرشتے
اس چاند کو ہم کبکِ دری کہہ نہیں سکتے
رخ حور کا پایا ہے پری کہہ نہیں سکتے

٣٨

وہ صاف جبیں سینہ وہ شفاف و کشادہ
پامال ہوں دل حور کے انداز وہ سادہ
قدموں سے ملا ہے رہِ تسلیم کا جادہ
پر شیشۂ عرفاں کا ہوا اُڑتا ہوا بادہ
وہ جوش ہے دیکھے ہی مست نظر ہو
عاشق کی زباں پر یہ سواں مثلِ خبر ہو

٣٩

جائے جو ہوا پر وہ قدم بازی ہے
ہاں حشر کی رفتار کا انداز یہی ہے
ابتک ہے سمجھے نہیں وہ راز یہی ہے
محبوبِ خدا پشت پہ ہو ناز یہی ہے
ہے برق کے آئینہ میں تصویر اسی کی
کہتے ہیں رسا جس کو وہ تقدیر اسی کی

٤٠

کوتاہ نظر کہتے ہیں اسکو کہ قمر ہے
ہم کہتے ہیں خالق کی محبت کا اثر ہے
پیدا وہ شبستاں میں شبِ فرقت کی سحر ہے
اللہ کی قدرت ہو ملک ہو نہ بشر ہے
راکب ہے محمدؐ سا سلیماںؑ نہیں ہے
یہ بار اُٹھا لینا بھی آساں نہیں ہے

۴۱

بالائے فلک پہونچی جو حضرت کی سواری
اُس قبلۂ آخر نے کیا سجدہ باری
آنسو تھے مسرت کے سبب آنکھوں سے جاری
یا تھا جبروت صمدی باعث زاری
قدسی تھے بشاش زیارت کے شرف سے
کی شہ نے ملاقات رسولان سلف سے

۴۲

ہر چرخ کو طے کرتے ہوئے سرور ایماں
پہونچے در فردوس پہ با خاطر شاداں
تھا دیدۂ مشتاق ہر اک خلد کا ایواں
خدمت پہ کمر باندھ کے حاضر ہوا رضواں
کی عرض کہ گلزار جناں دیکھیے مولا
اللہ کی قدرت کے نشاں دیکھیے مولا

۴۳

فردوس بریں میں جو قدم آپ کے آئیں
آنکھوں کے عوض حور نے آنکھیں بچھائیں
پھولوں کو خوشی یہ ہوئی کہ پھولے نہ سمائیں
حضرت جو بڑھے دینے لگے نخل دعائیں
پڑھ کر صلوات اور بڑھی شان جناں کی
گلدستوں سے آنے لگی آواز اذاں کی

۴۴

وہ دل میں اترتی ہوئی نرگس کی نگاہیں
وہ زیب سر ناز شگوفوں کی کلاہیں
وہ نغمۂ بلبل سے عیاں عشق کی راہیں
وہ دل سے اثر بن کے نکلتی ہوئی آہیں
جنباں وہ شجر صورت سرشار محبت
پھولوں میں وہ کانٹوں کی جگہ خار محبت

۴۵

پتوں کی صفائی میں عجب نور کا عالم
ہے آئینۂ ناصیۂ حور کا عالم
ہر گل میں ہے اک دیدۂ مخمور کا عالم
ہر غنچے میں ہے قبۂ سرطور کا عالم
فردوس معلیٰ کے وہ گلشن کی تجلی
ہے رشک گل وادی ایمن کی تجلی

۴۶

گل کہتا ہے بلبل سے یہ انداز و ادا دیکھ
ہر پنکھڑی میں دفترِ اسرارِ خدا دیکھ
بلبل کا اشارہ ہے مری شانِ وفا دیکھ
آئینۂ دل میں محبت کی صفا دیکھ
ہر تار جگر سوز ہے اک سازِ حقیقت
آتی ہے اسی ساز سے آوازِ حقیقت

۴۷

وہ سلسلہ جنبانِ طرب گیسوئے سنبل
ہے حسن کے چشمے میں یہ موجوں کا تسلسل
ہر شاخ پہ وہ طائروں کے زمزموں کا غل
سوسن نے کہا دیکھ کے یہ ربطِ گل و بلبل
ہوتے ہیں اشارے جو ہم دیکھ رہے ہیں
للچائی ہوئی نظروں کو ہم دیکھ رہے ہیں

۴۸

شاخوں میں چمکتے ہوئے وہ رشکِ قمر پھول
آنکھوں میں سماتے ہوئے وہ تازہ و تر پھول
رکھتے ہیں لہو میں جو بدو وقت کا اثر پھول
کافور کا مرہم ہیں پئے سوزِ جگر پھول
لالے میں تپش داغ کی زنہار نہیں ہے
واں نرگسِ بیمار بھی بیمار نہیں ہے

۴۹

جب شبنمِ رحمت سے گہر ریز ہوئے پھول
جوش اور بڑھا ولولہ انگیز ہوئے پھول
سنکی جو ہوا اور دل آویز ہوئے پھول
پہلے سے سوا رنگ میں کچھ تیز ہوئے پھول
رکھتے ہیں شجر سر پہ جو پھولوں کے طبق سرخ
اوجِ فلکِ حسن پہ ظاہر ہے شفق سرخ

۵۰

قدرت کے خزانے سے وہ زیبا سے ہوئے پھول
گلزارِ مشیت کی ہوا کھائے ہوئے پھول
وہ ابرِ بہاری کی طرح چھائے ہوئے پھول
معشوقِ طرحدار میں شرمائے ہوئے پھول
یہ حسن یہ انداز و ادا دیکھ رہی ہے
سب آ کے بہاراں کی ادا دیکھ رہی ہے

۵۱

حوروں نے نچھاور کئے حضرت پہ پھول
ٹپکے ہیں ستارے کہ ترا ابر کرم پھول
بھرتے ہیں ولائے شہ کونین کا دم پھول
گر گر کے نہ کیوں چومتے حضرت کے قدم پھول
پیارے وہ ہیں جو سر عرش کے قابل
جنت میں کوئی چیز نہیں فرش کے قابل

۵۲

پھولوں کے یہ انبار خبیرؔ سخن آرا
دلکش ہے عجب نظم کے گلشن کا نظارا
پر پھر بھی کوئی رنگ میں ہے رنگ تمہارا
جو کچھ بھی چھپا رکھا پھر وہ دوبارا ع
طباعیاں دکھلانے کا یہ طور نہیں ہے
کیا پھول ہی جنت میں ہیں کچھ اور نہیں ہے

۵۳

دیکھو نظر غور سے فردوس کا منظر
ہیں ہر ورق برگ میں حسن کے دفتر
خوشبو میں ہیں شاداب غرض مشک سے بہتر
رنگت سے خجل رنگ حسینان سمن بر
مصروف دعا گلشن جنت کی ہوا ہے
ورد انبتک اللہ نباتاً حسنا ہے

۵۴

ہر شاخ پہ وہ طائروں کی زمزمہ خوانی
قرآن کے سوروں کی تلاوت ہے زبانی
وہ صحن میں فردوس کے نہروں کی روانی
ہر نہر میں رحمت کا وہ بہتا ہوا پانی
ہاتھوں میں لئے ساغر بلور بہشتی
کس ناز سے گلگشت میں ہیں حور بہشتی

۵۵

نہروں کے کناروں پہ وہ روئیدہ شجر مست
شاخیں وہ لچکتی ہوئی گل تازہ و تر مست
وہ حوروں کی آنکھیں وہ اشارے وہ نظر مست
بھرتی ہیں جو ساغر لب جو کے وہ سر مست
دلچسپ ادا دیکھ کے اس شوخ نظر کی
سایہ سے جھک جاتی ہیں شاخیں بھی شجر کی

ع مجھے خود اس قافیہ میں تامل ہے مگر اہل سخن معاف فرمائیں ۱۲ خبیر

بند ۶۰

وہ خانۂ حیدرؑ کے قریں خانۂ شبیرؑ
خالق نے زمرد سے بنایا جسے یکسر
پہلو میں اسی کے شہ مظلومؑ کا ہے گھر
یاقوت کی تعمیر ہے وہ قصر منور
الماس کے کچھ قصر ہیں کچھ قصر گہر ہیں
یکجا اسی ترتیب سے معصوموں کے گھر ہیں

بند ۵۹

خم منظرِ گلزارِ جناں دیکھ رہے ہیں
اللہ کی رحمت کے نشاں دیکھ رہے ہیں
اسرار جو پنہاں تھے عیاں دیکھ رہے ہیں
جنت میں محبوں کے مکاں دیکھ رہے ہیں
یوں قصر علیؑ پر نظر نظارہ زماں ہے
جو دل میں مسرت ہے وہی رخ سے عیاں ہے

بند ۵۸

دل خواہ وہ دل آرا ہیں غنچے بھی ثمر بھی
[illegible] ہے فردوس کا ہر بام بھی در بھی
دیواریں وہ چکنی کہ پھسلتی ہے نظر بھی
ہر گھر کی صفا ایسی کہ شرمائے گہر بھی
جز عیش و طرب رنج کا واں نام نہیں ہے
یہ دورِ فلک یہ سحر و شام نہیں ہے

بند ۵۷

وہ سبزہ جسے دیکھ کے ہو مرغِ نظر سبز
بچھ بچھ کے بنے نور کی شبنم کے گہر سبز
وہ طائروں کے زمزمے اشجار وہ سرسبز
یاقوت سی منقاریں زمرد سے پر سبز
بیٹھے ہوئے شاخوں پہ جو طائر نظر آئے
گنجینۂ قدرت کے جواہر نظر آئے

بند ۵۶

ہر نہرِ جناں صورتِ آئینہ ہے صاف
لہراتی ہوئی موجیں وہ ساحل پہ جگہ صاف
چھو جائے حبابوں سے تو ہو جائے نگہ صاف
شفاف وہ پانی کہ نظر آتی ہے تہ صاف
وہ خشک ہے یہ تر ہو تو چپ رہ نہیں سکتے
اس آب کو ہم آبِ گہر کہہ نہیں سکتے

۶۱

ان قصروں کے بعد اور کھلے صحنوں کے در
آتا ہے نظر خانۂ سلمانؓ و ابوذرؓ
ہیں مومنوں کے گھر کہیں مداحوں کے ہیں گھر
یوں چشم تصور میں عجب پھر گیا منظر
گھر بیٹھے بہشتوں کا سماں دیکھ رہا ہے
جنت میں خبیرؔ اپنا مکاں دیکھ رہا ہے

۶۲

لہرا رہا ہے سایۂ طوبیٰ ہیں وہ کوثر
آب اُن کا صفا میں دُرِ غلطاں سے ہے بہتر
رکھے ہیں کناروں پہ برابر سے جو ساغر
پائے گا وہی جو ہو گدائے درِ حیدرؓ
ذرہ درِ آقا کا اگر پائیں بہت ہے
قنبرؓ کی غلامی میں جو بک جائیں بہت ہے

۶۳

اب جی کو مرے تابِ تحمل نہیں ساقی
ہونٹوں پہ ہے دم طبع رواں بھی نہیں جاتی
مدت سے ہے دل طالبِ صہبائے عراقی
اس جام کو بھر قوتِ اعجاز سے ساقی
اے خسرو خوباں نظرے سوئے گدا کن
رحمے بہ منِ سوختۂ بے سر و پا کن

۶۴

ہو بادۂ گلگوں سے جنت کا نمونہ
تابش میں ہو خورشید کی طلعت کا نمونہ
پیمانہ ہو میزانِ قیامت کا نمونہ
ساغر ہو تری چشم مروّت کا نمونہ
چھلا نہ مری بادہ کشی میں خلل آئے
رک جائے تو ہاتھ نہ ابرو پہ بل آئے

۶۵

اک جام کا طالب ہوں تو دو جام پلانا
اک صبح کو اور ایک سرِ شام پلانا
دن رات شرابِ طرب انجام پلانا
مانگوں جو میں پانی مے گلفام پلانا
مے کش کی نہ خاطر شکنی کیجیو ساقی
اک گھونٹ دمِ نزع بھی مجھے دیجیو ساقی

٦٦

مشہور ہو تو عقدہ کشا فاتح خیبر
ہاں کھول بھی دے بند نقاب رخ انور
تو مالک تسنیم ہے تو ساقی کوثر
چھلکا کے عطا ہو مجھے جام مطہر
امیدوں کی کشتی لب ساحل نظر آئے
ساغر مرا ارمان بھرا دل نظر آئے

٦٧

اسرار خدا کے وہ جہاں جام میں دیکھوں
قدرت کے نشانات عیاں جام میں دیکھوں
کوثر کی روانی کا سماں جام میں دیکھوں
کیفیت گلزار جناں جام میں دیکھوں
جب نشہ بڑھے قدرت باری نظر آئے
محبوبؐ الٰہی کی سواری نظر آئے

٦٨

سدرہ کے قریب پہنچا وہ سلطان رسالتؐ
ٹھہرا کے وہ جبریلؑ امیں بھی ہوئے رخصت
کچھ دور رواں اور رہی حق کی وہ رحمت
زائل ہوئی مرکب سے بھی رفتار کی طاقت
حاضر وہ پئے خدمت ذیشان ہوا رفرف
اڑتا ہوا فرفر وہ نمایاں ہوا رفرف

٦٩

وہ لیکے چلی فخر سلیمانؑ کو ہوا سبز
پھیلی جو ضیا مرکز انوار بنا سبز
اڑتے میں ہوئی عالم بالا کی فضا سبز
ڈوبی ہوئی تھی رنگ میں قدرت کے ردا سبز
سرسبز کیا شوق کے گلشن کو خدا نے
کیا سیر بھی کیسی تھی نظر کیا کوئی جانے

٧٠

وہ عالم لاہوت کے نزدیک گئے شاہ
رفرف سے بھی طے ہو نہ سکی قرب کی وہ راہ
افراط ادب سے ہوا پیدل وہ حق آگاہ
نعلین جدا کرنے کو تھے آپ کہ ناگاہ
آواز سنی یہ نہیں مطلوب الٰہی
موسیٰؑ تھے محب آپ ہیں محبوب الٰہی

ہشتم

یہی نسے کہ نرم ہے بادشہ نوان پکان اور
محال ہے ہوا نفس نفس صلاے دو جہاں اور
بانسے کہ چاند ہے چاند جہاں اور
اک بڑے دو نقطہ دو یکسا کہ جن کھا سال اور
کہ تو تابا را دہ میں ار ار کا ہے
اٹھانے کو نہ ہے عددہ ہ ا ر کا ہے

ہفتم

مجبو بیضد اور عیب صلاے ہو مضطر
ساری کھا صلا البتہ کا ار دل بنی ہے
ار کو علیت جن کی نظر ان کھا ہے
یکسی کو ادا دی آن دنیا ہے
لے کو نہ ہو ایسا کہ ہے محبوب ایسا ہو
لے کہ فاذ قبلہ کہ مطلوب ایسا ہو

ششم

ار سے کہ رب آیا دہ انیکا یارا
ایں ہا یا صلہ دو ایسی کہ ال کا
اور جی جو ہو شوق بڑھا ادا دیا
یہی کہ عشق تمیں کھا ام کا یارا
خلوت میں کہ الا دا ہو بیا ماہ کی ماہ
تھا مخبوت کہ بیا ماہ کی ماہ

پنجم

لے ذہن میں ساقی ہوا دا دہ کہ یہ ہم
یاد دینا ہے ہم ہم صرف ہی ہم
سرتہ ان سے عشق میں یہ ہی ہم
یہ لوہا سکھو ان ایسے ہو سے دل ادا ضطر
یہ سے کہ او دیکو ان دیں کہ اسی کا صدی
یہ ار اضطراب ہے اک الضمیری کا صداقی

چہارم

انقطاع ہونے سے جب ہے صلے چاہت ذوالاد ہم
یہ شوق یہ انداز یہ بلاقات ذو الادہ ہم
یہ لطف یہ خاطر یہ مدارات ذو الادہ ہم
طراوت فراق اصوات ذو الادہ ہم
دکھا ہیں حجرہ و جد یہ اک عیاں کی تا ہیں
ہم دادی کی کیا ہیں تم یہ کی کھا کی تا ہیں

پھر اُس نے کہا ملنا ضروری ہے ہوں آگاہ
فرمایا یہی کہ ہو بھی آرام میں ہیں شاہ
پھر اس نے فدا ہو کے خوشی دی صدا آہ
تھرانے لگیں فاطمہ بولے شہ ذیجاہ
قربانِ خدا جو ہے بجا لانے دو اس کو
یہی ملک الموت ہے یہ آنے دو اس کو

ناگاہ کسی شخص نے زنجیر ہلائی
زہرا نے کہا کون تو آواز یہ آئی
مولا کی ملاقات کو آیا ہے فدائی
ہوں اذن طلب شہ کو خبر کی جائی
وہ بولیں کہ ناساز مزاجِ شہِ دیں ہے
واپس ہو کہ یہ وقت ملاقات نہیں ہے

سن گیارہ میں بیمار ہوئے سیدِ بطحا
آیا وہ بخار آہ نہ تھا جس کا مداوا
خاموش سرِ فرشِ مرض لیٹے تھے آقا
اور زانوئے حیدر پہ تھا فرقِ شہِ والا
شہ گلشنِ تسلیم و رضا دیکھ رہے تھے
کب آتا ہے فرمانِ قضا دیکھ رہے تھے

اللہ کی رحمت کا تھا وہ اللہ کا پیارا
رحمت پہ مسلمانوں کی تھی شہ کو گوارا
تھی مطمئن امت کہ ہے موجود سہارا
جب عالمِ فانی سے وہ سلطان سدھارا
اندھیر ہوا سیدِ والا ہوا رخصت
کہے کہ مدینے کا اجالا ہوا رخصت

کی عرض پیمبر نے کہ اے قادر و قیوم
مسرور ہوں رحمت سے نہ رکھا مجھے محروم
انجام سے امت کے مگر اب بھی ہوں مغموم
آواز یہ آئی کہ تمہیں کیا نہیں معلوم
پرسش نہ کوئی ہوگی مروت ہے تمہاری
بخشوں گا میں امت کو شفاعت ہے تمہاری

ایک جو رضا کھو میں یار کی یا الٰہی اجابت
کی عرض کی کرو سرکار اجابات و عنایت
شبدلے یا الاو جو بے کھو شتیت
تن سے جو بین کھیونچین ان سے الگ الحضر
یہ کیسی جو ری جان صدا ہو ئی نوائی
زری کی [illegible] بہ کچھ سوا [illegible] نوائی وقت

کی عرض ہتائے کے جلال یار کی کرامات
بین قدح صبا آکرے یا ہوں قول و آیات
سوالے کے [illegible] بیتیں قلی کیا حیتیں
فنا یا کہ است کو بھی بہ کی [illegible] ادب
ایسا یاری دریرم فائق کیا نقیب ہو گا
کی عرض الیا است یا ادب اہم آہیں گا

فنا بانکے جوان کی کا ہوں نہ جستیں بنا کیا
اربیا تھ ہوں کچھ میرا بنائے دل الگ کرا
لیکن یاری کا است کو تکلیف ہو صلا
یہ یہ سے سے طلے آلگ سیدو آقا
علی دیکا یا است کا ہدو الگا رکھا را
یہ داولاں کا ودن [illegible] اسدارا

دیکھو قد و رفتار پہ ہر حسن کی دن سلام
یا رب سب مسلمانوں کا راحت یا رکھا
ہم جب الیا لیا ہی یا انعام
ربا ایسی میں ستی ہیں بھلا بے بجا دارم
جو تیش بیستی یاتا کو حرص یہ نامہ
است دیوار اسرے بھی الطالع بہو

یہ خیر یہ بدن بل البصیرت دہ منظر
بجا اد و طاعت یہ جو کس سے دو ریمیر
ربدہ خون سطیں بدار
یا علم جو سلام الاسم
ایسا بھی بگوید
وان بھئے اہم دو وطال اورد

وشم

اکھ مربان یمن یار کھ اکھ لٹ بُڑنہ داہ
وودیہ نصیحت کھاوہ ادست یار اوار
ارن تجیرہ اکھ ادا ادھو جاوہ
خود بینس ظلم وی ادا ادھو خیا
مھاوہ جبرن عذرن سکا بکھ
جبرانہ ساما طرواد بت

وشم

کنہ ومن لنعان یمن حق ہنجس و ایال
لعل عینشا کیا وجان کہ وود دال
مایوتین یو ایسی پیان کیا نکہ نال
روقتا یا بھ وہ خاک ہنجان
ار ان جو یکی ایس کن ماطلو تع بجار
جوا یا کہ محبوب یو مجو بایہ

وشم

پچھیاو یہ وافعبر تزار سنہ شاہ یا ہات
ونہ بیطین سکن اوجہ وا الفت
ان دون پیران یو ار الوکن مصیبت
کیا یوکھ یر سوت لقا فنا س محبت
ونا دیراں یار سنا الہ طور قلب رحمیت
یہ اکو فنا کر دون یار لون نظر

وشم

جبران سعادت اویہ جو سک العدا
پیرندو بالا یو جو بلک سیر و ادا
وانا بال کو اکر دون بیطین کا فدا
دولہ یہ دربری ہی کا فن موالا
اوسکیا دم اس کن محبت ہند ولا
یار کو بن تیر پیر زیوان کر دون کا

وچھ

جبران کھراو ہم پیر زناہ مراے
پیر دوہ وو یو ید ول عمر کن ہواے
سر زن ایر یمع ا نجیر واے
سینہ کھچھی ناجان صل العلالن جو ولاے
ولیہ ابر یر دو ادا ادکن سکن لاے
بانا کھنا جان وا اے وفاے

۱۵۹

جیسی بلائے جاں ہے آزاد ستمگار
ہزاروں جو قتل کیے سلسلۂ عشق دلدار
اسے کہا ہے کہ الامان ہے غمخوار
کیا جانئے کیا ہے یہ ادب ابرار
اتنی نہ زیادہ ہے جفا ستمگر کا
حال کروں بیاں دل و جاں دلربا کا

۲۵۹

خیر سے یہ سی کی ہوس کرتا
دل سے غم تیغ و تبر کا کھلا
یاد آ نہیں تیرے دیں کو رلانا
لب سے تیرے تبسم و شفاعت کا خزانا
نہ خود کو اب سے کی ان کی ہمسری
صاف کہ پان الحاصل بیان الادی کی جھی

۳۵۹

وہ رنگ کیا اور ہے دیوانہ ستمگر یاں
بے وفا کی ہر بات میں کی جان و تن قربان
تیرا ہی بیاں کیا تیری نظر کا عنوان
وہ ہے عشق کی شفاعت کا ہی سوال
الامر و مصیبت ہیں بھی پال کرنی ہے
یہ ہم جفا کا ابرار بات کا وفا ہی ہے

۴۵۹

حسرت و دل ہے نیزہ و تیر کا دانا
جیسے بیدار ہے عالم بالا ہوا درد ہوا
یار اب جو کرم ہے وہ شیدا وہ مشکل
کیا ہوا ان کی ادا کے ہم ایسے دانا
سر رکھ دو ان کا دل میں خدا کا
با لکھ دو سماں وہ ٹھہرا ہے

۵۵۹

جب ہم کیا دنیا سے دوہ بیکس کا دانا
اے دل جب تک گریہ فاطمہ ہیں دیدار
یہ دیر میں مختصر شرمندہ کرنا کا
صبر سے یہ ہوا دل ہر ایک نقش کا
ملک سے بکا یا سب یہ سوال ہونا کا
یہ جس سے ہم دو بیاں الکا ہے جانی کا

دوم

اوقی یوزن سرکار چهی سرکار اوزه یه

[illegible] زینب دنیا اوزه یه

[illegible] الکلزا اوزه یه

[illegible]

[illegible]

[illegible] السلام

دوم

[illegible] بلا یا

[illegible] بلا یا

[illegible] اوجلا یا

[illegible] بجلا یا

[illegible] بلا چهی

[illegible] چهی

دوم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بلا یب

دوم

[illegible]

[illegible] اولاد

[illegible]

[illegible] آزاد

[illegible] بنده

[illegible] بنده

ایضاً

مرنے پہ مری لاش ہو پامال میں راضی
رسی میں بندھے فاطمہ کی آل میں راضی
کبرا و سکینہ کے کھلیں بال میں راضی
چھن جائیں گہر گوہر و خلخال میں راضی
خوش ہوں جو لٹے بانوئے مغموم کی چادر
زینب کا نہ مقنع ہو نہ کلثوم کی چادر

ایضاً ۲

آئی یہ صدا اے مرے محبوب کے دلبر
مسرور ہوا تجھ سے بہت خالق اکبر
لاریب سخی ابن سخی ہے تو مقرر
اک سر کا تھا وعدہ کہ قربان بہتر
خوشنودیٔ حق کے لیے گھر بار لٹایا
اک پھول کا اقرار تھا گلزار لٹایا

ایضاً ۳

سن کر یہ صدا قبلۂ دیں نے کہی تکبیر
سجدے میں گئے حلق پہ چلنے لگی شمشیر
پہلا جو گرا قطرۂ خون شہ دلگیر
آزادیٔ امت میں باقی رہی تاخیر
جنت میں دعائیں دیں رسول و زہرا نے
اور بخش دیا امت عاصی کو خدا نے

ایضاً ۴

جب پنجتن پاک سے دنیا ہوئی خالی
تھرائی زمیں آندھیاں چلنے لگیں کالی
تھا دھوپ میں ریتی پہ وہ کونین کا والی
پامال ہوا لاشۂ شاہنشہ عالی
ہر چند کیا صبر بہت پر نکل آئی
ہمراہ نبی خلد سے زہرا نکل آئی

ایضاً ۵

بے سر جو نظر آیا جگر بند کا لاشا
ریتی پہ وہیں بیٹھ کے رونے لگی زہرا
دلبند کی حالت پہ ہوا دل تہ و بالا
کس درد سے کہتی تھی جگر تھام کے دکھیا
مارا تجھے بے جرم دہائی ہے خدا کی
نانا کا نمک کھا کے نواسے سے دغا کی

مطلع

کھیتی مری لوٹی گئی فریاد خدایا
امت نے ادب اپنے پیمبر کا بھلایا
شمع ید احمد مرسل کو بجھایا
مرقد میں بھی پیاری نے آرام نہ پایا
کیا میرا پسر قابل اکرام نہیں تھا
کیا کوئی یہاں صاحب اسلام نہیں تھا

مطلع

غش کھا کے گری بنت نبی خاک کے اوپر
چلائے نبی آگے نواسے کے برابر
لٹوا دیا امت کیلئے تونے بھرا گھر
جو تم نے کہا تھا کیا امت نے وہ بڑھ کر
پھر کہنے لگے نازش ترا ایسا ہے بیٹا
بیشک تو بڑا صادق الاقرار ہے بیٹا

مطلع

خاموش خبر ہے کہ نہیں طاقت گفتار
نیسان کرم ہے کہ ترا کلک گہر بار
ہو اوج کی صحبت کا اثر صاف نمودار
یہ بندشوں کا حسن مضامین کی یہ بوچھار
ہر چند کہ احباب ہیں سب اہل زباں اور
غالب کی طرح ہے ترا انداز بیاں اور

تاریخ ختم مرثیہ ہذا ۱۳ ماہ اکتوبر ۱۹۲۶ء

مرثیہ

مطلع

زمانہ سے طبیعت بدل نہیں سکتی

نعت و حال جناب سیدہؑ

بنتا

مصنفہ
سید سرفراز حسین خلیر لکھنوی

مطبوعہ
نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ و سلام علیہا

باسمہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا سَیِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا وَالِدَةَ الْحُجَجِ عَلَى النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْمَظْلُوْمَةُ الْمَمْنُوْعَةُ حَقُّهَا پھر کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اَمَتِكَ وَابْنَةِ نَبِیِّكَ وَزَوْجَةِ وَصِیِّ نَبِیِّكَ صَلٰوةً تُزْلِفُهَا فَوْقَ زُلْفٰى عِبَادِكَ الْمُكَرَّمِیْنَ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ وَاَهْلِ الْاَرَضِیْنَ

تاریخ ولادت باسعادت ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۵ بعثت | تاریخ وفات ۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱ھ

جائے دفن ، جنت البقیع

زمانے سے طبیعت بدل نہیں سکتی نہ بیچنے سے بکتی
کسی کی اصل و حقیقت بدل نہیں سکتی
ملا ہے دور میں فطرت بدل نہیں سکتی
نصیب اپنے قسمت بدل نہیں سکتی
لکھا جو کاتب قضا نے کبھی مٹ نہیں سکتا
سمجھا و شہ قدرت [illegible]

عجیب رنگ ہے لقا و فنا نے کر کے دکھلائے
ضیائے حسن تیرے میں جا و انیس و زینت بنائے
ہوائے دل سے محبت کی آگ بھڑکائے
حبیب آ گیا تیرا ہوئے اجنبیا جلیا جائے
وہی جمال ایدم جلوہ لقا بھی ہی
کرا ابتدا بھی ہی اور انتہا بھی

اسے حیات ملی اور اسے بلا کر لیا
سیا سے جامہ ہستی کو چاک چاک کر لیا
بنا یا خاک سے پھر آدمی کو خاک کیا
ازل ابد ہے سر مری سے پھر اسکو [illegible]
علم ہشت بہشت [illegible]
دیا شعور [illegible]

وہیں کسی کی یہ رحمت کسے بھلا معلوم
ذرا ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم
نشان کنہ حقیقت کسی کو کیا معلوم
عقل رسا الجھ کے خدا معلوم
جنبش تلاش میں ہے کہ کی مضطرب ہیں
ہزار دو جہاں [illegible]

ازل سے پہلے وہی تھا ابد کے بعد وہی
وہ اصل ذات صفت میں ہیج قرآن میں یہی
نصیب ان آنکھ کو دیکھا ہے وہ دید بک
نصیب میں ہے ان کے [illegible]
[illegible]
ہوئی قسم [illegible]

عم

جلا با جلوہ رکو ابنے دکھا شان جلال
سکے ہم آرائی حسن خلق ادا یسے جمال
کرد و دوں صحو زمین اوس سکو فلکفو خدفال
ہر ایک شکل آل آ سید دار حسن کمال
ہا بحو نقش وہ یبنے الا ہوا ابن
کہ نقطو قدرت اکی نزاکت ابن

عم

اگرچہ ان میں کی سمجھی صنعتیں ہیں ایکی نظیر
وہ جاہت ہے جسکو تو بے علاج ادب وہ ذکر
نہ حسنوں کی او فر ستر سے ذیر و فند
بجز عرش فو رحق ستر ج و منیر بہی
اگرچہ سہیل فی الجملہ اصنعت بہی
زخلقت اسی کی ہو کیا دو فر بہی

عم

زمانے کے جو ہرسے ہر اک بیش زیر بپوند یوو دہ بالا
خدا نے پاک ایک بجوہر جسکا جایبخ ووالا
بہیو ان میں ہر ایک مینا رسید والا
رح قن نے دو من جسقعت ہیں بیگعو بالا
یہ ایک جلوہ قدرت انجمن یاں زبوہ
جواہر یہ نادر انکا نا ایجاد یاں زیادہ

عم

گمرانکا عرش تابندہ اور جیکا بہیو جلوہ
زمین پر ایک ابتک سو سے صبیدن خدا
جہان جا یا کہ ہر آدمی سے عرش علا
کمال سول نظم صرخدا ابن قدر بریکیا
ترف کا اس سے بنا یاناج زینبدیا
خدا نے ہاتب کو معراج زینبدیا

۱م

نظر فزودہ آرائش زیب معراج
ضیا فشان سر آرو دہ اخروں برج
سکون نعل ادا بو دہ زمانے کے جو ہر ملح ان
وہ فرش بنہ ادا و قبوں بجان سکا ملح تاج
آسے شان نعی ستاریاں یبو نے اٹھ
نصیب جاہل بابا انکا صعود کا اٹھ

١١م

وہ جب داخل بیت الشرف ہوئے جب حبیب
ملے جب جلوہ ایسے کہ جیسے جانے تھا ولی طبیب
امین وحی کی نبی کی عرض اسے شعلہ حبیب
خدا کے پیارے بیان ایسے وہ وصل و شبیب
ہیں اس بیان ہوئے ملنے کے اعتبار مشتاق
حبیب کی تھی ملاقات کا خدا مشتاق

١٢م

عجب وہ عرش تھا کیا جلوہ گر تھے حبیب رسول انام
فرشتے راہ میں تھے ایستادہ پیمبر پر کے سلام
ثنا سے چرخ تھا پڑھتا ہے بیت پر ایک سلام
ثنا کہتے ہوئے یوں کہہ رہا ہے منتظر ہیں تمام
سجا سجا ہے بہشت رب کے آنے کی آبادی
سوار آئے ہیں ہوں خادم در والا بادی

١٣م

زمین پر کھیتی ہے ہوئی کہ روح کو نوشہ والا
قدم سے آپ کے آباد ہو گیا وہ دنیا
سب کو کہا لطف اللہ سے ہیں بار نعمت اپنے سوا
کہا نبی نے کہ آج آیا ہیں وہ اپنی سوا
جلوہ گری کی نہیں خالی آگ فنا ہوگی
جو ہیں نہیں ہیں امر ایجاد کی ابد ہوگی

١٤م

فرشتے زینت زمین پیرا تمام ہوا
سعید نے فلک کے صاعقہ خدا امر ہوا
رواں وہ روح برق تھا اس کے جبرئیل امر ہوا
نمودِ شمس و دو شمس چراغ بام امر ہوا
ہر طرف حصار درود و شفقت نبی کے پیر و پیر ہوا
عرب کا چاند سراج جو نور ہوا

١٥م

جو ہو مسیح جنہیں جہاں امر بادشاہ کمال
مصاف میں ہی وہ عیسیٰ مریم وہ روان
خدا نے کہ ہیں تبلیغ قبلہ وہ جہان
کہ ناکہاں بہ ہوا سیر آسماں اذان سبحان
منصب کی ہے کہ سیر آسمان ہوئے
ہمارے کی ہوئی قدرتی امر بیان ابدی سبھو

۲۶

نبی نے حق کی بزرگی کا پہلے ذکر کیا
کہا پھر آپ نے یکتا ہے خالق دو سرا
شہادت اپنی نبوت کی دی بحکم خدا
یہاں تک آپ پہ جو پہونچے مسیح نے کیا
خدا کے فضل سے سردار انبیا بھی ہیں یہ
حبیب حق بھی ہیں اور حجت خدا بھی ہیں یہ

۲۷

فلک پہ آپ ہیں ای بادشاہ ارض و سما
زمیں پہ اپنی جگہ کس کو آپ نے چھوڑا
کہا نبی نے علی ولی وصی میرا
امام کون و مکاں نور آب خیر خدا
خدا کے فضل سے سردار مومنیں بھی ہیں وہ
مرا جہاں میں بلا فصل جانشیں بھی ہیں وہ

۲۸

اوسکے ساتھ نبی سے یہ عرض کی کہ حضور
فلک پہ ذکر علی سے ہیں خرم و مسرور
ہے پانچ وقت اذاں میں یہی امر منظور
جو بعد ذکر پیمبر علی کا ذکر ضرور
جہاں میں جیسے محمد نبی برحق ہیں
یونہیں علی ولی بھی وصی برحق ہیں

۲۹

خبر اتنا محبت میں کیوں ہے دیوانہ
یہ مانا شمع امامت کا تو ہے پروانہ
بیاں پہ چھیڑ دیا تو نے اپنا افسانہ
حضور جا لگے ہیں سوئے بزم جانانہ
وہ دیکھ مرکب پیغمبر انام بڑھا
نگاہ شوق کی صورت فلک خرام بڑھا

۳۰

جو آنکھ بیچ کو طے کرکے کبریا کا وہ نور
در بہشت پہ آیا نبی ظہور سرور
ہوئے نبی متبسم پڑھا جو قول کا سرور
بنا تھا کعبۂ مقصود نقش پائے حضور
بچھایا آنکھوں کو رضوان نے انکسار کے ساتھ
جبیں کو رکھ دیا قدموں پہ افتخار کے ساتھ

۴۱م

جناں میں بیٹھے ہی پایا ہے آ بیٹھی کا پھل
دو دو دودھ میں پایا بلبلیں مہکتے ہیں شکل
سبز بال بال بکھرے دو دو گیسو سے سنبل
بہ بن میں ببیر شبنم ابھی پھول ساغر میں
بہار کی جا بجا ہے سرخ سرخ ترس اور کل
چھلک سے ہے گیسو اور اب کو اک

۴۲م

خوشنما ہے ہر میں نکلو زعفرانی پھول
تکلیف بلبل نے آسمانی پھول
وہ بہار جو دیکھ بلبل دو زعفرانی پھول
برا جو کہ گلابی با ہو بہار کے پھول
سبز ہیں بہت پھول پھول میں محبت ہیں
حسن و چمن دو امر ہیں

۴۳م

وہ زیر ہے سرپا غم ستم ہیں تبسم
وہ عرق با دو القاب ہیں پر حجاب ہیں تبسم
وہ فنا میں چمن ہیں ستم ہیں نقاب ہیں
وہ چمن سبزہ سے ہیں بے نقاب ہیں
نقش خامہ پر یہ سے ہیں تلطف ہیں
تبسم اس سے گل معنی جواب و بے سقف ہیں

۴۴م

شعلہ ہے بہت پا جہاں ہیں تا دم چمانہ
سر پہ خدا ہی انتخاب سے گلشن ارار
بہ جمعیت زبان صبا الفت و فا
پر آپ کے پھول پر جنت ہیں ترس و امر غنچہ
نسیم کی ہے تب سے ہیں تر الم غنچہ
صد او درد و دو کان ہو چمکیلا غنچہ

۴۵م

رسول پاک سوال با سلطنت سے ملے
بہ ایک صبا خدا ہر دو زمیں سے ملے
بہ لطف خاص شہیدان سر کفن سے ملے
بہ جا سر و دو شفا بخت سے ملے
بجا نے فیض ملے ہے جیسی بانہ ہیں
سر ان جیسی سایہ جیسی سایہ ہیں

جدھر دیکھو [illegible] علی ہیں [illegible]
[illegible] زباں
[illegible] ضد [illegible] جواب
[illegible] قرآن [illegible]
[illegible] حق [illegible]
[illegible] ثانی [illegible]

[illegible] بادہ [illegible] ہے
[illegible] جام [illegible] ہے
[illegible] ہے
[illegible] جفا ہے
[illegible] ہوا ہے
[illegible] جاری [illegible] ہوا ہے

[illegible] دو [illegible]
[illegible] قرآن [illegible]
[illegible] اپنا [illegible]
[illegible]
[illegible] ہوا [illegible]

[illegible] ساقی [illegible] بھی ہے
[illegible] بھی ہے
[illegible] خدا بھی ہے
[illegible] زباں [illegible] بھی ہے
[illegible] خدا بھی ہے

مرضِ عشق [illegible] دوا بھی ہے
[illegible] دعا بھی ہے
[illegible] بھی ہے
[illegible] ساقی [illegible] بھی ہے
[illegible] دل [illegible]
جو بیاں شانِ [illegible] علی علی

۳۱

خدا کا نور تھا تیرے جمال سے پہلے
تو سب سے دور لبالب تھا خیال سے پہلے
ہنر بنایا جمال بنا عروج کمال سے پہلے
سمجھ گیا مرا مطلب سوال سے پہلے
ابھی سے جھک چمن آرزو سے پا ہی گیا
مرے جبیں نیاز بولا جھک گیا

۳۲

پیو پلا کا خلد میں ساقی یہ بادہ دو نگاہ سحر گاہ
نبی کو زینت کا اپنے بنا دیا کاش میں سحر گاہ
حسین کی سر میں ہیں محو نشاط عرش پناہ
جراں پہ بھی ہمیں نشاط ہو وہ ایک قرب الٰہ
ہوا وداع ریاض علوم کا حافظ
بکار ہے اہل جناب ناتی خدا حافظ

۳۳

وہ روز آ گیا رب رسول جن و بشر
لباط آئی سلیماں کے واسطے احمر
قریب سدرہ وہ پہونچے نبی جو شوکت و فر
امین جن نے رکھا اپنے با ادب پر بھی
فرشتے ایسے کہ تا بسکی ای سینہ بھی
جو بال کھولیں ہر ایک پہ روشنی خبر بھی

۳۴

وہ پہونچے تا بالآخر بہ قرب حضور
وہ راہ قرب تھی قرآن بھی ایک ہوا دور
خدا کا نور وہ آیا قریب مرتبہ نور
جو وطن میں جو داخل ہوا وہ ہوا مسرور
بکا نکلی رہی بیکار نکلی کا طور نہ تھا
سر لا مکاں میں وہ بھی تھا کلام نور نہ تھا

۳۵

خدا کی یاد رہی عشق میں یہ معنی و مستانہ
پیا وہ قطرہ ادب سے ہو بادشاہ جانانہ
سکینہ عشق سے دریا سے معرفت کا پیمانہ
وہ بزم قدس کی کیفیت وہ راز و نیاز نہیں
عیاں ہوا جو بسر گوہ یہ وہ نور نہیں
سر لا مکاں کی محفل ہے یہ بزم طور نہیں

۳۶

ہوا تھا حضرت موسیٰؑ کو یہ [illegible] فرماں
بڑھو اتار کے نعلین طے کرو میداں
یہاں نبیؐ سے ہے ہمطراز خالقِ سبحاں
تم آؤ پاس ہمارے یونہیں بشوکت و شاں
نشان پائے ہمایوں سرِ عرش ہے
تمہارے پاؤں کی نعلین تاجِ عرش ہے

۳۷

جمال حور میں جسکی ضیا ہے وہ پاپوش
فروغ مہر کو جس نے دیا ہے وہ پاپوش
جو زیب پائے بشر بنا ہے وہ پاپوش
خدا کے ہاتھ نے جسکو سیا ہے وہ پاپوش
علیؑ ہی سے کوئی پوچھے جو اسکی عزت ہے
نبیؐ کے پاؤں میں زینت خدا کی صنعت ہے

۳۸

عیسیٰ کو فخر ہے ایسا کسی کا تاج کہاں
یہی سبب ہے جو نعلین پہنے شاہِ زماں
حریم قدس میں داخل ہو بشوکت و شاں
عیاں تھی چار طرف شانِ خالقِ سبحاں
وہ جنبشیں سی ہوئیں عرش کی طنابوں کو
نگاہِ شوق اٹھاتی رہی حجابوں کو

۳۹

بنا تھا راز کا پردہ نقاب روئے خدا
حجاب تھا مگر اٹھا تھا کچھ نہ کچھ پردا
کہ دوش پاک پہ دست خدا نے ہاتھ رکھا
یہ رمز کیا تھا وہی سمجھے جسکا ہاتھ یہ تھا
علیؑ کے مرتبے کو اور کوئی کیا سمجھے
خدا کے بعد جو سمجھے تو مصطفیٰؐ سمجھے

۴۰

علیؑ کے باب میں قول نبیؐ ہے صلِّ علیٰ
کہ یہ نہ ہوتے تو زہراؑ کا کوئی کفو نہ تھا
نہ ہے منافق بنت رسولؐ ہر دو سرا
ہیں تحفۂ شبِ معراج فاطمہؑ زہرا
بہار باغ جناں گلشن رسولؐ میں ہے
کہ سیب خلد کی خوشبو نبیؐ کے پھول میں ہے

مطلع ۱۳۱

ہے پردۂ شبِ معراج اب نقاب سخن
بنا ہے برقعِ حورانِ جناں حجاب سخن
نگاہِ چشمِ ہنر بن گیا ہے پر شباب سخن
سر بندۂ مقنعِ عفت کا ہے جناب سخن
نقش وہ ہے کہ حیرت میں ہے کلیم پانی ہے
جمالِ فاطمہ زہرا جوابِ لن ترانی ہے

مطلع ۱۳۲

خدا نے رتبۂ معراج مصطفیٰ کو دیا
جو مصطفیٰ کو دیا تھا وہ مرتضیٰ کو دیا
علی کے بعد وہ سب اشرف النسا کو دیا
یہ حق نے تحفہ شہنشاہ اتقیا کو دیا
سیدۂ زنانِ جہاں زوجۂ علی تھیں
بیٹی وہ ہیں کہ جو بضعۂ نبی تھیں

۱۳۳

نبوّت آپ کا حصہ بس ایک مایۂ حیاتِ نبی
جگر کا تھی یہ پارہ امامت کی کان ہی تھی
خدا نے عزّ و جل وہ انکو حرمت دی
کہ جو رسولِ حق و عالم نے انکی عزت کی
جب آئیں پاس تو تعظیم شاہ دیں اٹھے
چھپا کے آنکھیں صحابہ جو تھے تو فضل اٹھے

۱۳۴

رسول کو جو گوارا نہ تھا فراقِ بتول
تو سیدہ نے بھی جان کو تھا اشتیاقِ رسول
سدا رہے وہ جو بستہ ہیں مقبول
جب ہوئی کی جدائی سے فاطمہ تھیں ملول
رسولِ پاک کا خالق سے جب وصال ہوا
تو چند یوم میں زہرا کا انتقال ہوا

۱۳۵

نبی کے بعد عجب رنج فاطمہ کا حال تھا آہ
تھی سر پہ خاکِ عزا جسم پر لباس سیاہ
وہ دل کا حال کہ تھا جیسے بیکسوں کا باغ تباہ
یہ رنج تھا آنکھ سے ملتی تھی کاں بھی نگاہ
یہ سن کی یاد میں ہر شب تکو بے دم بھی تھی بیتاب
کہ رات دن انہیں عمر میں بیتابی تھی

بند ۴۶

تھا دل میں بس داغ غم اور اشک باری [illegible]
غم فراق سے شعلوں کی جلن [illegible] تھا کبھی
جب پہنچی صبح سے زینب عزا میں وہ مضطر [illegible]
[illegible] روز و شب یہی کیا رہی [illegible]
[illegible] زینب [illegible]
نبی کا [illegible] کیا یا خدا [illegible]

بند ۴۷

نبی کے بعد بنت زہرا روئی مصطفیٰ اب نہیں
یہ دل و جان کے ٹکڑے دین کے رسول کریم اب نہیں
کہا زینب نے ظلم و تشدد کی طرف [illegible] اب نہیں
محبت اور [illegible] ہاتھوں [illegible] اب نہیں
[illegible] دنیا [illegible] رواں ہو گئی
زبان پر [illegible] ہو گئی

بند ۴۸

ہزار حیف زمانہ نے یوں اس طرح بدلا
کہ روئے ہائے [illegible] فاطمہ زہرا
نبی نے اپنے جگر کا [illegible]
[illegible] اعدا [illegible]
[illegible] مودت کا [illegible] افسوس
نبی کا تھا جو رسالت کا [illegible] افسوس

بند ۴۹

وہ رسول نے امت کو خلعت اسلام کا
دی نبی نے ہر ایک مسلمان پہ [illegible]
[illegible] مسلمانوں [illegible]
[illegible] انعام [illegible]
رسول [illegible]
[illegible] حسن کی [illegible] آئے

بند ۵۰

ہوا تھا ضعف [illegible] فاطمہ زہرا
[illegible] تھا حال وہ [illegible]
نبی کے بعد [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۱م

نماز پڑھ کے کئے سوئے قبلہ پاؤں دراز
ردا سے ڈھانپ لیا منہ درِ جناں ہوا باز
کہا کسی نے کہ بس پھولا پھلا ہوا تھا باغِ نیاز
جدا ہے ایک نہیں تھی محبت خدا دمساز
یہ خاطر ہے نہیں جب گل گلشن رسالت کی
یہی تھی جس سے جبیں تھی شمیم باغِ جنت کی

۵۲م

ہوئی نہ صبح کہ تا جو وہ شمع احمد مختار
حجاب بستر میں جنت عیاں ہوا آثار
بغسل مرتضیٰ غسل و کفن آ کے حیدرِ کرار
زنانِ ہاشمیہ روئی ہاتھ مل کے زار و قطار
فلک لرزنے لگا کھل کے بیکسوں کی زاری
حسنؑ حسینؑ کا رونا وہ بیقراری کا

۵۳م

رکھا جو لاش کو تابوت میں ہوا محشر
کہا علیؑ نے کہ زینبؑ ادھر کو دیکھو آ کر
سوال میں نہ زینبؑ و کلثومؑ سر برہنہ کھولکر
تھیں جو زینبؑ و کلثومؑ تابوت سے سر ٹکرائے
بیبی تھا نوحہ میں سر پیٹتی تھیں
مجھے یہ خفا جو ...

۵۴م

جنازہ بیج کے فاطمہ پر عیاں زمان
شب تیرہ ... ہیں سہنی جہان سے کہاں
اکیلے گھر میں بہت چھپ کے سدھارا جب
ہے کون اب حاجت روا اللہ ملا
روا کیا جو ... صدقہ تھا دل سا
نہ رد کیا ... سوال سائل کا

۵۵م

ادھر تو لاش تھا شیبوں کا شیون و شین
شب جو روئے ہوئے حسنؑ کے بہا کر حسنینؑ
کفن میں لپٹی ہوئی تھی بی بی ... نور العین
جناں دیکھ کے میت بھی ہوئے بے چین
لپیٹ ... جو دیکھے
جلیں ... کفن بھی ...

۵۶

سبب یہ تھا کہ روزہ شہ اداس و افسردہ تھی
بتول بی بی بے چین بی بول بے چین تھی
زیارت بانو زینب بزبان کی دو شتربان کلمہ تھی
یتیمی کا لال تھی جنتی وہ نسب جمع تھی
جدا جدا بھی وہ نہ جمع اوج ضامن
حسن حسین ہوں جگر جا بجا کبھی میدان

۵۷

زیارت نبی کی ہوں سکینہ سے حرم بی کی تھی بتول
یہ دونوں لال لال تخت سر تا قدم تمنیٰ تسبیحول
کہ یا نبی جلنے تمھی بتا نا اماں بن انکا تمول
تھا غیب ایج اسا لتکا ابر بنا خادمہ بے شبہ بھول
قریب تھا کہ ترسنا ضلع کمی کی عرش کہا ہے
یہ سکانے نقطہ بیجیں نبی کی آرام کن نیند بجا ہے

۵۸

فلک تھا کہ رحمت کی جھٹکا دل آتا ہے سینہ میں
یہ کیا ہوئی ضمیر اتنا اپنا ایک آدمی بی بی بیاں تجھا
جدا جھلی ہر ساں وہ سال رات سال وہ اتفا
ولا سادی سیکا نیا کمی کو علی بی کی جدا
مبارک سکینہ جیبی لیلیٰ تھی کہ الاکبر بسر ہے
کلیم و دانی کے ہو تو الا الکبر

۵۹

علادہ ہوسنے از بر کی لالہ بیبی دو سے
خیال و من ہیں بیانگ شیرینی منظر حیدر
سو کو ہواں جناں لکے کو بس طلب بر ضرور
سنا عمر پر نخص کی تا الوند سنانے زینب
علی سے دوسری جائے صدرع سائے ایسا الا اشہ
حجابت بھی بسیار پیر وریں کی بالا اختر

۶۰

سکینہ سمجھی بنا یہ سیکر روح وہ حال تھی یہ بزم سحر
اٹھا نا تھا کہ جلالی ملا جنا دو سے جو الا المیر
حرم سرا کی پتیاں طلب سے بیبی بنو مخزن جو الامیر
سرا اپنا نیا کہ بیکی تمھی بیبی سنسد عصر پہلی
ہر حسین ہمیں بھی محل ستر بار اس صبحی
پیغمبر ماں کہ یہ سجی ال ہر ابرا بیبی

۶۱ ع

نہ پانی نہ سر پہ سایا بے بس تھا سرور ہائے غضب
شرربار جو آلودہ گلے پہ تیغ وہ ظالم رکھے ہائے غضب
ادھر تھا طشت میں قرآن ناطق امام ہائے غضب
کہرام تھی عترت جو اجڑی گیا رسول کے گھر سے
ہوا زمانہ کچھ ایسا رسول کے گھر سے
نہ پردہ بات کرے فاطمہ کی دختر

۶۲ ع

چھپائے بالوں سے چہرہ رو رہی تھی آل نبی
اشارہ کر کے یہ بتلا رہا تھا شمر شقی
یہ جو کہ شانوں میں رسی سے ہے بندھا یہی
یہی ہے حیدر کرار کی پوتی یہ ہی بیٹی
وہ چھوٹی بیٹی ہے کلثوم یہ سکینہ ہے

۶۳ ع

یہ دیکھ کر جو سرخرو لگے اسیر شمر
مزاج شمر کا عجب اور بگڑ گیا پھر
اٹھائے دُرّہ بڑھا ہائے وہ بے پیر سوئے حرم
سکینہ باپ سے لپٹی جو تھی ماں
سہما بیٹا ڈرا چھپا کے سینے میں بہانے
بچا لیں وہ شیخ ظالم کے تازیانے

۶۴ ع

تھی گھر کی سیدانیاں جو طیبہ سر پہ آل عبا

۶۵ ع

ہماری قوم و قبیلہ کی ہیں جو یہ عورات
ہمارے سامنے اسیر ہوں یہ عورات

۱۰۶

ذرا نہ دیر کیا منع شمر کو کہ یہ کیا
نشے سے کس گھمنڈ سے بازار آیا وہ عدوئے خدا
پکاری زینب خستہ جگر سے کر کے آہ و بکا
کہاں ہو بھیا آ دیکھو بہن کی بے ردائی کو چھپا
حسین کی فوج نے لوٹ لی ندی کا احترام کیا
ہمارے واسطے کیا امر نے انتظام کیا

۱۰۷

تمہارے بعد کھلی ہے وہ دیدہ رسول کی آل
حسین وا ہے بے سر و کل کے سامنے حسین و نجیب پامال
اسیر طوق و سلاسل میں ہیں ہم ابھی ہوا یہ حال
سناں کی نوک پہ اب زینب کے لخت جگر ہیں عیال
رسن گلے میں ہے جنا جب اس ستمگر کی صورت
کہی ہی کیا ہمارا حال محمد مصطفیٰ کی صورت

۱۰۸

حبیب تا ہے سنا عرش نہیں یہ خدا کی قسم
وہ کیا کرو اگر سے شمر خالق اکبر کی قسم
ہے شفیعہ امت ہے بنا امام
ستمگر ستم لئے مال کی آبرو خیمہ
دوا دیا ہے بار مصطفیٰ بیبی ستمگری
بے زینب نے کی جان جنگ جنگ

ختم تضمین مرثیہ ہذا

۲۵ - مارچ ۱۹۴۳ء

مرثیہ ۳

بحر ناطقہ شمشیر زبان مری

متذکرہ جنگ خیبر و شہادت امیرالمومنین علیہ السلام

بسنہ (۱۳۲۲)

مصنفہ

سید سرفراز حسین خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

باسمہ

زیارت حضرت امیر المومنین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِی الْاَئِمَّۃِ وَخَلِیْلِ النُّبُوَّۃِ وَالْمَخْصُوْصِ بِالْاُخُوَّۃِ اَلسَّلَامُ عَلٰی یَعْسُوْبِ الدِّیْنِ وَالْاِیْمَانِ وَکَلِمَۃِ الرَّحْمٰنِ اَلسَّلَامُ عَلٰی مِیْزَانِ الْاَعْمَالِ وَمُقَلِّبِ الْاَحْوَالِ وَسَیْفِ ذِی الْجَلَالِ وَسَاقِی السَّلْسَبِیْلِ الزُّلَالِ اَلسَّلَامُ عَلٰی صَالِحِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَارِثِ عِلْمِ النَّبِیِّیْنَ وَالْحَاکِمِ یَوْمَ الدِّیْنِ اَلسَّلَامُ عَلٰی شَجَرَۃِ التَّقْوٰی وَسَامِعِ السِّرِّ وَالنَّجْوٰی اَلسَّلَامُ عَلٰی حُجَّۃِ اللّٰہِ الْبَالِغَۃِ وَنِعْمَتِہِ السَّابِغَۃِ وَنِقْمَتِہِ الدَّامِغَۃِ اَلسَّلَامُ عَلَی الصِّرَاطِ الْوَاضِحِ وَالنَّجْمِ اللَّائِحِ وَالْاِمَامِ النَّاصِحِ وَالزِّنَادِ الْقَادِحِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

تاریخ ولادت ۱۳ رجب سنہ ۳۰ عام الفیل | تاریخ شہادت ۲۱ ماہ رمضان سنہ ۴۰ھ

جائے دفن نجف اشرف

۲۸۶ھ

خیبر کشا ہے نظم ہے تیغ زباں مری
رکتی نہیں ہے فکر دمِ امتحاں مری
دشمن کو آب تیغ ہے طبع رواں مری
حاسد ہو دم بخود جو سنے داستاں مری
مارا خیالِ جنگ و سرِ کارزار نیست
ورنہ دل دو نیم کم از ذوالفقار نیست

۲ھ

رہتا ہوں جام بادۂ حبِّ علی سے مست
اعدا کا حوصلہ ہوا میرے شرف سے پست
پروا نہیں خلاف ہیں مجھ سے خود پرست
دشمن اگر قوی است نگہباں قوی تر است
سو جان سے غلام اسد کبریا کا ہوں
بندہ ہوں سگ کیا ڈروں کہ میں بندہ خدا کا ہوں

۳ھ

اہلِ نظر ہی دیکھیں گے جاہ و حشم مرا
انصاف بخشے دیکھیں یہ طرزِ سخن مرا
جنت نما ہے جلوۂ حسنِ رقم مرا
طوبیٰ نہال جس کا ہو وہ ہے قلم مرا
نقشہ مری نگاہ میں ہے کارزار کا
سایہ زمین نظم پہ ہے ذوالفقار کا

۴ھ

دیکھے جمال روئے سخن ہر سخن پرست
تخئیل کا یہ جوش یہ معنی کا بند و بست
یہ چستی کلام یہ الفاظ کی نشست
بندش ہی سست ہے نہ مضامین ہیں پست
مداح ہوں میں بادشہ قلعہ گیر کا
خیبر کی سمت ذہن چلا ہے دبیر کا

۵ھ

نظروں میں آج پھرتی ہے خیبر کی کارزار
قلعے میں وہ یہودیوں کا اُسطرف قرار
خیر البشر ادھر مع انصار جاں نثار
یہ چودہ سو تھے اور ستمگار دس ہزار
یک دل خدا کی راہ میں اہلِ شکوہ تھے
کفار دستہ بستہ ہوئے بالائے کوہ تھے

۵۳

وہ شام انتظار دلوں کا وہ اضطراب
دم بھر علم کے شوق میں سوئے نہ شیخ و شاب
بستر پہ گر رہیں تو بدلنا وہ پیچ و تاب
آنکھوں میں پھر رہا تھا علم کیونکر آتا خواب
بھاری مجاہدوں پہ نہایت وہ رات تھی
گویا نقاب شاہد رایت وہ رات تھی

۵۴

وہ شب تھی یا سیاہی گیسوئے حور عین
یا تھی سواد مردمکِ چشم سُرمہ گیں
یا خال وجہ زینت رخسارہ حسیں
یا دودِ آہ عاشق مہجور و غم نشیں
والنجم والقمر تھا جو وردِ آسمان کا
ذرے زمیں کے پڑھتے تھے سورۂ دخان کا

۵۵

یہ مژدہ سُن کے خوش ہوئے اصحابِ نیک نام
سب چاہتے تھے ہم کو ملے یہ کلید اختتام
دن انتظار و شوق میں گذرا ہوئی شام
بالائے آسماں ہوئی تاروں کی دھوم دھام
شعریٰ نے بڑھ کے فتح و ظفر کا نشاں دیا
گردوں نے چاند کو علمِ کہکشاں دیا

۵۶

بولے یہ سن کے ہادیِ دیں سرورِ امم
کل دوں گا اُس کو لشکرِ اسلام کا علم
واقف نہیں فرار سے جس مرد کے قدم
بھرتا ہے دم خدا و نبی کا وہ دم بدم
کل قدسی و ولی و وصی اُس کے دوست ہیں
سب اک طرف خدا و نبی اس کے دوست ہیں

۵۷

اکثر سپاہ دیں سے گئے لشکری جواں
لیکن نہ جنگ سر ہوئی پلٹے مع نشاں
اک شخص نے حضور سے آ کر کیا بیاں
ناکامیوں سے اپنی یہ اعدا کو ہے گماں
بحرِ وغا کا بیش بہا دُر کوئی نہیں
فوجِ محمدی میں بہادر کوئی نہیں

۱۱

اسلام کا نصیب جگاتی ہوئی وہ رات
دینِ خدا کا رنگ جماتی ہوئی وہ رات
دنیا سے زنگ کفر مٹاتی ہوئی وہ رات
شبنم کی بوندیوں سے نہاتی ہوئی وہ رات
پونچھے جو گیلے بال نئی آب مل گئی
لیلائے شب کو چادرِ مہتاب مل گئی

۱۲

وہ آسماں پہ انجمِ تاباں کی انجمن
وہ سنبلہ کے گیسوئے پُرپیچ کی شکن
وہ کہکشاں کی تاروں بھری مانگ ضوفگن
ناہید کی ادا وہ ثریا کا بانکپن
مہتاب کا فروغ وہ تاروں کی چھاؤں میں
ذرّے چمک رہے تھے تاروں کی چھاؤں میں

۱۳

بکھرے ہوئے نجوم کی جھمکی ہوئی وہ صف
تیرِ ادا کے واسطے عاشق کا دل ہدف
چھٹکی ہوئی وہ چاندنی میداں میں ہر طرف
حلقہ سفید اور سیہ چاند کا کلف
ضدین اک جگہ ہیں یہ منظر ہے دید کا
چاندی کی ہو انگوٹھی نگینہ حدید کا

۱۴

بچھا جو چاندنی کا مصلّیٰ بآب و تاب
قصدِ نمازِ شب میں ہوا محوِ آفتاب
پایا وضو کو چشمۂ نیلوفری سے آب
پروین نے دی ستاروں کی تسبیح لاجواب
ممتاز تھا قمر جو عبادت گزاروں میں
لکھا وزیرِ چرخ نے شب زندہ داروں میں

۱۵

پیاسے گھونٹتے ہوئے سجدہ میں لوٹ گئے
جس طرح گردِ کعبہ کوئی باخدا پھرے
یاں لوگوں میں حصولِ علیٰ کے تھے تذکرے
دریائے فکر میں کبھی ڈوبے کبھی ترے
اونچے خیال کرتے رہے رات اوج نے
آنکھوں ہی میں گزار دی سب رات فوج نے

مطلع ۱۶

پردے میں نور کے جو اندھیرا نہاں ہوا
باد سحر سے گلشن انجم خزاں ہوا
باغ جہاں نمونۂ صحن جناں ہوا
تختۂ زمیں کا رشک سبزۂ آسماں ہوا
قدرت پکار اٹھی کہ نئی دید آج ہے
غنچوں نے مسکرا کے کہا عید آج ہے

۱۷

اڑتا ہوا فلک پہ وہ روئے قمر کا رنگ
ابھرا ہوا شفق میں وہ خون جگر کا رنگ
رخ قیدی بنا ہوا وہ فضا میں سحر کا رنگ
م وہ طائروں کے نغموں میں گلزار کا رنگ
انداز دلپذیر ادا دل پسند ہے
یہ صبح کی پری ابھی شیشے میں بند ہے

۱۸

سب کی بہار ایک ہے گلزار سیکڑوں
دھانی قبائیں پہنے ہیں اشجار سیکڑوں
آراستہ ہیں مصر کے بازار سیکڑوں
دستار گل میں ہیں در شہوار سیکڑوں
نیساں کی طرح رنگ چمن میں جما گئی
شبنم بھی موتیوں کا خزانہ لٹا گئی

۱۹

بلبل چہک اٹھی جو کھلے بوستاں کے پھول
غالب نثار ہو کے پڑے باغ جہاں کے پھول
مرجھا کے رہ گئے وہ علم کہکشاں کے پھول
نظروں سے گر گئے سپہر آسماں کے پھول
چمکی جو تیغ موج ہوا دشت صاف میں
مریخ نے چھپا لیا خنجر غلاف میں

۲۰

لہکا جو سبزہ چھپ گیا چرخ اخضری
کلیاں کھلیں تو دب کے چلی فوج اختری
کی سنبلہ نے سنبل تر سے نہ ہمسری
وہ نام کی ہے زلف یہ زلف معنبری
سرخی گل شفق کی طرح سے جو چھا گئی
لالے کے دل میں شب کی سیاہی سما گئی

۲۱

وہ سبزہ کونپلوں سے نکلتی ہوئی بہار
وہ کیاریوں کی گود میں پلتی ہوئی بہار
نرگس کی انکھڑیوں سے ابلتی ہوئی بہار
چلتا ہوا ہے سحر کہ چلتی ہوئی بہار
بولی صبا اگر نہیں جادو تو کیا ہے یہ
بلبل دی صدا کہ نہیں معجزا ہے یہ

۲۲

گلزار میں بہار کے آنے کی ہے برات
غنچے بھی دوڑتے ہیں روش پر گلوں کے ساتھ
سوسن کے لب پہ حرفِ تبسم نئی ہے بات
شبنم شمیم گل سے بسی ہے تمام رات
بلبل کے رخ پہ رنگ چڑھا ہے شہاب کا
چھڑکاؤ ہو رہا ہے چمن میں گلاب کا

۲۳

کلیاں چٹک چٹک کے پکاریں سحر سحر
پھولوں نے بلبلوں کو صدا دی ادھر ادھر
بولی نسیم صبح چلوں میں کدھر کدھر
ڈوبے ہیں آب جو میں صنوبر کمر کمر
ہر موج چل رہی ہے اترا کے پہ نہر کے
پریاں نہا رہی ہیں کنارے پہ نہر کے

۲۴

وہ ذکرِ کبریا میں سنکتی ہوئی نسیم
شاخیں جھکی ہوئی ہیں پئے سجدۂ کریم
ہر سمت اس کے فضل کی وہ شہرتِ عمیم
رہ رہ کے قمریوں کا وہ نعرہ ہو الرحیم
امیدوار رب کرم ذوالمنن کے ہیں
سمجھو نہ اوس اشکِ ندامت چمن کے ہیں

۲۵

نازاں ہے گل ملے ہوئے گلگونۂ نیاز
پانی ہوئے وظیفۂ بلبل میں وہ گداز
سبزے نے رو بقبلہ بچھائی ہے جانماز
باقی نہ خار و گل میں رہا کوئی امتیاز
جتنے بلند و پست ہیں محو سجود ہیں
سب یک زبان مسبح رب ودود ہیں

۲۶

عالم میں یہ سحر کا ہے عالم کہ ہے تر رنگ
باغ پیام چشم رسل میں ہے طرفہ رنگ
وہ اہل دیں کو طاعت معبود کی امنگ
گلزار دہر سے ہے جدا اس چمن کا رنگ
ہر پھول اس بہار کا رحمت سرشت ہے
کیا اس سے منزلت میں زیادہ بہشت ہے

۲۷

رحمت یہاں کے چشمۂ جاری کا نام ہے
دو خاص گل ہیں یک نبی اک امام ہے
بلبل یہاں کا طائر سدرہ مقام ہے
یاں باغبان قدرت رب انام ہے
تازہ ہو روح جنبش موج صبا ہے وہ
غنچہ دم مسیح ہے جس کا ہوا ہے وہ

۲۸

پیشانی نبی ہے یہاں کی سحر کا نور
ہے گلستاں سے بڑھکے نشان ظفر کا نور
یاں ذرہ ذرہ سے ہے نمایاں قمر کا نور
وہ نور خاک میں ہے کہ چھپے نظر کا نور
فردوس اس چمن کی ہو کیونکر نصیب ہے
ہر برگ جس کا آئینۂ روئے حبیب ہے

۲۹

گلشن میں بلبلوں کی نوائیں ادھر اذاں
نرگس ادھر ادھر ہمہ تن چشم آسماں
قمری وہاں یہاں ہیں ملائک ورد خواں
پھولوں کی صف وہاں ہے تو نعت خواں کی صف یہاں
سوسن کے لب ہیں محو صفت بے زباں میں
کی اس طرف نبی نے امامت نماز میں

۳۰

ہاں چشم شوق دین کے یہ رستے دیکھنا
ایماں کے عطر سے یہ چمن بستے دیکھنا
معیار فضل پر زر گل کستے دیکھنا
یہ معرفت کے شیشوں میں گلدستے دیکھنا
بندش گلوں کی صنعت پروردگار ہے
گلدستہ ہائے نو پہ قرباں بہار ہے

۱۴۱

جہاں سے آئیں ان کے فصلے کھاتے ہیں
قسمت کو شرف جن پہ لگاؤں بنائے ہیں
صحابہ لئے ہیں جو وصف ان کی جا بجا ہیں
کیا کیا ہیں مرے جمال نہ منظور کئے ہیں
یہ وا نہ جمال پر سر ان منبر ہے
کہ صف اچھی میں حاضر ہے

۱۴۲

کیوں ان سے اچھی ہیں جب جا پہ جواب اوصاف ہیں
دیکھ اپنے اشعار سے یہ نشیب سے یہ مثال
میرا کمال مان لے کہ صاحب کمال
شاداں ابھی فضل خداوندی دوا جلال
باغ چمن کو دوں اگر جلد علاج کر دوں
فصل میں بہار کے مضمون کہا کر دوں

۱۴۳

اس آنے سے بیدار سے جایا ہو جاتا
دو آکے قدم بھی آیا اور آن پھلا پھولا ہو جاتا
ہم سبزہ اس سے مرجھا گیا اٹھایا ہو جاتا
یہ دیکھ کے پھولوں سے بھی آنکھ اٹھایا ہو جاتا
کہ جو اس سے ٹوٹ کے بلبل طبیعت کو ذوق ہیں
اب بطور بھی ناؤ و نعت کی لاؤ ہیں

۱۴۴

نقاد و تنکل سے پیدا کیا یہ نظم
ہو جیسا میں جسم بیچ ہو ولا پسند یہ یہ نظم
عرفان الہیت کا گنجینہ ہے یہ نظم
افسانہ ہے یہ قصہ پارینہ ہے یہ نظم
عمل کو ہے چمن چمن پہ بچتی نظم ہے
ہے اور ان کا ادراک دل پاک ہے

۱۴۵

دیکھ لے نالہ سے عرا انداز ہو جدا
بلبل نے زمزمہ کئے آواز ہو جدا
جیسے رباب و بربط سے ساز ہو جدا
جادو سے سامری کا اعجاز ہو جدا
ہے اولیتان گل بھی گلشن جنت سے کم نہیں
اس باغ میں گلی کی چمن کے قلم نہیں

وله

بت بیدل بجو مصور فطرت بخون طراز
ای نقش مصوری که کلکت عجب طراز
دیو … بیداد … لصید … قدار ناز
آنکس که سخن … حسن معانی … عیار
… نظر … عجب … اعجاز
عکسی بجهان … بجان … بصفا …

وله

نارض بیدل بود … سخن بی‌پناه
مست فتاده بود … آسمان … شاه
آسمان … بیان … بتو کی … گواه
روز … بیکسی … طرف بود و سیاه
دیوانه … خلق بود … حسرت … بیع
سر … جهان … وحشت … بیع

وله

کاف … بیان … چمن … بیان … بیان
سوحان … بود … عشق … نیزه …
دل با ده دولت … شاه جام …
آزاد … بود … سلسله … صبا …
بود … مرا … بیمن … بیع
اگر … بینی … عقد … بیع

وله

وقف … سبب … صفا … نام …
خاک … امام … فلک … تمام بود
سیمرغ … دل … سلام بود
بیاد … عشق … کلام بود
فارغ … دل … اهل حق … بیع
تا … جاه و منصب … دوست … بیع

وله

دل … بلند … ناز … حرب
گرد … تنها …
گرد … آئینه … شکوه … دیب
… طبیعت …
… صورت … بیع
… نیست … بیع

۱۵۱

عاشق ہیں ہم اس کا جو ہے یکتا ہی حسن کو واللہ
خادم ہیں ہم اس کا جو ہے کہ شہنشاہوں کا بادشاہ
دل ہو جو تیرا ہے مخبر صادق کا خیر خواہ
صادق ہیں ہم ایسے قول میں عاجز ہیں جن کے گواہ
خواہش کہ ہے جو حصول سعادتیں بھی
کہتا ہوں یہ کہ ہوں اک ہم ہمارا دین بھی

۱۵۲

اے عندلیب طبع فصاحت ہے تیرا جو ترتیب
سن باغ مصطفیٰ کے بلبل باغ ارم جو ترتیب
یہاں اس باغ کا ان گل ہے جو امام پر ترتیب
کیسب ہے جو ہم جو بیان السابق دارم ہے
یہاں تیرے ہیں ادب کے اتصویر ہیں بھی ہے
یا ایک ہی دوست یا السوم ہے

۱۵۳

اب دیکھ وہ دانا سے فارغ ہے جسے جناب
پیارا ہے جو رہا ہو وہ دربار لاجواب
زینت فزود قصیدہ ہو وہ باکمال آفتاب
گردون کھلا ہے اس نے خاص ہیں تیغ و تب
ساقی یہاں ہیں کہ وہ بیج بھی بادہ اور ادب بھی ہے
اس سایہ میں نشان کا حسن طلب بھی ہے

۱۵۴

ساعت ہے منتظر کہ بیاں ثنا ہو شروع
وہ باب الکمال کہ جو میرا وصی کمال
زینت پناہ شاہ حق میرا اجر جان
وسعت خصال و افضل قرضان اداں
ارام قلب و زینت پہلو بیاں بادان
دیکھو ادھر ہے اوقات باد و کمال باران

۱۵۵

جاؤ لکی ہیں یا ضمن شرافت کو جلد لاؤ
اس سے بہو کہ نجیب ولایت کو جلد لاؤ
ماہ منیر منزل عصمت کو جلد لاؤ
ہو پیشوائے انس و جان امامت کو جلد لاؤ
خالق نے جس کو دو ہو بھی ثنا بیان بھی
دو لی کا یک ہو ناخن خدا کا نشان بھی

اگر شخص سایه [illegible] اسیر نام
باغ جهان [illegible] احتشام
[illegible] بنیان نام
[illegible] قدر اسمان مقام
[illegible] تابان [illegible]
سلطان [illegible] سلیمان [illegible]

سلطان [illegible] ملک صفات
[illegible] سلطان [illegible]
سلطان [illegible]
قسمت [illegible] دیانات
[illegible] مقدر [illegible]
[illegible] عصا

[illegible] سمندباز
[illegible] سرفراز
[illegible]
[illegible]
[illegible]
قرآن [illegible]

خرم [illegible] باب
[illegible] آفتاب
[illegible] جواب
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] فضل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۵۱

اب ہم اگر تھا تو اک نشان اسلام کا نشان
تا بحر و جبین عرب تک صدا کی شکوہ و شان
ہمارا یہاں جو ہر طرف ایسے سنا جگہ بیان
اور اس طرف بھری ہے الکتب بانہ ولی کی گلیاں
بتانا بت تھا ہو شاہ والا سپہ کے لیے
سپہ صفا ہوا نشان دنیا رسالت کے لیے

۱۵۲

بچتا نشان جسر و ایمان سے راحیا
بہی عالم سے اوج سے جزیرہ بابا
دکھائی کچھ پیراہن کی خاطر بتایا
نکہ سے ہم بیان اس کی الہ امن کل زمین صبا
گنبا بنا کر اس نشان کا جو زمین اس پہ
کھوتا کے تاج کل الامت کے لیا ہے

۱۵۳

کلمہ صد تھا اک اسلام کا علم
ان کی کلاہ بخش کے بچھا دی کرم
پالائیں جا بھر کے سلطان کا بیتھ قدم
ودر جل زمین کا ج ان دہ اسود اکرم
زلف انجان مصحف ناطق کی نشان
قرآن کی ایام صدق کی زبان ہیں

۱۵۴ مطلع

مولا ہو بین انا ہمارا ان مصطفی
بچی سر خاطر جم و ان مصطفی
الرسل بین حق کا در دو اور ان مصطفی
رفا بین فرس بھی بچاؤ الا کلاون مصطفی
الکلام دو جہان کا اسے عوض رسول ہے
بانکل بیان نعمان ان اق رسول ہے

۱۵۵

دین و فیس کے ہمیں بیں کا وہ افتدار
عرش اسما سے عرش پہ ہم کر آگاہ
خاتم ہے الہ بس ہو بسم الہ اللہ اتکار
کسی جا ہے علو علی ہو قرآن کی کار
مو سا ہو بیں عمل بیں ہو نشان عفو ہے
بیں نہیں بکھو دی ہے جا الف کا ادہ ہے

۵۶

بجلی لرز گئی جو اڑا اسپ برق فر
پیچھے سموں سے پیچھے ہوا دھن رہی یہ سر
بادل چلے جو ساتھ تو آب آب ہو جگر
پہلے ہی سے وہ خود ہی پسینے میں تر بتر
پیچھے ہیں سب یہ رشک نسیم آگے آگئی
ہاں یاں مشکبو کی شمیم آگے آگئی

۵۷

آنکھوں میں باغیوں کی سماتا ہوا فرس
کانٹوں کو ٹھوکروں سے ہٹاتا ہوا فرس
ہر گام پر وہ پھول کھلاتا ہوا فرس
آتی ہوئی بہار ہے جاتا ہوا فرس
رہوار قطرہ زن ہے کہ لکہ سحاب کا
جو نقش سم ہے پھول بنا ہے گلاب کا

۵۸

گھوڑا رکا جو دشت میں دُلدل سوار کا
جنگل میں آ کے پڑ گیا ڈیرا بہار کا
اللہ رے دبدبہ اسد کردگار کا
دب بیٹھے شیر لینے میں دم پھار کا
ہیبت سے نام و کوں سمجھ کر سب چھپ گئے
جو شیر بنتے تھے وہی روباہ بن گئے

۵۹

تھے ساتھ ساتھ شاہ کے پیدل و سوار
فرمایا ۔۔ ایک کا بھی نہیں کام زینہار
تنہا ہی سر کروں گا میں یہ معرکۂ کارزار
تم دیکھتے جاؤ دور سے اس جنگ کی بہار
دیکھو تو کتنا حوصلہ اہل وفا کا ہے
بندے کو دو جہاں میں سہارا خدا کا ہے

۶۰

قلعہ کے دیدبان ہیں گھبرا کے ہم کلام
یہ کون ہے کہ جس کی ہے آمد یہ دھوم دھام
ہر چند آرہا ہے اکیلا یہ نیک نام
اقبال ساتھ ساتھ ہے تھامے ہوئے لجام
سب سے جدا یہ شان بھی ہے اور شکوہ بھی
بار و قار وہ ہے کہ دبتا ہے کوہ بھی

۶۱

تنہا چلا ہے لڑنے کو ہمت غضب کی ہے
لرزاں ہیں پہلوان بھی دہشت غضب کی ہے
گردوں جھکا ہے پاؤں پہ شوکت غضب کی ہے
قہر خدا عیاں ہے جلالت غضب کی ہے
چھائی ہے دشت و کوہ میں ہیبت دلیر کی
مرکب کے نقش سم ہیں کہ آنکھیں ہیں شیر کی

۶۲

تھی داستان رنج ابھی ناتمام ادھر
ناگاہ دل دوپارہ ہوئے پھٹ گئے جگر
ظاہر ہوا یہ معجزۂ شاہ بحر و بر
در آیا سنگ میں علم سید البشر
چلائے دیدبان کہ نشان خدا ہے یہ
توریت کی قسم شہ خیبر کشا ہے یہ

۶۳

مرحب نے فوج سے یہ سنی جب کہ گفتگو
ہنس کر پکارا حارث بدبیں کو کینہ جو
آیا وہ سامنے تو یہ کہنے لگا عدو
فوج یہود کی ہے ترے ہاتھ آبرو
خنجر بکف ہے تیغ شرر دم سنبھال لے
کون آیا ہے یہ اس کو ذرا دیکھ بھال لے

۶۴

ناری نے یہ سنا تو چڑھا جنگ کا بخار
نکلا شریر قلعہ سے گرما کے راہوار
خیبر کے اژدہے نے کیا قصد کارزار
بولی اجل کہ شیر کے منہ پر چلا شکار
اس کی نظر میں کیا ہیں چھچھے شریر کے
بچپن میں جس نے دو کیا اژدر کو چیر کے

۶۵

آیا مقابلے کو علی کے عدوئے رب
بولا کہ میرے نام سے ہل جاتا ہے عرب
شان اسد پکار اٹھی چپ ہو بے ادب
کھل جائے گی حقیقت لاف و گزاف سب
پھالا سنبھال خنجر خونخوار کھینچ لے
دعویٰ یہ ہے تو ذات سے تلوار کھینچ لے

۲۴۶

فاتحِ خیبر کے عصر کا ناپاک شمر [illegible]
آ گئے تڑپا دو [illegible] دین شکل فعل [illegible]
اٹھا علی کا ہاتھ [illegible] صلح [illegible] بیعت
ابھی الکاں میں تیغ [illegible] شجاعت [illegible]
تپتی [illegible] نے فتنہ فرو کیا
تیر [illegible] سے [illegible] کو دو کیا

۲۴۷

شبیر [illegible] ساقی کوثر [illegible] نام
دنیا [illegible] بادِ دی [illegible] نام
اوجِ صداقت مصطفوی [illegible] کلام
[illegible] فضل [illegible] نام
دو [illegible] ساقیا
[illegible] مظلوم ساقیا

۲۴۸

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۴۹

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۵۰

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بند ۱

تیری عطا ہے میری طبیعت بھی سادیا
کوئی نہیں کہیں یہ ہے افضال کبریا
حارث کو ختم کر کے بھی دم بھر نہ دم لیا
مرحب کے آگے آتے ہی پھر اک جام سے پیا
کم بھی نہ اپنے رنگ میں یہ داستان بھی
اب تیغ ہی کے ساتھ چلے گی زبان بھی

بند ۲

مرحب نے پائی حارث خود سر کی جب خبر
چہرہ قلق سے زرد ہوا ہل گیا جگر
جلنے لگا جو دل تو ہوا آگ اہل شر
کھو کے سب غرور کسی جنگ پر کمر
دم لیکے چیختا ہوا جھک مارتا ہوا
بل کھا کے نکلا قلعے سے پھنکارتا ہوا

بند ۳

کہتا تھا بار بار یہی ہو کے خشمناک
حارث کو اس جوان نے کیا ہے اگر ہلاک
مجکو بھی اس کے قتل میں اصلا نہیں ہے باک
ہلتی ہوئی زمین نے کہا منہ میں تیرے خاک
توریت دیکھ لے یہ خدا کی کتاب ہے
تو ریگ دشت کفر ہے یہ بوتراب ہے

بند ۴

مشتاق جنگ ساتھ ہوئی فوج بد شعور
ترچھا فرس پہ بیٹھا تھا کج فہم اہل زور
خود پیش پیش دور سپاہ شر پہ دور
آیا قریب سیف الٰہی وہ پر غرور
انگڑائی لیکے روک لیا راہوار کو
آئی ادھر ہنسی شہ دلدل سوار کو

بند ۵

نام و نسب پہ کر چکا جب فخر وہ شریر
رطب اللساں رجز میں ہوئے حضرت امیر
فرمایا بادشاہ رسل کا ہوں میں وزیر
اللہ نے کیا ہے مجھے عالم کا دستگیر
عمران کی جان دلبر بنت اسد ہوں میں
جیسا ہے جس کا نام وہ شیر صمد ہوں میں

بند ۷۶

حیدرؑ کا نام سنتے ہی تھرا گیا شقی
پھر دیکھا غور سے طرف شاہ متقی
سمجھا کہ نذر موت ہوئی عمر باقی
نیرنگیاں دکھاتا ہے یہ چرخ ابلقی
کیسی ہر ایک خاک میں تدبیر مل گئی
جو شب کو خواب دیکھا تھا تعبیر مل گئی

بند ۷۷

گھبرا کے بھاگنے کو تھا میدان سے مگر
چلائی موت بن کے ہمت چلا کدھر
بولی شجاعت شہ مرداںؑ بکر و فر
تشویش کس لیے ہے اٹھا گرز گاو سر
دست خدا کا زور بھی بد ذات دیکھ لے
کچھ اپنے وار کر مرے کچھ ہات دیکھ لے

بند ۷۸

دل میں خیال جنگ جو گھر کر چکا جما
کانپے قدم رکابوں میں لیکن رکا جما
پٹری جمائی باگ اٹھائی جھکا جما
جمنے کو تو جما وہ مگر بے تکا جما
ایمان و کفر ہوئے یہ ہنگام سیر ہے
شیر حرم کے سامنے روباہ دیر ہے

بند ۷۹

لرزاں تھا گرچہ خوف سے ناری کا بند بند
لیکن اٹھا کے گرز بڑھا وہ جفا پسند
بھرپور اپنا وار کیا پھیر کر سمند
یاں فضل حق تھا شامل مولائے ارجمند
کاپا یہ دل جلال شہ خوش صفات سے
جی چھٹ گیا کہ چھوٹ پڑا گرز ہات سے

بند ۸۰

تلوار اٹھا کے پھر ہوا بار اہل کیں
قرباں جوہر سپر شاہ مومنیں
قبضہ تو ہاتھ ہی میں رہا پھل گرا کہیں
الٹی خدا کے ہاتھ کے کہنی تک آستیں
سیف خدا کے رعب سے میدان ہل گیا
شیرانہ ہمہمہ سے بیابان ہل گیا

۸۱م

بنا نام ذو الجلال سے لوا رکا علم
اُس غیظ کی ہوا میں وہ لفظ رکا تیغ و دم
میکال و جبرئیل و سرافیل بے بہم
وقفہ فلک پہ سے لگے کانپا زمیں
قدرت کے جلوے آئے دکھانے زمین پر
حمد خدا کے ساتھ اُترا آئے زمین پر

۸۲م

اُڑ کے سپاہ قطع ہوئیں اور وہ پرے آگے
جو پہلوان پھیر کے تیغ وہ چھپ کے آگے
دو حصے بند بند سے جنگ جھپکیں وہیں آگے
بازو سے تنسم سے دو ٹکڑے کیا الدے آگے
طرفہ جہاد و شاہ نے منظر دکھا دیے
رنج الا میں نے ارد میں اٹھا دیے

۸۳م

جنت بنام کر کے نشہ کو سخت دین
اس سا ابھر میں کو دین الٰہی کو بانی
سو لاقرب اس کے لیے اگر چھپ کر بیں
تیمن فتح قیامت اقدس کے کھا سکے
طوفان میں ایک سے چہرہ چکا غضب سے کھا
دو ہاتھ دوست ناپر اور چپ الو ادھا

۸۴م

اب کے جب بلند ہوئی صوت بن الدینک
دریا ہم میں اور دریا کا سکے اور کا انک
اب ایک ادل سے سے دیر وقت نہ انیک
چو دم سے دم میں ڈھال کا پتہ چپا سبک
الا چیں میں ایک کلمہ بنا ساتھ کا لے
پانی نیا دو جو گیا پھر کو جا کے

۸۵م

آواز تیغ قلعہ کے دروازے سے ہوئی آئی
دہم سے اُتر کا اور وہ جگ نیک ہوئی آئی
دہن و سپر پہ چھوٹ کہ سنک ہوئی آئی
کہنے ہیں جبرئیل سے ایک نیک ہوئی آئی
حاصل ہوئی بنا و در اس سے بنا دی
بازو کیک کا بھول لگا یا دی

۳۰۴

بجلی زمین سے عرش بریں پر چمک گئی
شمشیر آب دار کی تیزی کو دیکھ کر
شعلہ بدن سے نکلا کہ ظالم لرز گئے
بجلی سی ایک چمکی کہ دہل گئے سب
آئی ندا کہ امن کا اب ان کو دو
مومن ہو جن کا وہ ہیں یہی پاؤں دو

۳۰۵

خندق سے پار آئے جو فوجیں ابھی کہیں
چھینکا ابر کا ٹکڑے سے وار کر دیں
جو بیچ میں تھے شمشاد ہوئے منہیں
زینت وہ کو ہو گیا کیا عجب
آئی صدا کہ در دو کو وہ وقت
قرآن ہوا ہوا ارم

۹۱

پایا کسی نے بحر برش کا نہ اور چھور
برباد ہو رہے ہوئے پس پس کے شل ہو رہ
روکے رکا نہ بازوئے خیبر اُور کا زور
آخر کو ہر طرف سے اٹھا الاماں کا شور
اسلام کا نصیب جو ہر دل پہ چھا گیا
قہرِ خدا کو دشمنوں پر رحم آ گیا

۹۲

خندق کی سمت پلٹے تو دیکھا یہ خستہ حال
آتے ہیں مصطفٰےؐ مع اصحابِ نیک خصال
سب فوج کو عبور کی تشویش ہے کمال
قربان زور و ہمتِ ضرغامِ ذوالجلال
پتے کو پھول پھول کو گلشن بنا لیا
در کو سپر کیا پلِ آہن بنا لیا

۹۳

خندق کے عرض سے تھا بہت در کا طول کم
تھے بیچ میں ہوا پہ معلّق شہِ امم
آجاتے تھے جو تختے پہ اربابِ دیں بہم
اُس سمت اتار دیتے تھے مولائے ذی حشم
غل تھا شرف یہ خاص ہیں حیدرؑ کے واسطے
ایسے قدم ہوں دوشِ پیمبرؐ کے واسطے

۹۴

آئی تمام فوج جو اُس سمت سے ادھر
دستِ خدا نے پھینک دیا ہاتھ سے وہ در
فرمایا مصطفٰےؐ نے مبارک ہو یہ ظفر
رکھا علیؑ نے پائے ہمایوں پہ بڑھ کے سر
شہ نے خطاب فاتحِ خیبر عطا کیا
حیدرؑ نے جھک کے شکر کا سجدہ ادا کیا

۹۵

کس درجہ شکر دوست تھے آقائے نیک نام
واقف ہوئے نہ شکوے سے جانِ انامؐ
ہو صلح یا کہ جنگ حزیں ہوں کہ شاد کام
ہر امر کا رضائے خدا پر تھا اختتام
کفار سے جہاد کیا جبر بھی کیا
جس وقت حکمِ صبر ہوا صبر بھی کیا

٥٩٦

کیا کیا نہ بعد ختم رسالتؐ ہوئے ستم
ڈگے نہ پائے راہ رضا سے مگر قدم
فاقوں میں بھی عیاں تھا نہ چہرے پہ رنگ غم
رسی بندھی گلے میں تو دل کو نہ تھا الم
پابند صبر کرتا رہا کبریا کا شکر
گردن میں ریسمان زباں پر خدا کا شکر

٥٩٧

تھا بس کہ صابر و متحمل وہ دیں پناہ
معصوم کے خلاف تھے سازش میں کینہ خواہ
آخر کو ابن ملجم ملعون و روسیاہ
راضی ہوا کہ قتل کرے شہ کو بیگناہ
دل میں غبار امامؑ کی جانب سے بھر گیا
تاریخ و وقت ہو گیا طے دن ٹھہر گیا

٥٩٨

کیا سال تھا یہ جس میں مصیبت عیاں ہوئی
ماہ صیام تھا کہ قیامت عیاں ہوئی
اٹھارھویں گذر کے یہ آفت عیاں ہوئی
تیرہ ہوا جہاں شب ضربت عیاں ہوئی
ظاہر جلال و رعب خدا کے نشاں ہوئے
شمع حرم کی آنکھ سے آنسو رواں ہوئے

٥٩٩

مولا پہ رعب بارگہ کبریا بھی تھا
اور شوق سیر گلشن صبر و رضا بھی تھا
پیش نگاہ منظر خوف و رجا بھی تھا
دل کی طرح زباں پہ شکر خدا بھی تھا
تھی اس طرف عطا و عنایت بھی ناز بھی
تھا اس طرف خلوص و وفا بھی نیاز بھی

٦٠٠

کہتے تھے بار بار امامؑ حجاز شکر
دنیا سے کام کیا ہے مرے کارساز شکر
سب کھل گئے محبت خالق کے راز شکر
بندے کو تو نے یاد کیا بے نیاز شکر
حالت ہے مضطرب دل پر اشتیاق کی
عاشق پہ تیرے شاق ہیں گھڑیاں فراق کی

۱۰ نام

اسداد انتہی یہ حالت سلطان انس و جاں
ہے خوف و قلق میں کھول ہیں ابن اسد نبوت والی
دیکھا نکل کے گھر سے کبھی دوست ہمہ ماں
اولاد سے کبھی یہ کہا آؤ کہ غم یہ ہاں
ہے حیدری نے پائی ہونٹ کے وافق تر ہیں
لیکن جل بھی عوارفا میں نفو ہیں

۲۰ نام

کلثوم رو کے کہتی تھی پانی اسے فلید انام
سجاد ان کی ہیں زبان زبان دیدہ ہیں اس کلام
بھکائے رشتہ ولا کو دیا ہے اٹھی پیا انام
اے شہ ہیں سب اعوان ہیں مبتلا بے نچیر انام
ارشاد دکھا روپوں و صبیب ادا کیا
اللہ نے شکر لمحہ بھی ہیں اسکا عطا کیا

۳۰ نام

اے حبیب پاس چلا ہید میں اوّل و دیا تی علی
ایک ہی حیات اپنا ہی ہے ٹھکانے ہو رہی بنی
ہو جو اب شب کو جو ہے پنکا کا اللہ کا ولی
اک بس ہوا ہو میں دل تیر کر سنگین
سب سے تھا کچھ کام تیغ سے کیا جدا ہوا
بیتاب سے ہر توڑ کے وہ دلدار ہوا

۴۰ نام

ختم بھی تھا یہ بادشاہ دوراں کا
وہ اہلیت ہے گھر بیٹھ کہ ہے رسول فلک وقار
ماتم ہوا ہے قبل سے سب کا ابو جاں
بانوہ صبح ازل کے تھا حسین کا انتظار
گھر سے وضو کے بعد اما مسیر پہ
مسجد میں سمت قبلہ دیا و دل پہ

۵۰ نام

مسجد میں ان کے حدود میں قبلہ زبان
پیدا امام نے کہیں لگا کا اخیر اذان
جب سر ہو ڈ شمسانِ علی ہے مشکاوان
اب ہو نے لے بیٹھ کے آسمان مکان
بیدار ابن ملجم بدکار ہو گیا
قبل علی کے واسطے تیار ہو گیا

وله

کیم ازادان یاری بیلن صوفی ننک ایامی
بیلا اچی بهاری کبی صبوح و صافی عامی
جوان بیلن بیر ایکی کون اول اول خاص و عامی
ایا سین ایکی کیم بار اکر ایسا ایکان دین بامی
تیشتیم بیلکیم سر عشق حسن بیلان اندین آرتی
نیتیم سیبا ایکی نیسیم دین بیریمی

وله

آوار جیریل ساری وامصیبا
ایکی بیز فیل بولیا سلطان اینتی و بنا
زینیکیم صید اولغیم ایکی ییز منکی جوارا
ریکی احسن عشق اکرادی الهیدا ایبا
بالاس جایش جان ایمان امینل ایلی
بیکای اول جوانی صیدا جیزلی

وله

روی حسن حسین ادرار وای تیشنیاب
سجیب ساره اوطرار بابه الفقل ب
سلطان ایین بیر سکوتی بیز ایمان جاب
سوی ساخ حاکم دیس نجیب جیهل جلوار ب
واقف بیادل عشق اوشبا ایکی
اتارسیکا جالی ایکی باجاکی

وله

یاکه نیاری سل اول دیلا تقدیر من
ان الیدی آن نیاری یا زهدا و هم الحسن
پیچیها جاضرین ساده والصیادین
سن الکلال ایتی ارتنا صفا تیکن
قریا حسن سنا و قیامت اولدین
اس عشق و ایتی قول جون بیلار ب

وله

کیجا نیدا بیتا بین قالنکا ایتیم
بنا بیر ساکا پیشا عشقا فرازام
باز ع پیوت عباد ایتقدی جون خاص و عام
جیعب کیکالا ایتی قال ال ایام
ارون بیر اسیال ایتی سکیلیب اول ایب
بیست و دوران بیکیم جلوع ایب

۱۱۱

قاتل سے اپنے کہنے لگے شاہِ اوصیا
مجھکو شہید کرتے نہ آئی تجھے حیا
کیا میہماں نہ تھا وصیِ شہنشاہِ انبیا
کیا میں نے تیرے ساتھ بجز احسان کیا کیا
دعوت کا یہ صلہ کہ عنایت کا یہ عوض
آخر یہ میری کونسی خدمت کا ہے عوض

۱۱۲

ساکت تھا جھکائے ہوئے سر وہ بد شعار
کہنے لگے حسنؑ سے شہنشاہِ نامدار
خیر اس نے جو کیا سو کیا، کیا تھا اختیار
بیشک نہیں ہے رحم کے قابل یہ زینہار
اسکی جفا کے بدلے میں کی چاہیے نہیں
حال پر اپنے لطف و عطا چاہیے نہیں

۱۱۳

کس زور سے بندھی ہوئی ہیں اسکی مشکیں آہ
قیدی پہ اپنے چاہیے ہے مہر کی نگاہ
ہرچند میرا دشمنِ جاں ہے یہ کینہ خواہ
حال اس کا دیکھ سکتے نہیں ہیں خدا گواہ
شرم آتی ہے علیؑ کو اب اس بد صفات سے
تم اس کے ہاتھ کھولدو خود اپنے ہات سے

۱۱۴

ہے اسکا حال دیکھ کے دل پر مرے تعب
دیکھو تو خشک ہو رہے ہیں کیسے اس کے لب
بھوکا رہا جو یہ مرا مہمان تو ہے غضب
حاصل اگر شفا ہوئی مجھکو بفضلِ رب
احسان کی جزا میں رضا ہی کی لونگا میں
توبہ کریگا یہ تو گنہ بخشدوں گا میں

۱۱۵

رہنا نہ اس کے حال پریشاں سے بے خبر
کھانا جو میں کھلاؤں تم اس کو پیشتر
کس درجہ پُر رحم دل تھے شہنشاہِ نامور
قاتل کی دعوت آہ ہوئی ہے کہیں مگر
جسنے پہ تیغ دلبر شاہِ حسن تھا
فاقہ تھا تین روز سے پیاسا حسینؑ تھا

۱۱۶

حالت ہوئی علی کی دگرگوں جو ایکبار
لائی گئی گلیم پئے شاہ ذوالفقار
مولا کو گھر میں لے چلے سبطین نامدار
آنکھیں تھیں اشکبار دل ان کے تھے بیقرار
شور بکا سے حشر تھا سارے جہان میں
اک زلزلہ عیاں تھا زمین آسمان میں

۱۱۷

گھر میں جو آئے سرور دیں ہادی امم
کھولے سروں کے بال ہوئے نوحہ گر حرم
مسند پہ شاہ دیں کو لٹایا بدرد و غم
سیدانیوں نے خاک ملی چہروں پر بہم
ماتم کدے میں طرفہ قیامت تھی برملا
زینب نے منہ پہ خون شہ بحر و بر ملا

۱۱۸

بکھرائے زلف آئی جو گیسوں کی رات
بستر پہ اٹھ کے بیٹھے شہنشاہ کائنات
بلوایا اپنے سامنے سب گھر کو ایک سات
حاضر ہوئے جو پیش علی وہ نکو صفات
کاغذ وصیتوں کا رقم کر کے دیدیا
ایک اک کا ہاتھ ہاتھ میں شبر کے دیدیا

۱۱۹

بعد اس کے کچھ نہ کہہ سکے مولائے بحر و بر
آیا پسینہ موت کا زخمی جبین پر
اک ربع رات ہو گئی جب اس طرح پر
پہونچے جناں میں منزل ہستی کو چھوڑ کر
اس حادثے سے خلق میں آفت گذر گئی
آل رسول میں تو قیامت گذر گئی

۱۲۰

ہر گھر میں تھی عزائے شہنشاہ بحر و بر
ارکان دیں لرزنے لگے گر گئے دشت و در
کہتا تھا کعبہ میرا مطہر گیا کدھر
تھے سنگ کے فرش بیت مقدس لہو میں تر
مسجد تڑپ رہی تھی نمازی کے واسطے
اسلام آپ روتا تھا غازی کے واسطے

۱۲۱

سوئے مدینہ غل تھا اے شہر ابرار الوداع
بچوں کے وہ یتیموں کے غمخوار الوداع
بیووں کے معین مددگار الوداع
محتاجوں کے شفیق و یار الوداع
آقا سدھارے آپ تو اب السلام ہیں
ہم بیکسوں کے اب سے ہوئے ماہ صیام ہیں

۱۲۲

سب اے حبیب ہیں بہم و بالا دل و جگر
ہائے ہوگا تو یہ کہ ہے نہیں جلا جگر
بیٹھیں ہیں پاس طرب جن معانی یہ ضابطہ
اب خدمت امام عہ ہم سب یہ فرض ہے
پایا ہے ایک بھی دو وقت ہم در و سرائے
ہو ہم سیہ بخت عہ سب پہ ہوں ازاں برایا

بتاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا ۸ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء

عہ خدا کے فضل سے [illegible]

رباعی

کب ہم نے جہان میں اغنیا سے مانگا مانگا تو فقط رب علا سے مانگا
عادت جو خدا سے مانگنے کی تھی خبیر بندوں میں نصیری کے خدا سے مانگا

دیگر

سو جان سے غلام نفس پیغمبر ہوں خاک در بادشاہ بحر و بر ہوں
کیوں قلعہ مضموں پہ نہ قبضہ ہو خبیر میں مدح سرائے فاتح خیبر ہوں

مرثیہ
جناب حضرت امام حسن
بند ۱۵

درحال امام حسن علیہ السلام

مصنفۂ
سیّد فراز حسین خبیرؔ لکھنوی

مطبوعہ
نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت امام حسن علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَقِیَّةَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَابْنَ اَوَّلِ
الْمُسْلِمِیْنَ وَكَیْفَ لَا تَكُوْنُ كَذٰلِكَ وَاَنْتَ سَلِیْلُ الْهُدٰی
وَ حَلِیْفُ التُّقٰی وَ رَابِعُ اَصْحَابِ الْكِسَآءِ
غَذَتْكَ یَدُ الرَّحْمَةِ وَ رُبِّیْتَ فِیْ حِجْرِ
الْاِسْلَامِ وَ رَضَعْتَ مِنْ ثَدْیِ الْاِیْمَانِ
فَطِبْتَ حَیًّا وَ طِبْتَ مَیِّتًا غَیْرَ اَنَّ
الْاَنْفُسَ غَیْرُ طَیِّبَةٍ بِفِرَاقِكَ وَلَا
شَاكَّةٍ فِی الْحَیٰوةِ لَكَ
یَرْحَمُكَ اللّٰهُ

ولادت امام حسن علیہ السلام ۱۵ ماہ رمضان سنہ ۳ھ	شہادت امام حسن علیہ السلام ۲۸ ماہ صفر سنہ ۵۰ھ

جائے دفن :. جنت البقیع

۱م

جناب حضرت اکبر سے ہے یہ سبق ہزار سخن
ملا ہے آپ کے فیض سے سب کو وفا سخن
بنگالہ طوطی کا سعد ہوا ہے سبک سخن
ہزار کہنہ مرا ہے یہ داستان حسان سخن
ریاض نظم کے گلبن سے پھول ملا ہے سخن
ہزار ہا ہیں نکتے ہیں یہ داستان سخن

۲م

بیان میں بسک اثر تھا بہت شعر میں تھا
یہی ہے طالع کا موج کہ اس کا کمال نہ پایا
سے کلام اس کا ہے یہ سخن کی کامیاب
حسن کے ہم سخن قیاس کا اثر کمال
سمجھ داغ ہے جوہر جس میں خیالات ہیں
سے فخر فن جادوات کا و بابت

۳م

سینہ اپنی طبیعت کو دو طاوس کا رنگ
جو رنگین ہو کے اپنے کو بھی یہ پاؤ رنگ
ہے انجام سے سنگ ہے سے ہو کی رنگ
اسی طرح ہے رنگ و فن اس کا کی رنگ
ادا نہ ہو کی نکلا ہو جس سرور کی ہو
یہ فیض فن کا بنا ہے ان کا فیض مرحبا

۴م

سنو قصیدوں کا یہ جو ہر ایک جادو فن
ہے کام فن کا بیان ہے قلم کے ساتھ سخن
جو بنگلہ دل سے وہی کلام الوجہ حسن
اتفاق کے ہیں نکتے وہ تیری زمین
سمجھ دل سے اس میں سلوک استفادہ ہے
یہ بات ہے انکا جلتا ہوا استادہ ہے

۵م

سنیئے خاطر احباب ہے جو میرا کلام
سبب ہے اس کا سلاست ہے طرز میں انتظام
یہ ملک ان کی ہے وہی جو مرحبا ہے مقام
یہ فیض ہے کہ ہے صحبت میں ہیں بیان
یہ سبب ہے کہ خیال کا یہ ہیں دوادار ہے
یہ دل کی دل کی دل کا ستانہ ساز ہے

۶۶

جو ہم سے پہلے تھے مثلِ حضرتِ شبیرؔ
مثال کے لئے ہیں جیسے انیسؔ اور دبیرؔ
جو کچھ وہ کہہ گئے اُنکا کہا جواب نہیں نظیر
اُسی لکیر کے ہم بھی بنے رہیں جو فقیر
تو بندی ہی رہیں گے نہ منتہی ہونگے
گذشتہ بندشیں الفاظ تک ہی محو رہینگے

۶۷

دکھائی جاتی ہیں جس طرح بزمِ مشتاقی
ہمیشہ آئے گا دھاؤں کے ابر میں ساقی
کہیں پہ تیروں کا مینھ اور سنگ کی مشاقی
کہیں پہ پھول کے بادل میں بادۂ باقی
کہیں پہ گل کے تن کو جوڑنے میں
منگایا جائیگا جامِ طہور لینے میں

۶۸

میں اس طریقے پہ جاؤں تو بس یہی ہوگا
رہے اساتذۂ عصر، اُنکا کیا کہنا
قدیم طرز میں بھی لُطفِ تازہ ہے پیدا
پھر اُنکی راہ پہ چلنے کا ہم مجھے حق کیا
وہ زینتِ چمنستان مدح خوانی ہیں
ہے مستند سخن اُنکا رضا نذرانی ہیں

۶۹

سخن کی اُسنے بزرگوں نے راہ بتلائی
وہ اُس طرف کو چلا جسکو جو روش بھائی
میں طرزِ نو کا ہوں کیسی نئی پیرائی
مؤرخی میں دکھاتا ہوں شانِ گویائی
جو واقعات ہیں تاریخ میں وہ لکھتا ہوں
ہر افسانۂ فرضی سے دور رہتا ہوں

۷۰

یہ رنگ وہ جو ہے آسان بھی ہے مشکل بھی
نظر وسیع ہو، بالغ نہ فکر ہو کوئی
ریاضِ طبع میں ہو باس ہو سلیقے کی
بیان جو حال ہو واقف ہے خالقِ ازلی
حریصِ زر نہیں زر کی مگر تلاش بھی ہے
حصولِ مال کی کوشش پہ ہے معاش بھی ہے

۱۱م

جدا نہیں [illegible] ابھی [illegible] داد
کہ صبح [illegible] جب [illegible] کسی [illegible] داد
زباں [illegible] نکلا [illegible] جب [illegible]
[illegible] سر بسر [illegible] داد
[illegible]
[illegible] صبح [illegible]

۱۲م

کرے نہ صبح [illegible] زمانے [illegible] وفا
حسن [illegible] بخدا
جو [illegible] ابدا
[illegible] سید الشہدا
[illegible] انتباہ [illegible]
[illegible]

۱۳م

جنوں [illegible] دل [illegible] ہے
[illegible] مصطفیٰ [illegible] ہے
[illegible] ہے
[illegible] عشق [illegible] ہے
[illegible] بلا [illegible] کیا ہے
مطلع [illegible] ہے

۱۴م

[illegible] زمانہ [illegible] حسن
خدا کا نام [illegible] حسن
[illegible] طبیعت [illegible] حسن
[illegible]
[illegible] ہے
[illegible] جان [illegible] ہے

۱۵م مطلع

[illegible] بہار آتی ہے
[illegible] آتی ہے
[illegible] صفائی ہے
[illegible] آتی ہے
[illegible] ہے
[illegible] ہے

١٦

ریاضِ دہر میں ہے آمدِ حسنؑ کی جو دھوم
گلو پہ سورۂ یوسف ہے جا بجا مرقوم
کسی کو نغمۂ بلبل کا رنگ کیا معلوم
ہر اک ترانۂ رنگیں کا ہے یہی مفہوم
رواقِ منظرِ چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

١٧

مہِ صیام کی پندرھویں تھی بہار آگیں
وہ رحمتِ صمدی کا نزول سوئے زمیں
وہ زیبِ خانۂ زہراؑ نہالِ گلشنِ دیں
بنا تھا باغِ جہاں غیرتِ بہشتِ بریں
زمیں پہ سجدہ ادا کرنے کو فلک آئے
درود پڑھتے ہوئے عرش سے ملک آئے

١٨

یہ اُمِ فضل کی تعبیرِ خواب تھی عیاں
نبیؐ کے دل کا ہے ٹکڑا یہ پارۂ قرآں
رسولؐ بیٹھے ہیں مسجد میں خرم و شاداں
جلیس ہیں متجسس نگاہ ہوں حیراں
خوشی بھی آپ کو ہے اور انتشار بھی ہے
کسی نوید کے سننے کا انتظار بھی ہے

١٩

اسی خیال میں بیٹھے تھے سرورِ اکرم
فلک سے آکے ملک نے یہ عرض کی اُس دم
مبارک آپ کو فرزند اے رسولِ امم
ہے گھر میں سیدہ کے سیدِ والا مقام
حضور آپ کو یہ لعلِ انتخاب ملا
نگینۂ مہرِ نبوت کا لاجواب ملا

٢٠

رسولؐ شکر کے سجدے میں جھک گئے فوراً
رواں ہوئے سوئے بیت الشرف بجوشِ حسن
سلام کرکے کھڑے حاضر تھے جنوں سب جن
تو مرد میں تھا پاس ملائکہ ہمہ تن
گئے جو گھر میں تو اسما نے بافتخار پڑھی
ادب سے حافظ اسما نے کردگار پڑھی

۲۱

چراغِ دین پہ داماں نظر آیا تاباں
رسولؐ پاک نے بڑھ کر کہا کہ آ مری جاں
نبیؐ کے ہاتھ پہ آیا عطیۂ سبحاں
ہوا یہ شور یہ قرآں کی گود میں قرآں
یہ ماہتاب ہے اکدن وہ آفتاب بھی تھا
یہ نہیں کتاب پیمبرؐ میں بوتراب بھی تھا

۲۲

بلال اذان و اقامت سے جب نبیؐ فارغ
کہا علیؑ سے کہ لائے خانۂ خدا کے چراغ
یہ ایک پھول ہے گویا مری امیدوں کا باغ
معطر اسکی مہک سے ہیں میرے قلب و دماغ
تمہارے گھر میں یہ پیدا ہوا ہے شانِ خدا
پھر اسکا نام بھی رکھا ہو زبانِ خدا

۲۳

علیؑ نے دستِ ادب جوڑ کر کہا کہ حضور
رسولؐ پہ سبقت کرنے میں ہیں معذور
ہیں آپ مصحفِ ناطق خدائے پاک کے نور
دہن سے آپ کے نکلے تو ہو وہ چیز ضرور
لقب پسر کا بصد اہتمام نکلے گا
وہ خوب ہوگا جو قرآں سے نام نکلے گا

۲۴

کہا نبیؐ نے مرا پھول ہے یہ غنچہ دہن
خدائے پاک نے رکھا ہے اسکا نام حسنؑ
علیؑ نے عرض کی اے فخرِ زمین و زمن
مبارک آپکو یہ لال ہو بوجہِ حسنؑ
خدا رکھے یہ پسر کتنا اشتہر جد ہے
کہا رسولؐ نے کنیت ابو محمدؐ ہے

۲۵

یہ کہنا تھا کہ صدائے درود آنے لگی
زمیں پہ رحمتِ حق رنگ کو جانے لگی
فلک سے بار صد تہنیت کی جانے لگی
مشامِ جان کو شمیمِ حسنؑ بسانے لگی
نگاہیں تر گئیں نہلا کے جب دو چار ہوئیں
سجی سجائی ہوئی جنتیں نثار ہوئیں

وله

[illegible]

وله

فاسد [illegible]

[illegible]

وله

[illegible]

[illegible]

وله

[illegible]

[illegible]

وله

[illegible]

۳۱

تھے غش میں شدت تپ سے شبیر و شبر
لپٹ کے سوئے نانا سے شبر و شبیر
سدھاریں سیدہ گھر کی طرف گرو دلگیر
قدم قدم یہ دعا تھی کہ اے خدائے قدیر
مرے پسر کو مرض سے نجات کامل دے
تو ہے طبیب حقیقی شفائے عاجل دے

۳۲

اسی طریقے سے گذری جو نصف شب یکبار
تو خواب سے ہوا ہر ایک مہ لقا بیدار
کہاں گئی ہیں کہاں مادر بلند آثار
عیاں ہوا کہ مکاں کو گئی ہیں وہ نیک شعار
خیال آیا کہ اب رات ہے کدھر جائیں
پھر آپ ہی یہ کیا طے کہ اپنے گھر جائیں

۳۳

اکیلے جائیں کہیں تا بھی نہ سن ایسا
وہ نصف شب وہ اندھیرا وہ ابر چھایا ہوا
وہ مینھ برستا ہوا اور وہ مینھ کے ساتھ ہوا
مگر خدا نے کیا خلق ایک نور ایسا
اندھیری رات میں جو رشک مہر و ماہ بنا
کہ فاطمہ کے چراغوں کو شمع راہ بنا

۳۴

دو نور تا روشنی آنکھوں میں سمانے کے
ہوائے تند کا جھونکا جسے بجھانے کے
ضیائے برق بھی جس سے نظر ملانے کے
بشر تو کیا ہے فرشتہ بھی تاب لانے کے
وہ روشنی تھی اسی بارگاہ قدرت کی
کہیں زیادہ تھی لیکن ضیا امامت کی

۳۵

خیال تھا کہ چراغ حریم طور تھا وہ
کہ ضو فشاں سر میدان حال جور فغاں
انہیں کی جلوہ فشانی کا اک ظہور تھا وہ
خدا کے نور تھے یہ بھی خدا کا نور تھا وہ
کوئی ملک تھا جو آنکھیں بچھاتا جاتا تھا
انہیں کا نور انہیں مشعل دکھاتا جاتا تھا

۳۶

جدھر وہ نور گیا اُس طرف گئے وہ ماہ
مگر نہ پائی کسی ادا اپنے گھر کی راہ
کنارے شہر کے جا بیٹھے دونوں عرش پناہ
تو ایک باغ نظر آیا سامنے ناگاہ
کہا چمن نے عجب میں نے رتبے پائے ہیں
ریاض خلد کے سردار مجھ میں آئے ہیں

۳۷

وہ باغ تھا کہ نمونہ تھا صحن جنت کا
وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور وہ دلفریب فضا
وہ کوندتی ہوئی بجلی وہ بادلوں کی صدا
اندھیرا تھا تو یہ قدرت نے انتظام کیا
چمن کو خنکی مینہ بو تراب سے
کہ ایک چاند کے بدلے دو ماہتاب ملے

۳۸

وہ نور پھیلا کہ سمجھے یہ طائران چمن
کہ صبح ہوگئی باغ جہاں ہوا روشن
نوائے فاختہ سے گونجا ہر اک گلشن
سیے ہیں سوزن حیرت نے گو لب سوسن
جو کم ہو جذبۂ حیرت زبان کھول بھی دے
عجب نہیں جو حسرت بڑھے تو بول اُٹھے

۳۹

کہا یہ بلبلوں نے اے گل ریاض رسول
حضور ہوں ہمیں شب باش کس لیے ہیں ملول
بچھایا سبزے نے بستر کہ بیٹھیں آ کے یہ پھول
لگائے غنچوں نے گل تکیے تا شرف ہو حصول
عزیز باغ ہوئے دونوں صورت یوسف
سنائی قمری و بلبل نے سورۂ یوسف

۴۰

طیور باغ کو جس وقت یہ ہوا معلوم
کہ نیند آگئی آرام میں ہیں وہ معصوم
نسیم گل سے کہا بڑھ کے ان کے تلوے چوم
یہی تھا غنچۂ لب دوختہ کا اک مفہوم
چمن میں جان علی و بتول سوتے ہیں
خموش باش پیمبر کے پھول سوتے ہیں

۱۲۱ م

یہ گل ہیں [illegible] نصیب [illegible]
یہ سخن [illegible] مسیح [illegible] دلدار
نفس [illegible] عیسیٰ کا معجزہ [illegible]
کہ [illegible] گلشن میں [illegible] بہار
جہاں چمن میں [illegible] فال [illegible]
جگر [illegible]

۱۲۲ م

مرے [illegible] بیقرار ہے ساقی
یہ [illegible] بہار ہے ساقی
تری عطا کا [illegible] انتظار ہے ساقی
جا [illegible] ہے ساقی
نہ [illegible] جام [illegible] ہے
خدا [illegible] ہے

۱۲۳ م

[illegible] بار ہو آج
[illegible] فلاں [illegible] آج
[illegible]
[illegible] تاج
[illegible] لالہ [illegible]
[illegible] حال [illegible]

۱۲۴ م

[illegible] صبا [illegible]
تمام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
خدا [illegible]

۱۲۵ م

[illegible] شراب
[illegible] شراب
[illegible] شراب
[illegible] شراب
[illegible] عشق [illegible]
[illegible]

۵۰

وہاں جو پہنچے نظر آئی قدرت داور
گھڑا ہے ابر تر شیخ ہم جب کہ خاک بسر
ہیں محو خواب جہاں شاہ دین کے نور نظر
زمیں وہ خشک ہے بارش کا کچھ نہیں ہے اثر
اک اژدہا ہے جو بیٹھا ہوا ہے بالیں پر
کئے ہے سایہ وہ گلہائے گلشن دیں پر

۴۹

ملا جواب نہیں آئے شبر و شبیر
زیادہ طبع پریشاں ہوئی ہے ہو دلگیر
دعا خدا سے کی پہلے بشیر و نذیر
خدا نے غیب سے بھیجی اک نئی تدبیر
حضور نور کے ہمراہ اس چمن میں گئے
جہاں وہ دونوں گہر تھے اُسی چمن میں گئے

۴۸

یہاں کے پھر ہیں مرے ممدوح ہیں تیرے دلدار
میں جا رہا ہوں سوئے باغ احمد مختار
رسول پاک ہوئے جبکہ خواب سے بیدار
سنا یہ واقعہ تب کہاں تھا دل کو قرار
اندھیری رات میں تھے فاطمہ کے گھر آئے
پکارے خیر سے دونوں مرے کدھر آئے

۴۷

ہو سرخ رنگ کے شیشے میں جانی بادہ ناب
اور ایک سبز ہو مینا تو سرخ رنگ گلاب
ایک آفتاب کا ظرف ایک ساغر مہتاب
حسن حسین کے صدقے ہیں وہ ہوں جام شراب
ترے چمن میں ہمیشہ تو نہیں بہار رہے
رسول زادوں کی جوڑی پہ برقرار رہے

۴۶

یہی ہے دُھن کہ میں ساقی سے گفتگو بھی کروں
ملے گا جام مگر اُسکی جستجو بھی کروں
شراب ہے کہ مصلے کی شست و شو بھی کروں
ہوں باوضو مگر اُس مئے سے پھر وضو بھی کروں
بجز شراب نہ کچھ مجکو فکر ہو ساقی
شریک ذکر خدا تیرا ذکر ہو ساقی

۵١

کہا حبیبِ خدا سے یہ اُس نے بعد سلام
امانت آپ کی حاضر ہے شاہِ عرش مقام
رسولؐ زادوں کی خدمت کا یہ ہے انعام
کہ قوم جن کا میں قاصد ہوں یہ ہی مرا کام
یہیں پہ سننے کے لئے آیا ہوں وہ نیک آیت
مجھے بتا نے جو بھولے ہیں وہ جو ایک آیت

۵٢

نبیؐ نے اُس کو دُعا دی سکھا دی وہ آیت
قدم کو چوم کے وہ اژدہا ہوا رخصت
پھر آئے دونوں نواسے رسولؐ کے پاس حضرت
بٹھایا دونوں فرزندوں کو بصد راحت
چلے جو گھر کو بہت سے رفیق و یار ملے
اور اُن کے بعد شہنشاہ ذوالفقار ملے

۵٣

کہا کسی نے کہ اے بادشاہ ہر دو سرا
اگر نہیں ہے جو ہمیں ہیں تو بار ہو ہلکا
مگر کسی کا نہ مانا رسولؐ نے کہنا
علیؑ نے دستِ ادب جوڑ کر کہا مولا
فدا میں ہو کے غریبوں کا جو مہربان ہیں آپ
اگر نہیں ہے مجھے دیدیں کہ ناتوان ہیں آپ

۵۴

نبیؐ نے پوچھا حسنؑ سے کہو رسولؐ کی جان
خوشی سے گود میں حیدرؑ کی جا کے وہ گئے بن تن
کہا پدر نے سوا آپ کے ہے شانِ غنی کی شان
یہی حسینؑ کا شہ کے جواب میں تھا بیان
اسی طرح سے غرض شاہ انبیاؐ پہنچے
خوشی خوشی یہ نہیں بیت الشرف میں جا پہنچے

۵۵

ہر اک فعل پیمبرؐ کا تھا بہ امر خدا
یہی نہیں کہ تھے اُلفت کی جڑ سے شیدا
حسینؑ ہوں کہ حسنؑ دونوں تھے آپ پہ فدا
بیان حسنؑ ہی کا ہو حال مختصر لکھنا
چراغ دینِ الٰہی سعید و نیک ہوئے
کہ اس گھرانے کے چھوٹے بڑے سب ایک ہوئے

دہ شرف میں

۵۶۴

حسن کا وصف کمل کمل لکھ سکے کس کی مجال
وہ سمجھی نہ تھی جب اعراق آتا یہ سوال
نبی کا ہر بنیں کے یہ اپنا بنا بیٹی کا مرا لال
حسن عزیز سب کہا ترا جب اس کا قوال
وہ بولا اور سوال و جواب سب کیا ہوگا
یہ بیچ جنگ کی ہیں بات ہیں بات سب کیا ہوگا

۵۶۵

یہ دھاوے اسے بھیجا بولا بہت رسول اللہ
کہا حسن نے کہ یہ دولت اللہ الا اللہ
جو نثار وہ روح سے باپ بیٹی ہیں بہ آگاہ
جو کچھ بات کی الہ حجز وہ تھی طرف خدا کی راہ
سکے امر ہیں ہیں نانا سے عزت بیٹا نہ تھا
کہ امر ہیں جام ہیں طلاق ہیں ہوا نہ تھا

۵۶۶

کہ امر کا حال جو بنا لیو ک وہ باپ
جو جاہے کہ کھاتے کھی کی وہ کھانا کھو جائے
امیر نام سے بات ایک ایک بات وہ ذات
وہاں تھی کی بھی نبی کا وجھے جو ذرہ کھوئے
کیا عطا کا نور ہزار نے عزا ہے ذرہ
وہ مال دیا با یونہی جو ذرہ کھانے دیا

۵۶۷

کہ امر کا اندر ہے وہ تھا اور علم کا جمال
کہ جاہے بولے تھا ذریعہ وہ سب بنایا بال
بلا جو راہ میں ارشاد حق کی فضیلت کمال
خدا نے دیا وال کا ملاحظہ کیا یہ ذرہ مثال
میں نے تو کیا کہ دل کیا اپنے بادشاہ کیا
خلاصہ یہ ہے کہ حضرت کو بنی جنت کیا

۵۶۸

بیان یہ ہے کہ وہ تھا وہ نام و افتخار ہے
کہ جن کا نام ابن حید رکھے ہیں سب
کہا ہوئے کہ آیا یہ خصوصیت کوئی آب ہے
اپنے مکان معلومات ہو تو کی انوار کا ہے
حیدر ابن ستر ہو نہ ہو جنا ہے سب کرتا ہے
کلام عجز و بیان کو جرات سب کرتا ہے

۶۱

ترے خیال میں ہر ہے اگر حسنؑ تو کیا
ہر ایک شخص کی منزل جدا ہے قبر جدا
عجب نہیں ہے ملیں لیا نہوں جو تو نے کہا
زباں سے کام لیا پھر یہ کیوں خلاف چلا
اگر ہو کوئی ضرورت بیان کر بھائی
جو قرض دار رہے مجھ سے وہ ادا نہ ہوں بھائی

۶۲

نہ ہو جو راحلہ دوں تجھ کو توسن چالاک
لباس کہنہ اگر ہو تو لے نئی پوشاک
مقابلے پہ ہو اگر کوئی دشمن سفاک
وہ تیغ تجھ کو میں بخشوں کہ ہو جو قتل ہلاک
جو کفر ہو تو شرف ایمان کے دو بالا دوں
سقر کا ڈر ہو تو فردوس کا قبالہ دوں

۶۳

یہ حلم دیکھ کے رونے لگا وہ اور کہا
خطا معاف کرائے قلزم سخا و عطا
تو ہی زمانے میں ہے رحمت خدا بخدا
نہ تھا میں قائل ولائے مصطفیٰؐ صلا
عدو تھا جتنا اب اتنا ہی دوست ہو سکا
مقر میں دل سے ہوا ہوں رسولؐ کا رب کا

۶۴

ہیں خلق و حلم کے کتنے ہی واقعے مشہور
بیاں میں کب ہے وسعت کہ ہوں وہ زیب زبور
انہیں کے نور کا شعلہ تھا ایک جلوۂ طور
انہیں کا حسن تھا یوسفؑ کے حسن میں مستور
خدا ہی جانے جو کچھ مرتبے ہیں شبرؑ کے
یہ ہیں صفات مجسم نبیؐ و حیدرؑ کے

۶۵

نبیؐ نے جنگ کی کفار سے لڑے یہ بھی
انہوں نے صلح بھی کی تھی انہوں نے صلح بھی کی
نظر مشیت باری کی جس طرف کو پھری
کیا حسنؑ نے بھی خود اختیار جادہ وہی
مطیع امر خدا اس طرح سے حضرتؑ تھے
میں یوں کہوں یہی اللہ کی مشیت تھی

۶۶

جو تجھ بن ہے کہ حسن بن سے تن فنا خالی
کہ صبح کو گیا لگا امت و نجف کردار ہی
جب بے عین بین بہ من و دماغ خالی
حال صبح صدیہ ہے ہوا خالی
تجّا امت ابرق صبح تیرا
صبح لگا گیا نبوت گی کا تیرا

۶۷

اسد گیا اور بیان جناب الٰہ وصی اللہ کا
یہ طبع کا ہی اصرار کہ [illegible]
لبا با حیدر ابرار سے ہو باغ جناب
تما ماقی بیان ابن خبر معتبر تھا عیاں
بلا ہی کا ہو اسد امام دین پھر
عالی کے عجب جن [illegible]

۶۸

ہوا جو زینت منبر وہ وارث منبر
سلام مسجد و محراب کیا جھک کر
پر ایک قصر سا خطیبی تھا عیاں یکسر
نظر ہوا با تھا ابر و با وارث حیدر
الٰہ وہ صحبت کیا وہ سلطان جس کے جن
بیان بیج ان امام الوری کی بابت

۶۹

وہ خطبہ تھا کہ تھا اعجاز صوت قرآن
وہ کلام ایسا متفق اللفظ بلیغ بیرجوان
بنی کے لعل کے منھ سے ارشاد ہوا بیان
یاد ہوا بجا قرآن اور خدا کی زبان
بنی ہی ہیں یا تو حج و قلم کی بنا جو جلیے
جدا کر دو کہ ما ینطق ہی [illegible]

۷۰

بندش ہے اردو زبان کی وقت وصل بیعت
اشتیاق تھا کہ تا تحفۃ الآن الاستقبت
اسی بنا پر یہ سے بحسب وقت سنی کی حالت
جسے جلد حل کیا با بن و فساد ریت
دنیا کے قصے وہ صاحب نقاب آیا
بیت سنی وہ منج لیے جانب عراق آیا

۱۷۱

مع سپاہ نزاق آیا جب وہ ظلم شعار
لکھا ہے دشمن دیں تھے پچاس ساٹھ ہزار
یہ سُنکے ہوگئے تیار سید ابرار
سپاہ اپنی بھی ترتیب دی بشان وقار
فرشتے آکے نثار رشتہ امام ہوئے
لباس جنگ سے آراستہ امامؑ ہوئے

۱۷۲

قدم رکاب میں رکھا جو کہہ کے بسم اللہ
امامؑ پاک کی تھی ہمرکاب، تمام سپاہ
اُٹھی جو باگ فرس کی بڑھا وہ عرش نگاہ
کہ جیسے تا بسرِ عرش بریں غریب کی آہ
نہ کیوں ہو نعلوں کی تابش سے شرمسار ہلال
کہ وہ ہو ایک ہلال اور یہاں پہ چار ہلال

۱۷۳

فرس کی مدح کروں میں کہ مدحت شمشیر
نہ اُسکا کوئی عدیل اور نہ اسکا کوئی نظیر
لباس وہ جو ہے زیبائے صاحب تطہیر
امامؑ دیں میں سراپا رسولؐ کی تصویر
جمال رخ سے رسالتمآبؐ یاد آئے
جلال دیکھتے ہی بوترابؑ یاد آئے

۱۷۴

مگر جو ساتھ تھے اُنمیں بہت سے تھے غدار
کہ جیسے بعض صحابی نبی احمدؐ مختار
بظاہر آپ کے دوست اور اصل میں بیزار
ریا سے پڑھتے ہیں جیسے نماز کچھ مکار
نہ تھے وہ قائل توحید یک قلم ان میں
خدا خدا تھا زباں پر صنم صنم دل میں

۱۷۵

ہزار حیف نہ کی قدر سید والا
کیا مدد کے عوض یہ سلوک واأسفا
ملے وہ حاکم شامی سے کی حسنؑ سے دغا
اُحد میں چھوڑا تھا جیسے رسولؐ کو تنہا
فقط علیؑ ہی پیمبرؐ کے متصل تھے
کہ وہ رسولؐ دو عالم کے جان و دل تھے

۷۶

بنی ثقیف کی سازش میں جیسے کچھ تھے شریک
یونہیں حسنؑ کے عدو تھے ہزاروں میں سے نیک
گئے کچھ اہلِ دغا میرِ شام کے نزدیک
قسم کے ساتھ کیا سب نے وعدہ ہر ایک
جو تیرا حکم ہو ہم اُسکو قید کر لائیں
علیؑ کے شیر کو دھوکے سے صید کر لائیں

۷۷

حسنؑ کو جب ہوئے معلوم اُنکے کردار
مصالحت پہ رضا مند ہو گئے ناچار
ہزار حیف ہوئی فوج اور بھی بیزار
یہ تھا مطالبہ لازم نہ صلح تھی زنہار
بہت سے لوگ ہوئے دلبرِ علیؑ سے خفا
تھے جیسے صلحِ حدیبیہ میں نبیؐ سے خفا

۷۸

ستمشعاروں نے جو کچھ تھا پاس چھین لیا
اثاثہ شہِ گردوں اساس چھین لیا
عصائے بادشہِ حق شناس چھین لیا
عمامہ چھین لیا اور لباس چھین لیا
کنیزیں روئیں، غلامِ شہِ اُمم روئے
کئے وہ ظلم کہ مظلوم کے حرم روئے

۷۹

ہوئے روانہ مدائن کو سیدِ ابرار
کسی نے ران کو خنجر سے کر دیا افگار
ہوا جو واردِ موصل وہ اصلِ حلم و وقار
تھا اک دکان پہ بیٹھا رسولؐ کا دلدار
اثر تھا زخم کا ساقِ امام خونچو بر
رکھے تھے دہنا قدم بائیں زانوں کے اوپر

۸۰

اک اندھا آیا وہاں لکڑی ٹیکتا اکبار
عصا میں پھل تھا برچھی کا جسکی تیز تھی پھلی
بجھا تھا زہرِ ہلاہل میں آہنِ خونخوار
شقی نے کی وہ سناں پائے بیگناہ کے پار
تڑپ کے رہ گیا سبطِ رسولؐ واویلا
لہو میں بھر گیا حیدرؑ کا پھول واویلا

۸۱

علاج کرکے ہوئی شہ کو جب شفا حاصل
ہوا مقیم مدینے میں وہ رسولؐ کا دل
زیارت آپکی احباب کو ہوئی مشکل
گر راہ میں بھی نہ نکلا وہ رہبر کامل
خدا کا شکر ادا کرتے تھے مصیبت میں
گزاری عمر دو زہ نبیؐ کی طاعت میں

۸۲ مطلع

حسنؑ نے آکے مدینے میں جب قیام کیا
تو صبر و شکر کا حضرتؑ نے اہتمام کیا
کبھی نہ شکوۂ جورِ امیر شام کیا
مگر یہ حاکم ظالم نے انتظام کیا
خدا کے دین پہ ڈھاتا تھا روز قہر نیا
کہ بھیجتا رہا مروان کو وہ زہر نیا

۸۳

مدینے میں تھی اک ایسی زن بدکار
دیا اسی کی وساطت سے زہر دل افگار
یہ زہر وہ تھا جو گرتا میان بحر ابحار
نہ زندہ رہتا کوئی اسمیں جانور زنہار
نہ کیوں جگر پہ چلے خنجر ملال افسوس
یہ زہر اور پیمبرؐ کا نونہال افسوس

۸۴

یا پینے پانی میں جعدہ نے وہ سم
اجل نصیب کو کچھ تشنگی ہوئی جس دم
رکھا ہوا تھا سرہانے وہ کوزہ ہائے ستم
خود اپنے ہاتھ سے پانی پیا کیا پیاس کم
اثر نے سم کے کیا دل کو سر بسر ٹکڑے
بس ایک گھونٹ پیا تھا ہوا جگر ٹکڑے

۸۵

خزاں نصیب ہوا وہ نہال بستر پر
کہ خشک ہو گیا وہ خوش نہال بستر پر
علیؑ کا چاند بنا تھا ہلال بستر پر
تڑپ رہا تھا پیمبرؐ کا لال بستر پر
بہن تھی نالہ کناں گرد بھائی کے پھر کر
جگر کے ٹکڑے پھر گرتے تھے طشت میں گر کر

۴۰۶

وصیت آپ نے کی تھیاں تھاسب قلق
نبی کے بعد ہیں بارہ خلیفہ برحق
بہائے گا کوئی اپنے لہو میں مثل شفق
کسی کے قلب و جگر ہونگے زہر ظلم سے شق
اسیر ظلم رہیں گے وہ سب زمانے میں
کسی کی موت ہی آئے گی قید خانے میں

۴۰۷

گذشتنی یہ زمانہ ہے اور گذشتنی
جو دیکھے دوسروں کو اپنا مال ہے وہ غنی
جو لے لے اور کا حق ہے وہ نہتا کافی
بگاڑ رہے ہی دنیا نہ اہل دیں سے نبی
اسی لئے کہ ہے حق پرست مانتے ہیں
جو زندہ دل ہیں وہ حیوان مردہ جانتے ہیں

۴۰۸

اگر بلا بھی ہو نازل کوئی رہو بشاش
کسی کے آگے مصیبت کا ہو نہ پردہ فاش
زیادہ دولت دنیا کی ہے فضول تلاش
بس اتنا لو جو کفایت کرے برائے معاش
جو دین کے ہو خلاف ایسے کام میں ہے عذاب
حلال میں ہے حساب اور حرام میں ہے عذاب

۴۰۹

ہر ایک لفظ وصیت تھا وفر حکمت
یہ کہتے کہتے ہوئی متغیر دفعتاً حالت
اثر سے زہر کے تھی سبز جسم کی رنگت
جبیں پہ آیا عرق چھائی چہرے پہ حسرت
نشان سجدہ مکرر حسین نے چوما
حسن کے ہاتھ کو جھک کر حسین نے چوما

۴۱۰

حسن نے کھول دیں آنکھیں حسین رونے لگے
ملے گلے سے وہ سب غم سے جان کھونے لگے
عزیز جلتے تھے اشکوں سے منہ کو دھونے لگے
حسن حسین میں راز و نیاز ہونے لگے
سپرد سیر امامت کئے جو بھائی کو
ادب سے آئی اجل شہ کی پیشوائی کو

۹۱

جسد روح ہوئی گلشن جناں کو رواں
ہوا مدینے میں ایک تازہ حشر آہ عیاں
حسینؑ بھائی کی میت سے اُٹھے نالہ کناں
بہن پکار رہی تھی کہاں گئے ہو بھائی کہاں
تمہارے ہجر مصیبت سے ہر تلاطم کو
میں روتی نانا کو اماں کو باپ کو تم کو

۹۲

مجھے اب ایسے الم اُٹھانے دنیا سے
کہا نصیب نے لیکن یہ بنت زہراؑ سے
حسینؑ قتل بھی ہونگے دشت میں پیاسے
صدائے ہائے حسینا اُٹھے گی صحرا سے
ہر ایک مونس و یاور کو رونا باقی ہے
اسی طرح سے بہتر کو رونا باقی ہے

۹۳

کبھی شبیہ پیمبرؐ کو رونا ہے زینبؑ
حسنؑ کے لال کو اصغرؑ کو رونا ہے زینبؑ
علیؑ کے شیر دلاور کو رونا ہے زینبؑ
تمام کنبے کو لشکر کو رونا ہے زینبؑ
بہت سے حشر ابھی تو نہیں آئینگے زمانے میں
ابھی سکینہؑ کو رونا ہے قید خانے میں

۹۴

حسنؑ کے غم میں جو روتی ہو لو لو اے زینبؑ
بہت قریب ہے وہ بھی زمانہ ہائے غضب
شہید ظلم و جفا ہونگے ایک روز سب
جو کوئی روئے گا ہوگا ستم بغیر سبب
نہ دینگے ماتم تشنہ کی رضا کبھی تم کو
کہ ہاتھ باندھ کے لیجائینگے شقی تم کو

۹۵

کفن حسینؑ نہ پائینگے تم رہو گی اسیر
گلے میں ہوگی رسن اور پاؤں میں زنجیر
یہاں حسنؑ کے ہے غسل و کفن کی سب تدبیر
نہ ہوگا دفن کبھی روز لاشہ شبیرؑ
حسینؑ اُٹھاتے ہیں اپنے بھائی کا لاشہ
نہ دفن ہوگا شہ کربلائیؑ کا لاشہ

عہ تحتانی ضرور دیتی ہے اہل فن عفو فرمائیں خبیرؔ ۱۲

۴۹۶

کفن نہیں ہے کہ جنازہ ہو طلب نہیں
روال نقش سا تھوتی بانسری عمر اور بے نقصیر
ہر ایک لمحہ کا نالہ رسا کہ حال دل انفس
ہزار دل یہ ملا الا بالا کرشن جنس دل ہے
سر ارنیا ہیں تیرا ہے [illegible] قوم الا مراد
حلقہ کسے [illegible] طلب ہیں [illegible]

۴۹۷

ارادہ تھا کہ ہوتے بتی کا عیاں فراز
ہزار جنت بن ارا ضی کا ہوئے گلزار
کھائے جبرئیل جنازے سے آ رہا
ستی کا ضعف کے آ کر غنچہ بن آ رہا
ٹلے وہ رات ہیں ال علوم آ کے نا ہو
یا الٰہی حسن کی ہیں بیت اٹھا لے نا ہو

۴۹۸

کسی طرح سے خدا ہے حضور
کیا لطیف ہیں بے بدون الا ہے
ہے ارادت عرض مسلمانوں بیکس ہے
ہے انداز ولی اتفاقت کا نغم
طرح طرح کا ستم ال امن
بنی تھا جس رسالت سب کچھ ہوا

۴۹۹

بنی کی ہیں کو دیکھا خفا اور جدا
ملا کے سہی بدن ہیں کیا اڑ جدا
حسن کو ہیں باکی فنا اور جدا
حسین بن علی کے خطا اور جدا
نبی کا حشر کے دن جب کیا منا ہوتا
جھکا ہیں الا کر سب ال ہیں جھکا ہوتا

۵۰۰

لب جنبش بنات کبریا بیات
کھلا ہے بابِ قبول اٹھا و کالوبات
حسن صدق ہیں رب عطا ہوں بر کات
زبان کو صدق قول کو وفا عراقی
جب کیا ارادہ معانی کا طلب فنا
زمانہ تصنیف ماہ صفر
۱۳۵۵ھ

مرثیہ

پھر آئی فصل بہاری کھلا ہے باغ سخن

مطلع

بند ۱۲۰

حال امام حسین علیہ السلام

مصنفہ

سید سرفراز حسین خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت امام حسین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَعَلٰى جَدِّكَ وَ اَبِيْكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلٰى اُمِّكَ وَ اَخِيْكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلَى الْاَئِمَّةِ مِنْ بَنِيْكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الدَّمْعَةِ السَّاكِبَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمُصِيْبَةِ الرَّاتِبَةِ لَقَدْ اَصْبَحَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْكَ مَهْجُوْرًا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْكَ مَوْتُوْرًا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ عَلٰى اَنْصَارِ اللّٰهِ وَ خُلَفَائِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰى اُمَنَاءِ اللّٰهِ وَ اَحِبَّائِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحَالِّ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ وَ مُعَاوِنِ حِكْمَةِ اللّٰهِ وَ حَفَظَةِ سِرِّ اللّٰهِ وَ حَمَلَةِ كِتَابِ اللّٰهِ وَ اَوْصِيَاءِ نَبِيِّ اللّٰهِ وَ ذُرِّيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

تاریخ ولادت امام حسین علیہ السلام سوم شعبان ۴ھ	تاریخ شہادت ۱۰ دہم ماہ محرم الحرام ۶۱ھ

جائے دفن ، کربلائے معلیٰ

۲۸۴

۵۱

پھر آئی فصل صفا میں کھلا ہوا باب سخن
کہ ہر میں اہل نظر دیکھ لیں شباب سخن
قلم کی طرح سے قبضہ میں ہو طناب سخن
چڑھا ہے عرش بلاغت پہ آفتاب سخن
یہ کیوں ہوں قائل معراج رتبہ دان سخن
بنا ہے ذہن رسا مرا نردبان سخن

۵۲

میں کیا کہوں ہے وہی دیکھے نظر ہو جس کی وسیع
مری بہار سخن پر فدا ہے فصل ربیع
مرے کلام کا پایہ ہے آسمان سے رفیع
وہ خوش نصیب ہوں کہ خزاں میں ہے جس کا نظم بدیع
مجھی کو خادم اوج و دبیر کہتے ہیں
محب مخبر صادق خبیر کہتے ہیں

۵۳

ہوا میں اوج کے صدقے تیں فارغ التحصیل
وگرنہ مجھ سا ذلیل اور یہ کلام جلیل
صفا میں صفحۂ قرطاس ہے پر جبریل
صریر کلک ہم آواز صور اسرافیل
دوبارہ مردہ صفا میں سخن جان پائی ہے
جہان نظم و بیان میں قیامت آئی ہے

۵۴

جناب اوج سے تھے ارباب نظم میں حسن
وہ سے تھے خدائے سخن فخر شاعران زمن
مگر یہ فخر بجا ہے مجھے بوجہ حسن
کہ اس خدائے سخن نے کیا نبی سخن
ثنائے شاہ سے پایا عروج تنزیہ
یہ ظل عرش ہے یا سایۂ علم سر پر

۵۵

یہ وہ چمن ہے نہیں جس میں باغ ہز کے خار
وہ خار ہیچ سمجھتے ہیں لوگ جان بہار
نہیں ہے ادراک سمجھتے یہ شاعری کا مدار
نہ شاعری سے کوئی نفع دنیوی درکار
غرض ہے یہ کہ جو دام و درم فروخت کریں
نہ ہم کلام خریدیں نہ ہم فروخت کریں

۹۶

لد بزی با لقدر مضا این اتو مرا از اوجو یات ... فلاف دو ...
اسی سو ... این ادن ... بجنن کی اکورت
چاچین ادا مضمون دوان ... یاین حضرت
نجیب ... یار ... قین ... الت
... الا

۹۷

بجو ذبابان زیا بنیب ... خلبیر
بسی ... سنا ... بیب ... بقر ... مجلس ... سبز
نبیب نقا ... ... نبیب ... ایا ... کیا ...
ذیدا ... ... اولاد ... ایا ...
... سی ... ... ی ... ...

۹۸

یابجنی ... ... ام ... ... ر
ده ... ... بن ... ... فریدا
... ان ... ... اسلا ... ... لیتا ... بدا
ده ... ... حدن ... ... لا
ده ... ... بل ... ... ای ...

۹۹

حسن بن الاكبر كه بلند قدر است ... ولا کانه غنی
حسن بن ... دون ... سی ... ... ذی
حسن بن ... ... ا ... ذی
حسن بن ... علی ... عین نبیت ... بی ... ا
حسن بن ... بیت ... ... نصرت ... ... ر
حسن بن ... ... قیبیر

۱۰۰

حسن بن ... ... دریان تیران ... سخن
حسن بن ... یوسف سکندان ... جوی و بلبل و عطا
حسن بن ... ... داران ... دا ... ... ن
حسن بن ... بی بان فانه ... ... بی
حسن بن ... ... نات
حسن بن ... ... ان ... بنت

۱۸۱
ویراں ہیں ... امیر ابن امیر
... اسیر
... بہن امیر ابن شبیر
... جو ... ساتھ ... ہیں
... رکھی ... ہیں

۱۸۲
دہ ... کہ جب ... بھائی لٹے ہیں
جو ... وقت ... بھائی لٹے ہیں
... بھائی لٹے ہیں
... لٹے ہیں
... سب لٹے ہیں

۱۸۳
مڑنے لگے جو راہ کی ... آئے حسین
زبان جادہ صحرا ... پکار کے آئے حسین
... بھی ... آئے حسین
... مشہور کربلا ... حسین
... زبان ... بنی

۱۸۴
وہ بیکسی کا وقت ... وہ جگر
زینب ... اٹھا ... فلک
... عطش ... کھل
... بھی ... کی بانہ
... بچی
... بیٹی

۱۸۵
وہ وقت بلا ... وہ ... دل
... ہو ... بلبل
... اس ... جو ... دل
... ہیں

۱۶

ثنال آبلہ دامانِ ہنر پہ تھے حباب
ہزاروں چشمے ہوئے خشک نہ کبھی جیسے سراب
عرق زمیں کا نکلتا تھا جس کا نام تھا آب
کھیور تیغ شجاعی پہ ہو رہے تھے حباب
بھٹکے تشنہ سے جو قلب جگر زمیں پہ گرے
ہوا سے گرم سے جل جل کے یہ زمیں پہ گرے

۱۷

وہ خاک اُڑتی ہوئی اور لُو وہ چلتی ہوئی
حدید سرخ کی رنگت زمیں جلتی ہوئی
وہ کھولتی ہوئی نہریں جھلک نکلتی ہوئی
مزاجِ دہر کی صورت ہوا بدلتی ہوئی
بچی حرارت تشنگی سے تن میں آگ لگی
لگی تپش سے غش آیا بدن میں آگ لگی

۱۸

تعب سے کٹتا تھا جب دن تو آتی تھی تیغ
بکھیرے بالوں کو مانند صاحب ماتم
جب آئی دسویں محرم کی شام رنج و الم
وہ شام قبر سے بڑھ کر تھی اندھیرے میں گم
بچھا کے آگ کی وہ صورت کہ ڈر گئے بچے
گماں یہ ماؤں کو گذرا کہ ڈر گئے بچے

۱۹

نگاہ سوز وہ باغ جہان کا نظارا
نہ چاندنی میں وہ ٹھنڈک نہ حسن دل آرا
چراغ خفتہ کے مانند تھا ہر اک تارا
فلک پہ چاند تھا گھٹتا ہوا سا انگارا
وہ رونا چرخ کا وہ ٹوٹنا ستاروں کا
عیاں تھا جن سے نشان آنسوؤں کے دھاروں کا

۲۰

فلک پہ ماہ تھا لیکن نہ روشنی تھی ذرا
مگر زمیں پہ بادِ نبی تھا جلوہ نما
وہ روئے پاکِ مصطفےٰ پہ کعبہ دوسرا
کچھ اس طرح سے اطاعت ہوئی خدا کی ادا
نماز شاہ کا مداح جب نماز ہوا
اور اپنی عبادت کو آپ ناز ہوا

۲۱م

یار زندہ ہے اے مہ اُٹھ قبلہ و دین و زبان
شبنمی صنوبری وارادہ عود روئی و فغان
سر سی کا اُوپر لگے کا دھر ہے کا سرو کی وہ بہشت جان
اد اطلس کی اصدا جس کے کہ اے حفظ الامان
یہ بیا بیا یہ کی سا اُس کا لکھو ساری کا رات
کر جب طرح سر سی کا بیا ہو بچا ہی کا نا

۲۲م مطلع

جان باغ نسب جو ہوا گل در ریاض عالم میں
سو سی کا ہوا نبل ریاض عالم میں
چلی نسیم کھلے گل ریاض عالم میں
منال ہوئی لیل ریاض عالم میں
جو عطر ہوا اول لے جھونکا نسیم آئے
طیور و چمن زبان جو نیچ پیا نسیم آئے

۲۳م

نام دات ہوئی بادِ ارض سو گرمی جا
ناز دہ سی کی صورت اس سبز جا
او دیہ بعد ہیں مسکن کا نشان زاجا
او دیہ زمین کا نخت او دیہ او دیہ جا
تھی اُس ایام اُس لئے دی تو ریکا دریا
دوان تھا طرف ابر اگر کا دریا

۲۴م

کا ہو کی اُن کی دھوپ لگے بیتے نیک ثواب
جب کہ اٹھ قطرہ زینم سے کو جو زیر زناب
کھلا ہوا تھا اس انداز چمن میں گلاب
سمی ختین کا جو بجھے وقت عتاب
یہ رنگ اڑا کا ج جو بیل پا گا جب
کرا اس ادا زیر لبیل کو ساید یا گا جب

۲۵م

لب پکے کلی سہ رحمت زرا
وہ دی لبا بیتا تھا جو اول کا بیدا
جو ریک زید تھا کہ بیا اس تربیا
غنچے سنبل بیانک کی زلف کو ہنگا
اُکھڑے سے ولی عشاق ان زلف سلسل میں
نسیم باغ نے زلف تھا زلف سنبل میں

٢٦

وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور وہ صبح کی بہار
وہ گل وہ غنچہ وہ سبزہ وہ بار و برگ و اشجار
وہ روپہ ڈھیر وہ پھولوں کے نرگس کی وہ قطار
وہ شور قمریوں کا اور وہ نغمہ ہائے ہزار
وہ آ کے وجد میں غنچوں کا جھومنا اُن کا
وہ مست ہو کے نسیم کا گل کو چومنا اُن کا

٢٧

چمن میں نکلے تھے سیرِ صفا سے آپ کے پھول
ہر ایک نہر سمجھنے لگی حباب کو پھول
زمین سے ذرّے بتاتے تھے آفتاب کو پھول
شرابیوں نے کہا ساغرِ شراب کو پھول
چمک اُٹھی تھی شبنم سے شکل گلشن کی
چٹک کے غنچے تو آتی صدا ہنسی کی

٢٨

کچھ اس طرح سے کھلے موسمِ بہار میں پھول
کہ دیکھے چشمِ حقیقت نگر نے خار میں پھول
تمام بیٹھے ہیں گلستانِ روزگار میں پھول
کنارِ دشت میں دامانِ کوہسار میں پھول
چمن میں پھول ہیں پھولوں کے پاس بلبل ہے
زبانِ غنچہ یہ کہتی ہے مجھ میں بھی گل ہے

٢٩

دکھا رہے ہیں گلستاں میں ارغوانی پھول
بنا رہے ہیں عنادل کو زعفرانی پھول
جگر کو دل کو خنک کرتے ہیں جانی پھول
ستم کے رنگ میں ڈوبے ہیں آسمانی پھول
ہزار بار اُٹھائی گلوں کی ایک جفا
کرو نہ لاکھ وفائیں گلوں کی ایک جفا

٣٠

فدا ہو کیوں نہ ترا باغبان وہ آفتابی پھول
نثار ہے کہ گلابی ہو وہ گلابی پھول
وہ اوس سے کھلائے ہوئے صاف صاف آبی پھول
پڑے ہیں بار کے انگور میں شرابی پھول
نہال ہیں سیر سے شرر کے آفتاب کا جام
سمجھ رہا ہے ہر انگور کو شراب کا جام

۴۳۱

فلک پہ: کس نے گلشن نشو و نمو کے ارض کا پھول
شفق ہیں سب بھرے ہیں ایک رنگ آتا ہے عوالی پھول
دو بیاں پہ فلک پہ الفضل کی چمن صدا کا پھول
ہیں یہ بیرا سے گوارا ہے نیم اسباق کا پھول
حسین جمال کی لالہ ہے سب سجا یا پھول
عروس باغ کی لاج ہے دہن نے جوڑا دھا یا پھول

۴۳۲

چمن میں لالہ و گل دوست ہیں بہار کے پھول
کھلے ہیں صبح ارض تا آسماں منتظر ہیں پھول کے پھول
کھلے گلشن میں کھوٹوں کا گلدستہ بتول کے پھول
بہار باغ علی گلشن رسول کے پھول
خزاں ہوا ہے: چمن و دوا کا نصیب ہیں
کسی بہار کھلا ہے کسی کا گلبدن حبیب ہیں

۴۳۳

جب ستم ہو سکتی باری: بہار کر کیا ہے
گلستاں میں عجب ہے گل مضمون ادا کیا ہے
نیا دیدہ بینی نا تا تا حساب کیا ہے
تیرا چمن ہوا ہے ایک رنگ کیا ہے
فرخ گلشن کی صبح ہی کیسی لالہ کیا ہے
بیب صبح گلزار ہو حال ہی کیا ہے

۴۳۴

جدا ہوا ہے گلشن بہار تو فغان بکار ہوا
تباہ ہو گئی گلشن رسول خدا
فنا ہو گیا پھول سے رنگ باغ فنا ہوا
نبیب سے گلستاں اس سپید اشتہا
دوگانہ زکاۃ دہ غنچہ دہن کا پھول ہے
بچا ہے سا ابرگل ہر حسن کا پھول ہے

۴۳۵

خزاں رسیدہ ہوئی ہے چمن چمن کی بہار
تباہ ہو گئی سب گلشن حسن کی بہار
لٹی خزاں نے سب ارض و قمر و حسن کی بہار
سبا ارب دست میں گلشن اد چمن حسن کی بہار
لٹا ہے دل کسی کی غنچہ دہان سے چمن میں ہے
بچا ہے پھول ضعیف کا چمن زبان کا دن ہے

۵۳۶

یہ رنج قلب شہ پہ بنے وطن کو وداع تھا
یہ دھوپ سا تیر کہ جلتی ہے جس سے صبح ہوا
ہے گو کہ قبضہ اہل نفاق میں دریا
گر جلیش سے کہ سب ہے سب کا حال برا
دھواں کلیجے سے اٹھا یہ رنج و غم کھا کر
کہ ابن سعد گرا تب جو میں گھسا جا کر

۵۳۷

نہ اسکے نکلا دیا حکم قتل سرور کا
حرم پاک میں داخل ہوئے امام ہدا
عجیب یاس سے نانی کی گود کو دیکھا
کہا کہ لال تمہارا گیا ہے پیش خدا
یہ سن کے مادر صغرا نے حق کا شکر کیا
فلک پہ مچی ہوئی دھوم ایسا شکر کیا

۵۳۸

یہ محبت نظری سے ہوئی مصطفے
جگر کو تھام کے چلائی ہائے لخت جگر
جو اب سے شاد گئیں تم حسین کر ہو تو نظر
مرے حسین مرے مہ لقا کے اصغر
اچھوتی گو کہیں بھی بانو کی آج تک کیسی
گر پلٹ گئی تقدیر یک بیک کیسی

۵۳۹

جا بنیں ابنگ کی اب خبر مجھو یا رب
مہنوں میں سوگ نشین جناب شاہ عرب
کہا حسین نے میری بھی عمر ختم ہے اب
یہ درد خبر سخن سن کے بول اٹھی زینب
بھڑک رہی ہے مصیبت کی آگ سینے میں
کسی طرح مجھے پہنچا دے مدینے میں

۵۴۰

مدینے جا کے میں جاؤں مزار احمد پر
کروں شکایت امت بد سگالی کی خو گر
کہوں جو آئی گئی بعد آپ کے در در
حسین بولے کہ ان سب خبر ہے آخر
نہ مرنے پائے یہ محرم میں قرار ہے نانا
وطن سے نکلا تو سامان ادا رہے نانا

۵۴۱

نصیب میں جو لکھا ہے ملے گا ہو کے وہی
خدا کا شکر ہے عشرت نہیں ملال سہی
یہ سن کے آنکھ سے زینب کے بہہ چلے اشک بھی
قدم پہ گر کے شہ دیں سے یہ بات کہی
بہن بھی دار مصیبت سے ہے گزرنے کو
میں ہاتھ جوڑتی ہوں تم نہ جاؤ مرنے کو

۵۴۲

گھر اپنا چھوڑ کے اماں کے گھر چلے بھیا
بہن غریب کو بے آس کر چلے بھیا
جہان سے پھر نہیں آنا اُدھر چلے بھیا
سمجھ لو ہم بھی نہیں تم اگر چلے بھیا
تمھاری ذات سے آباد گھر یہ سارا ہے
خدا کے بعد تمھارا فقط سہارا ہے

۵۴۳

کیا جو کرکے گلہ تو میں نے تم پہ فدا
تھا اس سے بس یہی مطلب کہ دور ہو تم سے بلا
کنیز زادوں کو قربان اسی غرض سے کیا
نہیں قبول اُسے کیا یہ فدیئے پیش خدا
حسینؑ بولے کہ حق نے کیا وہ سب منظور
مگر خدا کو ہوئی ہے مری طلب منظور

۵۴۴

وہ میرے فدیئے میں فدیہ ہے برائے اُمت جد
گناہ گار بہت ہو گئی ہے اُمت جد
میں اپنے سر پہ یہ لوں بلائے اُمت جد
عوض میں اُس کے ہو فردوس جائے اُمت جد
نہ سر کٹاؤں تو بخشش امم کچھ بھی نہ ہو
جو میں فدا نہ کروں جان تو کچھ بھی نہ ہو

۵۴۵

علاوہ اس کے ذرا دل میں سوچو اے ہمشیر
ہوئے شہید جفا گر کے سب کبیر و صغیر
کوئی ہے قتل بہ سناں اور کوئی نشانۂ تیر
مجھے بتاؤ کہ اب جی کے کیا کرے شبیرؑ
ہزبر بیشۂ ضرغام کربلا نہ رہے
مزہ ہی کیا ہے جینے کا جب وہ یار وفا نہ رہے

۴۶م

بہ بار اسے سالنگ میدان کان جون کھڑ منظر
کہیں پہ کھلے تنان سو دے باز آب غوز نظر
ایتنگ قوت دل اد ادہ کہیں زد رے کہر
بے نہ لہ اسے لہ ازدے زتیں بیرحسن کان غنچہ جبڑ
الکل پہ کھا اسے ایہود زنا اسے ابلاان ی
سیکی اکبر دین سوا اسے بزار اباں ی

۴۷م

بہ کیا کل بنگو ارادہ وین اررب
غلام وہ نہ کسان ادر کھلان زندہ
بہ نہ تخفیر بہ بانا بنگ شیں اعضب
ابعال دس ہے بتا ھ کی نگ کا ال ہ ب
جلا اسے غم پہ نہ الہا ابلا اسے ابل ہ
اسرائیل کھدا اے ایگا دار بہ د ا ہ

۴۸م

دہ کھر قد اسکے والے سعکو جھا دے
سیکے عوز وز ادرا مر اسے پا اے ا ہ
کانادتا لکھ تز برا سے ادہ ابتک سیر
جائے ابلکھ زنگاد سے اثلک سیر
ا اسے اغبین ز دادا انا تاکان لا ا دبین
ادہ کاربان اسے دے بیرہ ادھا ادین

۴۹م

مرا ارض جو مرتیسا ہو بنا دنیا
مہ سے ادانت فلا ن ودمرادین
ادکاوف اسے پہ بنگا غم بچا انسادنیا
بزار ذنقلم ہو سا بیرا زیر د کا دنیا
کا اسے تد بیے سیا بہ ا ہے حب جا نا
الاسلام ابر اسے دوستوں کو پیا بنا

۵۰م

سلام کمر کے پہ ابل وطن سے کرنا سلام
دردل بو کیا ت ستمبر دن بیرتندھ سلام
بجا ہے تز کا ونا لی سکہ اسے اب بر واکا جام
بہ سوبیا گیا کو ابا یا سا دنج ا ام
بیا لو مرز سے بہ ابر احسین بی کہ تبعید
بہ بیجوا نیا بہ وقید حسین ابی کی اے تبعید

۵۱

یہ کہتے کہتے کہا دفعتہً خدا حافظ
غریب خستہ تن بے وطن حسین خدا حافظ
اسیر حلقۂ رنج و محن حسین خدا حافظ
اجل پکار رہی ہے بہن خدا حافظ
دل حزیں کو وصال خدا کی جلدی ہے
یہ باتیں دیر طلب اور قضا کی جلدی ہے

۵۲

یہ ذکر سن کے ہوا بی بیوں میں حشر بپا
قدم پہ گر پڑیں بانوؑ ادب سے عرض کیا
بتایئے کوئی صورت پناہ کی آقا
امامؑ آپ ہیں کہہ سکتی کچھ نہیں دکھیا
حضور کس لیے لونڈی پہ مہرباں نہیں
زبان جلے جو کہوں یہ وفا کی شان نہیں

۵۳

کہا یہ شہ نے اسی میں ہے مرضی داور
کریں شہید ہوں اور تم پھرو دربدر
چلے حسینؑ یہ کہتے خیام سے باہر
کہ دیر سے ہے مرا حلق طالب خنجر
مدد خدا کی یقیں صدمہ جو ہو سکینہ زینبؑ
سوائے صبر نہ کچھ منھ سے کہنا سکینہ زینبؑ

۵۴

تھی جب اہل حرم میں بپا ہوا کہرام
فغان و آہ سے تھا آل مصطفیٰ کو کام
کوئی تھی غش میں کوئی کہہ رہی تھی یا امامؑ
سکینہؑ تھام کے دامن کو کر رہی تھی یہ کلام
خدا کے واسطے کہیئے کدھر چلے بابا
تباہ عالم غربت میں کر چلے بابا

۵۵

میں کس کے سینہ پہ اب سوؤں کوئی بتا دے مجھے
میں روٹھتی ہوں ابھی دیکھو پھر منا دے مجھے
جہاں پہ جاتے ہو ساتھ اپنے لیتے جاؤ مجھے
امامؑ بولے نہ رو رو کے اب رلاؤ مجھے
یہ ضد کا وقت نہیں ہے دعا کا وقت یہ ہے
کہ امتحان ہے صبر و رضا کا وقت یہ ہے

۴۵۶
دریا پہ اگر ہو تو ادا ہو یہ پاکی خدمت
عباس جو مرتے تو نہ ہو جاتے اجل بخش مروت
زینب کو دو صبر کی دولت ابھی بخشی عجیب نعمت
شیعوں کو یہ ارشاد ہے یہ ان کی ہے بہ عبث
یہ ذکر انھا کر اٹھا اتفاق ان کا حسین جلے
تم کو جو چھوڑ کے ... سے دونا ہوا حسین چلے

۴۵۷
جو بنکا خیمہ سے بابر امام ابرار دو بہر
بنکا دیا سے بکس سے ہر طرف بکھا
زینب اٹھا کر اب ان جھکے خود کھوا
رکاب تھام کے اٹھا کے کہ نانا زہرا
صدا اسے فاطمہ کی آئی کہ زین ادب
جو بند آئی کہ آئی دل حزین ب

۴۵۸
حسین چہرہ پہ ملے خون سر ان پہ ابھی چلے سوئے میدان
کہا علی چلے رکاب وقت دو ہے بہر غفران
اٹھا کے سر کو کہا شاہ نے آہ و فغان
اسے قدم کی طرف دیکھو سید ذیشان
چلے گئے تو حرم شاہ و مدینہ بیکسی ہے
بپا کیا چلو ان کے ہم سے سکینہ کیا ہے

۴۵۹
کہا امام نے کہ صبر ہی ادا ہے راحت جان
بلاؤ بنکا کہ جلدی من چلا رسول جہان
سکینہ پیاسی ہی ہوئی جانب جانب ادوان
سواد دونوں بہ بڑے کہا ان کے بان
ہوا جلی تی یہ گود قدم کو یا نہ سکی
دو تیر دکھا کہ بجلی بابی سر اٹھا دیکی

۴۶۰
یہ ان میں فل ہے یہ نہ بشر قیامت آ رہی
کہ تیغ جنگ کو شاہ حسین آ سے ہیں
وہیں ادا سے العبد زینب زین آ رہی
قیامت آئی ہے اب سے حسین آ رہی
ناز دو بچہ سے تسلیم کو ہمی کا ہے زین
عبادا اٹھا ہے کہ فنظر بہ سکو اٹھی ہے زین

۴۶۱

نبی سے ادا سلطان انس و جن و ملک
یہ ہے کہ ادا دین نبیان ہے ہر دن کا فلک
نہاں ہے سینے یہ جمال اور دل ہیں جنی دھم
جلی بن جم نور جمیر الا جلی بن جو حق جمال
سخن زبان ہیں سخن ہیں پنہاں ہیں دل ادا کی
ہو کمال الا دی الّا تونین اسوت اثباتی

۴۶۲

ہمارا دو جگ ہے نور شید ہوں کے مارا ب
جھ جیہ بج ہیں ہے ہیں کرد ہے ادا ہیں پرسانب
علد سے اول شاہ کرنا نس ہیں پا لیکی جایا ب
الجی بجیٹ جلی ہیں ان دو ہم ہیں آرا ب
اسے ہیں پالہی سے حرب کلان کی جھول ال گئی
کو اتنی جلنے الا تکی نفس جمال جھول ال گئی

۴۶۳

کہ سیتی جنگ ان کو ادا تھ سے سنسان ال گئی
دین ہے یہ قرن میم ہی سم کا ادا ہے بجکان ال گئی
عدد بک جز دشنول سے دوش سے کمال ال گئی
الکاہ فن ہی سے ہوا سنی آ ان بان ال گئی
نقاب با ہے اپنی تو عیں جالے الالا
فرو ع جیں نو دا سے عشق ہے آنے الا

۴۶۴

کمال ہیں جو حضرت نبی سا یہ نور دو بیکھو لیں
جلال پاک ذرح رنگ باطنور دو بیکھو لیں
دین یہ جلوہ ہو حق کا نو نور دو بیکھو لیں
ضد کوں آن کا اذن ہیں طہور دو بیکھو لیں
بوجہا ہی قدرت یہ الا دو نور دو ناسین
شعاع جنے ادا ہے دستے ادنا ظہور ہیں

۴۶۵

جگ کو جہ یہ ادا تم ہی سے ادا ب نبی
جن دو جگ میں ابرا ادا ن نبی رسول پاک ہی
دو دل کوں جب ہیں یو ضم جون بیٹے ہو ہم دی عدہ علی
جا بود دوراں کو جس ہیں جیبہ دا غوران کی
ہوا کہ اندہم بجو دے فا اعظم کی جادو اے
جگ ہی یہ ہو ہے جو اب جز ادا

۷۶۶

زینب وہ جس کے جد ہیں حبیب خدا کا بیٹی
نبی کے بعد علی بعد نفس پیغمبر
زہرا وہ نیک سے جس قدم رکھا ہے
ہے عرش پہ زینت زینب ابن فاطمہ کا نور نظر
جواب میں جبرائیل رسول کا کہتا ہے
سوار دوش نبی جو ہے اس کا بھائی ہے

۷۶۷

زینب چلی جو جانب گلشن جناں کی سمت
وہ چل چلیں کہ عالم بالا کے صف بہ صف سلیم
گراں تو وہ آئی کی دو دشت کربلا کی نسیم
صبا جرام کی صحن ہوا سے کی شمیم
زینب کا طول لمبے کیا اور آسمان کیا ہے
ہے حال زینب و کلثوم کا جنان کیا ہے

۷۶۸

شاہ دو صفات دو سینہ کر کے تیرا نصیبہ ہوا خجل
اس کی جبیں دو تن کی کتاب کی بار بار دل
جو بلبلوں میں ساکی ہنسی خنکی سال
الہی کہ تھا تھامیں جانب دار ہو کے بیت بل
ہزار ارشاد کے وہ ہیں دو دود دار تھا
ہزار کاوہ کا شوق عرش سلیم ڈالا تھا

۷۶۹

وہ شیر دکھ دکھ بار بار ہو کے ازل کی یہ طلب
وہ مومن کی تیرے جیسا جان دل قریب وہ دوست
وہ بیکھیں ابن علی ہوں اور وہ شبیر کی بیٹی
زینب تھا خیمہ زین ابن سے گئے وہ
خدا کا قربی تھا افضل عرش کا علی کا تھا
سر جھکا شاہ کی بہشتان ذوالفقار علی کا تھا

۷۷۰

نشان شیر نشان بھی بھرے سے جیسے
در بار فوج کے دل دنیا اور بھر بھر کے ہلے
سینہ بسینہ سے سب دنیا میں بھر سے چلے
دل اب کی تیا صورت نیاز میں سے چلے
جو حجاب ٹکس سوار دل کا اضطرار ہوا
جس سمت راہ کا سایہ بھی بے قرار ہوا

۴۶۱

اس ہجراں میں دل بیصبر از دست گئے
بیکلی میں دل و دماغ کا وصال سے گئے
گر تمہارا کوئی معشوق ہوں ادا سے گئے
بیکار کیا فتح مری قسمت ادا سے گئے
فلک بھی دور چلا ہے یاد بے سبب بھی جانے ہے
سر زمین بھی گر آئی اتنی بھی جائے ہے

۴۶۲

طلسم یہ ہے ادا دو شنبہ ادا سے گئے
خدا کی شان یہ بیمار کا بھی گئے
بیکلی فتنہ یہ چشم ز دل اللہ سے گئے
طراوت چمن دو جہاں جو ادا سے گئے
خوشا نصیب و ہے زبان فتح غالب
کرم اسی چمن ادا دو مصرع غالب

۴۶۳

ہے شعلہ جو بھی وہاں ادا ہے بھی وہی
عقاب بھی وہاں ادا ہی دو بھی وہی
یہ نام بھی ہے ادا ماہ و بھی وہی
بیکار ہیں جانا ہے جو سیلاب ادا ہے بھی وہی
خیال خام ہے اسی ہو ہجر ہے سبق
غزل کی عبد کو ہو اپنی دھانے سبق

۴۶۴

بیٹے ہوئے ہیں گدا دائے سلے ہو ادا ہم
کہاں ہے دل کا دشت ہجر میں جنوں کا ہم
کہاں ہیں ابرک اختیار اسے ہیں باقی نام
یہ ہم ہیں دو دل میں عجب صفا حیف مقام
یہ بیکار جان و دل فراق حسین ہیں
نظر ہے سب بجھا کا حسن جانا ہوں

۴۶۵

بے نام ہیں ہم کو خاص صدا ادا
ہم ادا ہے بات سے دور ہم ہیں وہ ہم
اے ادا ہے علی کا ہجر غم سے ہیں جاں
ہر ایک جلے ہیں تو کیا ہوں ہو ماہ دل ملا
ہوا دل کا سب کا شہید ادا و سیاہ دل ملا

۵۰۶

ملک بھی کرتے ہیں تعظیم آستانِ علیؑ
جوابِ عرشِ معلیٰ کا ہے مکانِ علیؑ
بیانِ خالقِ اصوات ہے بیانِ علیؑ
کہ ہے زبانِ زبان آفریں زبانِ علیؑ
نہ بات کی شبِ اسرا کسی کے لہجے میں
کیا کلام خدا نے علیؑ کے لہجے میں

۵۰۷

امامِ کون و مکان بادشاہِ خیبر گیر
شہنشہِ دوجہان شاہِ مرسلینؐ کے وزیر
ملائکہ ہیں گدائے درِ جنابِ امیرؑ
ہے جا بجا پرِ جبریل پر یہی یہ تحریر
علیؑ امام منست و منم غلامِ علیؑ
ہزار جانِ گرامی فدائے نامِ علیؑ

۵۰۸

ہر ایک پہ فرض ہے سلطانِ لافتیٰ کی ولا
یقین کی صبح ہے نعتِ رسولؐ حمدِ خدا
ہدایت اُنکے قدم چومتی ہے صبح و مسا
نہ کیوں ہو ہادیِ دینِ مبین امامؑ ہدا
کلامِ حق تو یہی ہے علیؑ کی ذات ہے حق
کہ حق کے ساتھ علیؑ اور علیؑ کے ساتھ ہے حق

۵۰۹

علیؑ نے دوشِ پیمبرؐ پہ چڑھ کے توڑے صنم
نگینِ مہرِ نبوت بنے علیؑ کے قدم
یہ شان دیکھ کے معلوم ہو گیا اقدم
سرِ رسولؐ کی جا ہے یہ سرورِ اکرم
جو اسکو بے ادبی جانتا ہے خود ہم ہے
کہ دوش ہی پہ تو سر کی جگہ مقرر ہے

۵۱۰

علیؑ کو بخشے گئے ہیں کوثر و تسنیم
علیؑ کے دوستوں کے واسطے ہے باغِ نعیم
علیؑ کے دشمنوں کے واسطے ہے نارِ جحیم
علیؑ کو حق نے کیا جنت و سقر کا قسیم
ہے دوجہان کی مشکل کشائی ان کے لئے
خدا نہیں ہیں مگر ہے خدائی ان کے لئے

۵۱

کھلے ہیں جو شمشیرِ مرتضیٰ ہر سو
انھیں میں ملگیا عمران عبدِ ود کا لہو
پہاڑ غم وہ خیبر تھا دل تھے بے قابو
علیؑ نے جا کے نکالا ہے فتح کا پہلو
اکھاڑا قلعے کے در کو تو ہل گئیں چولیں
دہانِ زخم کے مانند کھل گئیں چولیں

۵۲

نمک ہے فاسق و مومن کی فطرت عقیدہ کتنا
یہیں تو ملتا ہے کھوٹے کھرے کا صاف پتا
فلک پہ جا کے ملائک کا طے کیا جھگڑا
مطیع حکم خدا قاضئ مکان قضا
کسی نے کہہ کے اقیلونی اپنا کام کیا
علیؑ نے کہہ کے سلونی جہان میں نام کیا

۵۳

کلامِ حق شبِ اسرا جو نکلے لہجے میں تھا
خدا سمجھا ہے وہ رمز یا رسولؐ خدا
کبھی نبیؐ کو ملی چادرِ ولی خدا
کبھی تھی جسمِ علیؑ پر رسولِ حق کی ردا
نبیؐ کے فرش پہ وہ جان بیچ کر سونا
ادھر خدا کی مباہات تھی ادھر سونا

۵۴

ہے ان کی شان کلی ارباب معرفت جلی
ہوا جو کعبے میں پیدا وہ کبریا کا ولی
بیان کر دیئے احکام خالق ازلی
کلام جس کا خبر ہے وہ مبتدا ہے علیؑ
ہوائے کعبہ کی بدلی جو رت زمیں پہ گرے
بلند طاقوں سے ڈر ڈر کے بت زمیں پہ گرے

۵۵

زمین، شمس، قمر، آسمان مطیع مرے
گہر، صدف، جبل، آب رواں مطیع مرے
ملک مطیع مرے انس و جاں مطیع مرے
یہ کام ہے کہ فضل سے دو جہاں مطیع مرے
شرف خدا نے سلیمان پہ دیا مجھکو
نبیؐ نے تخت کا مختار کر دیا مجھکو

۵۸۶

عطا کیں بہ صبر و دنیا عشق کی دولت بچاؤ
بلائے وقت ہیں الطاف [illegible] جنین بچاؤ
بلا کے [illegible] صل فضلین [illegible]
لبیب ذات داد [illegible] حق [illegible] بچاؤ
حبیب [illegible] کے سوا [illegible] ایک سوا
خدا [illegible] حضرت [illegible] کے سوا

۵۸۷

تا م فلق [illegible] بیت جبر [illegible]
[illegible] فیض کا [illegible] نقشبند [illegible]
[illegible] نشانات [illegible] نبی [illegible]
[illegible] کے [illegible] قدر بینا [illegible]
عطا [illegible] جا بر [illegible] جبر دیا بلند
[illegible] عطا اللہ دیا کر دیا بلند

۵۸۸

[illegible] بیخون [illegible] جنگ کا
مسافرت [illegible] جو [illegible] پا جنگ کا
[illegible] تصویر [illegible] اول [illegible]
حسین [illegible] قال [illegible] بلند
تمام فیض [illegible] کرید و
[illegible] فیض [illegible] گرید و

۵۸۹

مسند [illegible] صدا [illegible] شاہ کا لقب
کرو [illegible] حاکم [illegible] نبیر
[illegible] تاج شاہ [illegible] انصیر
[illegible] کیا [illegible] بہ [illegible]
ازل سے [illegible] دست [illegible] بابا
[illegible] نشان [illegible] عظیم [illegible]

۵۹۰

[illegible] نشان [illegible] بستی
[illegible] سلطنتی
[illegible] عصر [illegible] جہاں [illegible]
[illegible] کیا [illegible] نشان [illegible]
[illegible] صدا [illegible] جلا

۹۱

کہاں ہے ساقی گلگوں ادھر بھی ایک نظر
لگا دے منھ سے مرے جام بادۂ احمر
بجھے لگی ہوئی دل کی یوں جو آتش تر
یہی وہ آگ ہے جسمیں کہ برف کا ہو اثر
تو بیر چشم ہے چھلکے کہ جام دے ساقی
ہر ایک گھونٹ پہ مجھ دعائیں دے ساقی

۹۲

عطائے خاص کی شہرت ہو فیض عام کی خبر
خدا رکھے تری عزت کو تیرے نام کی خبر
گھڑی گھڑی کی بلا دے ہو صبح و شام کی خبر
سبو کی خبر صراحی کی خبر جام کی خبر
قدیم تیری گلی کے فقیر ہم ہی ہیں
حریص بادۂ خم غدیر ہم ہی ہیں

۹۳

وہ مے عطا ہو نہیں جسکا دو جہاں میں جواب
وہ آفتاب ہے جسکا جام ہے مہتاب
وہ پھول دے کہ ہو شرمندہ جس سے غنچۂ گلاب
تری گلی کی ہے نازک سی بات مجھ کو اضطراب
یہ بیخودی میں یہ کیا بات کہہ گیا ساقی
اٹھا لیا در خیبر سے جام کیا ساقی

۹۴

رہا فراق میں تیرے رواں دواں ساقی
یہ بد نصیب کہاں اور تو کہاں ساقی
ہے بخت تو میں سمجھوں تجھی جان جاں ساقی
مری جبیں ہو ترا سنگ آستاں ساقی
کلاہ فخر کی ہوا اس حقیر کے سر پر
جو میں خدا کی عبادت کروں تجھے دیکھ کر

۹۵

اسیر غم مجھے عقدہ کشا سمجھتے ہیں
خدا پرست شہنشاہ اتقا سمجھتے ہیں
خلیل اللہ ہی انبیا سب سمجھتے ہیں
نصیریوں کو کہیں کیا وہ کیا سمجھتے ہیں
مجھے ہمیشہ سے ہم شان کبریا سمجھے
جو بادہ خوار ادا لے تھے وہ خدا سمجھے

٩٩٦

دونیه دفضل الهی کلیتنیب وار دون کرینیب
کنالکلعدون یکوقصه ایسمر وصفر دن ایرینیب
عزاکا سیکیا ٥ ئیرسه در دینیب سیکموان اکرینیب
دفانتست ایون الفنت سکا ودم ایرکون اکرینیب
سوایکلوت سلکون صبرالیندینیب
یکا ایلاکیلدن یکمرادل دیا الیندینیب

٩٩٧

غفرلب اهلکی دراکلیلاین بت باقی
حسین ایکون بشکسلرینیب وفاباقی
یکیا الکلیلیک کودنی ینیوجی ابا باقی
زبکلعنو ایونیس دران کبوملاباقی
اجلیکیکون ایکون فیر حدود ملی یو
زبان موحکلر یا داد ولقفارو حلی یو

٩٩٨

عزاکا ابرم عبم حیدر ذو الفقار دینیب
ایکی الو صیدیم ایدیل شیر شیران ایدیب
بکالیک ایبنیا ید کلمرا ساجبرئیل ایدیب
ینیدن کوشن کلوب یم جبرئیل سویدیب
شمع قاکاکا ایدیپ کودیم فنا ادیبا
بیان ایدلی الکلاین اروملادا

٩٩٩

ضیاسیلی ینچ سب تبرک ایشینی کارونوسوا
سکیب زیبون غضب غصبی قلصنیوجی ایدیم
سوجی یاکیلیجو جیقیوت کلو ابا کلتیکاوفا
هم ایبا ایدیم ایلو ملیدی یکیتی دینیچ بو ایدیب
جمیل ایدی اکلاباب بنها اجلال اکبر با اولاف
دایم جودو ایلیکنیب یده بقا اقضا الکا الف

١٠٠٠

بولدیلیم ایون اداسلی اکرم ایرداین بنشان ایدیو
لیسنکی کاکیم ایرب ایدیب ونشان اسی
یفالاسلی تنچ جوبس ایدوجینکیا ماکانبرو
جو اسلاو حصن یدو ایدیم ییمی زیان
ایلدیم اسلهی بیتیه بکو داراد عیم تاج
یاکافلد اکلیاد دیکاد الاسیکی اباتیب

انلہ

بگڑ بگڑ کے ادائیں بنا بنا کے چلی
چمک چمک کے صفائی دکھا دکھا کے چلی
قدم قدم پہ قیامت اٹھا اٹھا کے چلی
لچک لچک کے اٹھی دل بڑھا بڑھا کے چلی
چلی جو تو فلک پیر کو نے دل کے لالا اٹھی
پڑا جو سایہ خورشید تلملا کے اٹھی

سرنلہ

چراغ تیغ جو روشن میان دہر ہوا
تو شہرہ جلوہ فشانی کا شہر شہر ہوا
عدو کو عمر کا ساغر بھی جام زہر ہوا
جو آب تیغ سے اچھو ہوا تو قہر ہوا
عناصر نسخۂ ہستی الٹ کے بگڑ ہی گئے
نفس کے تار زمیں سے بلا کے اکھڑ ہی گئے

سرنلہ

شکن جبین کی نظر آگئی جبیں جبیں
وہ جوہر ابھرے ہوئے شکل وہ چیں چیں
نگاہ ناز کی صورت وہ خط مہیں مہیں
فلک فلک کبھی چمکے کبھی زمیں زمیں
شرار سے تیغ کے اڑکر جدھر جدھر چمکے
ہزاروں طور کے شعلے ادھر ادھر چمکے

سہنلہ

دم جہاد ہوئیں چالیں اداؤں کی کتنی
زمیں پہ دھوپ میں لاشیں تھیں بچھیں کتنی
سپاہ شر سے ہوئیں بزدلی عیاں کتنی
سمٹے ٹکڑے ٹکڑے کٹ کٹ کے رہ گیا کتنی
کمانیں پھینک کے ناوک گذار بھاگتے تھے
پیادے ڈھال سمجھتے تھے آگے سوار بھاگتے تھے

ہنلہ

چھپا لیے تھے پھریرے نشان بردار
سپاہ چھوڑ کے بھاگی تھی سپہ سالار
وہ صاف دستے کا دستہ پہ صف کی صف مسمار
فلک پہ سنتے تھے جبریل شان تیغ کی جھنکار
لرز لرز کے حسام دو سر کو دیکھتے تھے
کبھی زمیں کو کبھی اپنے سر کو دیکھتے تھے

وله

[illegible]

وله

[illegible]

وله

[illegible]

وله

[illegible]

وله

[illegible]

۱۱۱

بوقتِ نزع سرِ خاک جب یہ بیکس ہو
ہو خاص فضل ترا اور لطف شامل ہو
پھر اتمام زمانے کی سمت سے دل ہو
تری ہی سمت یہ عبدِ نحیف مائل ہو
نہ خوفِ نار نہ خلدِ علا کی خواہش ہے
ترے حسینؑ کو تیری رضا کی خواہش ہے

۱۱۲

یہ دیکھی اہلِ خطا نے جو حالتِ شبیرؑ
نشانے باندھ کے بے خوف ارسے تیر پہ تیر
نبیؐ کے لال کو پتھر لگا رہے تھے شریر
ہر ایک ضرب پہ کرتے تھے شاہ شکرِ قدیر
برائے امتِ جد پر دعا روانہ ہوئی
زبان فکرِ شکایت سے آشنا نہ ہوئی

۱۱۳

تھے چور چور جراحت سے یوں امامِ ہدیٰ
جو بادِ تند سے ہوتا ہے پھول کا نقشا
اِدھر چلی تو گری تن پہ خاکِ دشتِ بلا
ہر ایک زخم میں دونی ہوئی کھٹک پیدا
یہ حال دیکھ کے اعدا کے بھی بہے آنسو
رواں تھے چشمِ جراحت سے خوں بھرے آنسو

۱۱۴

سوائے یاس نہ تھا بیکسی میں کوئی کفیل
نہ جاں نثار نہ ہمدم نہ دوست اور خلیل
زبانِ پاک پہ تھا کبریا کا ذکرِ جمیل
نمازِ عصر میں مصروف تھے امامِ جلیل
ابھی تھا سجدۂ آخر کہ مُحشر آ پہونچا
سرہانے شمر لیے کند خنجر آ پہونچا

۱۱۵

بدر ستم تو اٹھیں برہنہ پا زینبؑ
کہا یہ شمر سے ہے ہے نہ چھوڑ راہِ ادب
تو اپنے قصد سے باز آ یہ ہیں رسولِ عرب
یہ کیا سلوک ہے مہماں کے ساتھ ہائے غضب
یہ تین روز کا پیاسا ہے رحم کر ظالم
محمدِ عربی کا نواسا ہے رحم کر ظالم

۱۱۶

خدا کو مان رسولؐ خدا کو مان شقی
یہ سینہ صدر امامت ہے پھر یہ بے ادبی
وہ دیکھ مضطرب الحال ہیں نبیؐ و علیؑ
وہ سر برہنہ کھڑی ہے رسولؐ کی بیٹی
تو چاہتا ہے کہ اب بد دعا کرے زینبؑ
سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ کیا کرے زینبؑ

۱۱۷

سُنی نہ شمر نے جب ابن سعد سے یہ کہا
نہیں ہے تجھ کو کوئی حق رسولؐ پر حق کا
یہی حمیت اسلام کیلئے ہے وا اسفا
کہ ذبح ہو ترے آگے رسولؐ کا بیٹا
زمین پہ خونِ نبیؐ اس طرح بہے افسوس
تو اپنی آنکھ سے دیکھے نہ کچھ کہے افسوس

۱۱۸

وہ سنگدل بھی یہ فریاد سن کے رونے لگا
یہ حال تھا کہ چلی دشت میں سیاہ ہوا
زمین لرز گئی عالم ہوا تہ و بالا
فلک سے ہاتف غیبی کی آرہی تھی صدا
علیؑ و فاطمہؑ کا نورِ عین قتل ہوا
زمین کرب و بلا پر حسینؑ قتل ہوا

۱۱۹

نبیؐ سے فاطمہؑ نے عرض کی بہ دیدۂ نم
لہو حسینؑ کا رُخ پر ہے گردشِ غم
سر اپنا پیٹنے لگے رسولِ امم
حسنؑ بھی اور علیؑ بھی ملیں یہ خونِ ستم
قریب لاش کے ماتم بپا ہو پیاسے کا
ملے گا نانا بھی منھ پر لہو نواسے کا

۱۲۰

جو شعر سب سے جدا ہیں یہ نظم کے آئیں
بلند ہو کے فلک پر گئی سخن کی زمین
کسی کا رنگ چھپائے سے چھپ سکا ہے کہیں
متاعِ غیر پہ اپنی کبھی نگاہ نہیں
ثنائے آلِ رسول قدیر کا ہے یہ فیض
رفیع و افصح و دبیر و ضمیر کا ہے یہ فیض

زمانۂ تصنیف ۱۳۴۲ھ

یتیم
ظلمت کدۂ زنداں
(مطلع)
بن ۱۱۹ فاقہ

حال امام زین العابدین علیہ السلام

مصنفہٗ
سید سرفراز حسین خبیر لکھنوی

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت سید الساجدین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ السَّاجِدِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَلِیْفَ الْحَسَرَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ذَا الثَّفِنَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ الْعَبَرَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَسِیْرَ الْكُرُبَاتِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اٰدَمَ اٰلِ الْعَبَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ خَامِسِ اَهْلِ الْكِسَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ سَیِّدِ الشُّهَدَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عِمَادَ الْاَتْقِیَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

ولادت امام زین العابدینؑ ۱۵ جمادی الاول ۳۸ھ	شہادت امام زین العابدینؑ ~~۱۲ ذی الحجہ~~ ۹۵ھ

۲۵ محرم

جائے دفن :- جنت البقیع

۱ ۸۶

ظلمت دولت دنیائے دنی فانی ہے
کچھ نہیں ہے یہ دھواں دھار گھٹا فانی ہے
کثرت زر سبب خطرۂ ایمانی ہے
فتنہ سمجھو اسے آوازۂ قرآنی ہے
آب شور ہے پیاسی یہ جگر خون کی ہے
ارث شداد کی میراث یہ قارون کی ہے

۲

اہل دنیا کو جو قدرت نے بھی دے رکھی ہے ڈھیل
کم مگس سمجھیں مگر طنطنہ میں صورت فیل
اشرف خلق ہے کب علما ہیں جو ذلیل
فطرتی بخل ہے حاتم کو سمجھتے ہیں بخیل
دم بخود صاحب اکمال ہیں کریں کیا تو کہیں
زر کے بندوں کو ہوس ہے کہ خدا انکو کہیں

۳

صدر میں بیٹھے ہیں خودگو و خوشامد خورے
گنج قارون ہیں زر و سیم کے جیسے بورے
مست دنیائے دنی دین سے بالکل کورے
خون کی دھاریں وہ آنکھوں کے گلابی ڈورے
کہہ نہیں سکتے خرابی کی یہ ہر طور ہے بات
رام رنگی[1] کا رہا دور کہ پچھا صد ہے بات

۴

کروٹیں لیکے کئی بار زمانا پلٹا
رہ گئیں حکمتیں یونان کا طبقا پلٹا
صاحب بخت کا لیکن نہ طریقا پلٹا
مستحق کوئی کسی در سے یہ کہتا پلٹا
خجلت رد سوالم بر لئیم در کرد
بے زری کرد بمن آنچہ بقارون زر کرد

۵

اے غافل تو نہ رہ سکتے ہیں دن یہ سن
چھپ کے حجرے میں فقط درہم و دینار نہ گن
ایک ہفتے پہ ہے تقسیم زمانہ لیکن
قابل غور قیامت کا بھی ہے آٹھواں دن
ایک روز آہ غریباں پر اثر بھی ہوگی
شب تاریک مصیبت کی سحر بھی ہوگی

[1] یعنی شراب

۵۶

ندرِ اسراف جو کرتے ہیں دولت کو سدا
منتظم قومی اداروں کے بنے والا سعا
نئی سرکار جو پائی تو نصیبا چمکا
اپنا جب مال لٹایا تو ملا مال خدا
بات کہنے کی نہ تھی پھر بھی کہی جانے لگی
مصرفِ خیر کے پیسے سے شراب آنے لگی

۵۷

ہائے یہ شغل اُن کا جو ہیں اہلِ دیانت محتاط
بڑے سجادے بچھے ہوتی ہے رنگینیِ بساط
چال چلتے ہیں نئی چھوڑ کے ایمانی صراط
ہے عزا خانوں میں مجلس کے عوض بزمِ نشاط
جیسے ان کے لئے اللہ کے احکام نہیں
ہیں مسلماں مگر اسلام سے کچھ کام نہیں

۵۸

کفش بردارِ حریفوں کے بنے افسرِ قوم
نہ چلی جبکہ وکالت وہ بنا رہبرِ قوم
مکر سے جن کے پراگندہ رہا دفترِ قوم
وہ ہوئے حامیِ تنظیم ستم پرورِ قوم
دخل ہمدردوں کو حاصل نہیں مطلق ابھی
گر شکار ان کا ہے یہ اور کو کیا حق ابھی

۵۹

مضحکہ شرع کی باتوں کا اڑا کر مکار
دین و مذہب کی ہیں خدمت کو ہمیشہ تیار
غاصبوں سے ہیں متفق کر کے تشیع ہے شعار
جائے غصبی پہ سکونت سے نہیں کچھ بھی عار
ہے نفاق ان کا چلن صاحبِ ایماں ہوکر
کام سب وہ ہے کہ جس سے ہیں مسلماں بنکر

۶۰

ان مسلمانوں سے ہیں گبر و نصاریٰ بہتر
آتشِ بغض و حسد سے ہے شرارا بہتر
ایسے منحوسوں سے ہے دمدار ستارا بہتر
آدمیت کا ہے یہ قول ان سے کنارا بہتر
شرفِ انساں کا نہیں ان میں یہی جاں بھی نہیں
کچھ وفا ہوتی ہے حیوانوں میں یہ حیواں بھی نہیں

۱۱

درس گاہ ہو نکی ہوتی تو لیت انکو حاصل
جن پڑھے لکھوں سے اچھے ہیں جاہل جاہل
علم سے فائدہ کیا ہوں نہ اگر خود عامل
حکم پیغمبر اسلام سے بالکل غافل
قوم کے بن کے ہی خواہ برا چاہتے ہیں
دین کو بیچ کے دنیا میں بھلا چاہتے ہیں

۱۲

لفظیں انگریزی ملا کر بڑی دلکش تقریر
دل کا وہ حال کہ لعنت کرے خود انکا ضمیر
حب مطلب کہیں قرآن خدا کی تفسیر
یہی کوشش ہے کہ باطل کی ہو حق سے تعبیر
اسکی پروا نہیں ایمان رہے یا کھو جائے
غیر جائز کیلئے کد ہے کہ جائز ہو جائے

۱۳

حیف ہے قوم کے افراد کے یہ ہیں کردار
زندگی چندے پہ خیرات سے لیکن بیزار
قبر ملت کے مجاور وہ بنے نا ہنجار
جو سمجھتے ہی نہیں ہوتا ہے کیا حق جوار
کاوش ناخن غم سے رگ دل چھلتی ہے
شیر تو بھوکے ہیں کتوں کو غذا ملتی ہے

۱۴

چبھتی ہیں دلمیں گیس گل کی جو خارونکی طرح
خون بھی اڑتا ہے پانی کے پھوارونکی طرح
کینہ و بغض جلاتے ہیں شرارونکی طرح
ذرے بھی آنکھیں دکھاتے ہیں ستارونکی طرح
ایں چہ شور ست کہ در دور قمر می بینم
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم

مرغ ۱۵

غور سے دیکھ تو آئینہ عبرت ہے جہاں
سنگ کی قدر ہوا اور بکتے ہیں در غلطاں
پھول پامال لحد کا نٹونکا مسکن رگ جاں
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں
گردش چرخ بہر شام و سحر می بینم
طوق زریں ہمہ در گردن خر می بینم

سنہ ۲۰

اخیر اتنی ہی ہے مجھے سودا یہی دھن
نہ رہے کوئی گر میں تو ہے جاوں گا سن
آج اگر اک رہتی ہے تو کل رہے گا سن
پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن
صد افادات پئے اہل نظر می بینم
تا نکہ این پند بہ از در و گہر می بینم

سنہ ۱۹

اللہ اللہ ہو بے باکیوں کی بھی کوئی حد
وہ بنیں ہیں پھر تو ترغیب جرائم آپ اپنی جد
نہ فقیروں کی اعانت نہ غریبوں کی مدد
ہیچ رحمے نہ برادر بہ برادر دارد
ہیچ عزت نہ پسر را بہ پدر می بینم
ہیچ شفقت نہ پدر را بہ پسر می بینم

سنہ ۱۸

کیا آزادیوں نے اتنا زمانے پہ اثر
شوق بے پردہ ہوا رخ سے ہٹالی چادر
شرم رخصت ہوئی بے باک ہوئی اپنی نظر
دختر از ہمہ جنگست و جدل با مادر
سرکشی طرہ دستار پسر می بینم
پسر از ہمہ بدخواہ پدر می بینم

سنہ ۱۷

سرفرازی جنھیں ملنا تھی نظر آتے ہیں پست
آج ہیں تربت کا وہ نقش جو کل تک تھے ہی مست
اہل دل فاقہ کش اور ہیں شکم نفس پرست
ابلہاں راہمہ شربت ز گلاب و قندست
کام نا اہل ترا ز شیر و شکر می بینم
قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم

سنہ ۱۶

ابلق چرخ کی ہو دست نظا ول میں لگام
کسی کروٹ کسی پہلو نہیں ممکن آرام
ہے سحر صبح قیامت تو شب قبر ہے شام
ہر کسے روز بہی می طلبد از ایام
سہل آزردگی اہل ہنر می بینم
مشکل اینست کہ ہر روز بتر می بینم

۲۱

مکتب قوم میں ہیں ایسے مدرس اکثر
دیتے ہیں بچوں کو تعلیم زبوں آٹھ پہر
بے خبر حکم الٰہی سے مگر اہل خبر
ایسے نااہل معلم سے معلم بہتر
خواہش نفس کا پہلو میں پیالہ ہی بخش
اُنکی ہر بات تجھے انھیں تو الٰہی بخش

۲۲

کیا قیامت ہے بیان اوصاف کے حامل ہیں ہم
جنکی اصلاح کو آئے تھے رسولؐ اکرم
سچ ہے واقف نہیں ہاں مجھ پہ سکھاتے ہیں قسم
ان مسلمانوں سے اسلام نہ کیوں ہو برہم
یا تو یہ مکتب دینی کے معلم نہ بنیں
یا پھر اب رحم کریں قوم پہ ظالم نہ بنیں

۲۳

جان لیں خوب کہ مسلم کی صفت نام نہیں
دشمن آل فقط قابل الزام نہیں
پیروی دشمنوں کی دوستوں کا کام نہیں
منکر دین خدا صاحب اسلام نہیں
کیوں کہیں ہم ہیں رسولؐ عربی کی امت
مل گئی امت موسیٰؑ سے نبیؐ کی امت

۲۴

آج ہیں جیسے تھے ایسے ہی مسلمان کبھی
جنکے ہاتھوں ہوئی توہین رسولؐ عربی
کلمہ پڑھتے تھے۔ قرآن کے حافظ تھے شقی
ہم نہیں قتل جگر بند نبیؐ پر جن کی
دشمنوں میں ہیں پسر صاحب معراج نہیں
کربلا آج بھی لاکھوں ہیں حسینؑ آج نہیں

مطلع

۲۵

بخدا منزل ایماں کے ستارے ہیں حسینؑ
کشتی دین محمدؐ کے سہارے ہیں حسینؑ
گرچہ محبوب الٰہی کے بھی پیارے ہیں حسینؑ
مگر اللہ یہ کہتا ہے ہمارے ہیں حسینؑ
مسلک حق کی خبر اس کو کہاں ہی ہوگی
جو ہوا اللہ کا راہ اسکی الٰہی ہوگی

وله

نقش آراده بر یاره دوکی شمس ضحی
نازکن جانانه قدرت نقشدن کلک قضا
معدن جود و سخا فخر الطاف و عطا
قلب صدق و صفا لعلک تسلیم و رضا
ای اوراد سعی کعبه و حرمین ظفر فلک یاره
اهل قطبین نه نقش قدم پایه

وله

عالمده وار ایدن صور احسن بیک نازکه یکتا و دیدن
حسن بی نظیره فضلات کالرای و دیدن احسن دین
جان اوراد ملک قوت و پایه وه حسین
حسب نسب السلام و السلام ابنا و دیدن حسین
یا نبی قرتالان سعی کوی کار و ندا و دیدا
انوی خال کلر نمر و دیدا و دیدا

وله

لذت نعمت جاده یوسف ضم حانه
کور سلطان الی طور اشک نه ویدانه
دوست احیا سعی الا یتیشک سعی جهانه
زمان عشق ایله باش ایتیله جانانه
حقی نحو رسول عرب کیا بیدانه
اسرار و سعی فوق کسی دیق کیا بیانه

وله

بعضی یوم صبح الا اوزانه سیر ایله
نزل اوقات ده تعلیق حال و ابتدا
نصرت دین بیک ایله ایتدار تکیه سایر
جیدکه سرور ایله دیار ایتیله باد
نوق کلهان جان او دوق کلوا تعجبی
دوستکار ده صبح بار ایتدی تیر ایتیله

وله

چیدیسا عشق عین بیک و حیات ابدی
لا ینتهی جمیع بیک ایله بیزی
دو بیک ایل نصالی سلطان کیویسی
خانه مخصوص اراصی خاندانه اولوب ایمنی
حق معصوم الوجب سبحانه سایه
سکان سایه سعی پایه اوزار قضا پایه

۲۱ھ

بوجہل بدر میں نشیب جو وہ مقصود ہے
سطوت قلب سے سبلاد ان کا انکا بسر
گردن و تیغ کا ہی کا جلوہ جہاں کا ہی
بنا کہ مرحب اجڑ گیا نکالا بایاں کا لشکر
تہذیب سلطنت مصر سے اٹھا یا
الاک مال مصالحہ بدر پایا

۲۲ھ

کہ تم سلسلہ اطلس جو ترتیب سے صیت نکال
حسن ادائیگی آزادی اعجاز بنا بال
سرور جسم اصبرت ادی جان اجال
ہمارے بابا بہیا بادل بکھرا مفصل احوال
فتح دین بابا بچو کی بادل کو مقصود ہے
مہ ح عابدین کی عمر ابرار معبود ہے

۲۳ھ

وصف پیدا دیا پیا ایل جو بادل طلعت آب
حسن جہاں پیدا آرائی لگی بیضوں کا ضیا
دیا ہیا نشد اری بادیہ سیما میرا
ادی میں جس کی بادی و چادر صحن میں بتا
جو شرف بیا رعنا کا صحرا زمان ان دی
جبکی سر بانیج قران ودوان ان دی

۲۴ھ

آدم بزم اول کی بنا اوصاف سے انتقال
زینب طاہر حسب او دی سے کا بو جمال
دار سے جا بدر نسب نقطہ انا وفات کی تال
عربیاں سے دیا دو وصال جس بہر نہال
بنت سر کا کا جو قیمت کی انتہا وجیہ
دا ان شوق سیاہ مکان کا ان کا انتہا ادا

۲۵ھ

بادر سے سط یہ سر کا ہوا نخل مراد
حق جو حسب ارض عید بیعت سے جوا ان نہاد
سر کی جا حال کی بیہ سر و بجو ادب بیاد
صبح ادا ادوان سے اقبال سے بابا پایا
نجم بیضا سے خالق سے وطن دیکھا
نام دیا نہج علی نام علی سے دیکھا

دادا کے لباس میں یہ دو سال کا ماہ لقا
ایک ہی جھونکے میں [illegible] صبح و مسا
دامن حضرت شبیر سے لپٹا ہوا [illegible]
ابر کا سایہ معصوم کے سر پہ تھا
[illegible] عصمت پانی
از قدم تا سر [illegible] پانی

[illegible] بند کا [illegible]
اور اب سر کی [illegible] رات پانی
شبیر [illegible] مطلع [illegible] آنکھوں [illegible]
ابر ابھی [illegible] آنکھوں [illegible] پانی
[illegible] حال [illegible] پانی
[illegible] کام [illegible]

[illegible] وطالف [illegible]
[illegible] لالہ و [illegible]
[illegible] پھر [illegible] ابر [illegible]
[illegible] حال [illegible]
[illegible] قوم [illegible]
[illegible] جانا [illegible]

[illegible] نام [illegible] پار
[illegible] دریا [illegible]
[illegible] عبادت [illegible] پار
[illegible] خالق [illegible]
[illegible] سب [illegible] پار
[illegible] لا [illegible] بیان [illegible]

[illegible] عالم [illegible]
[illegible] خالق [illegible]
[illegible] گلستان [illegible]
[illegible] نام [illegible] زبان [illegible]
[illegible] کی [illegible] آگاہ
[illegible] آگاہ [illegible] آگاہ

۴۱

کھاری حج کے لئے قافلہ اک جاتا تھا
ناگہاں راہ زیاں سے گذر اُسکا ہوا
ختم پہ دن تھا کہ ظاہر ہوا طوفان بلا
کالی آندھی سے ہر اک سمت اندھیرا چھایا
آسماں چھپ گیا تارو نہیں کہیں بھی نہ رہی
دشت پرہول کے ذرّوں میں چمک بھی نہ رہی

۴۲

ظلمت شب سے ہوا اور بیاباں نا پیر
راہیں بنتی تھیں قسمت برگشتہ کا پھیر
وہ کہیں پیچ تھے انبار کہیں خاک کے ڈھیر
وہ درندوں کی صدائیں وہ بلے توبہ شیر
حسرت و غم میں امیدوں کی تباہی ٹھہری
و دوارہ دل مظلوم سیاہی ٹھہری

۴۳

قافلہ کا تھا ہر اک شخص ادھر اور اُدھر
نہ اُسے اسکی خبر اور نہ اُسے اسکی خبر
اک مسافر کا عجب واقعہ ہے پیش نظر
سر کو ٹکراتا ہوا پھرتا تھا وہ گھبرا کر
آرزو دل سے نکلتے ہوئے ٹھہری تھی
یاس ہی یاس ہر اک سمت نظر آتی تھی

۴۴

لب پہ جب نام خدا آیا تو پھر دل زار
اک شجر سامنے اُسکو نظر آیا اک بار
بیٹھا اُس نخل پہ ناچار کہ حاصل ہو قرار
ناگہاں ہو گیا جنگل وہ جناں کا گلزار
لب پہ ساحل دل بیتاب کی کشتی آئی
بس گیا دشت وہ سب بوئے بہشتی آئی

۴۵

اک جواں آ گیا پہنے ہوئے ملبوس سپید
شرق دیں کا نماں ہوا گویا خورشید
ہوا شاداب مسافر کا نہال اُمید
حلقہ گیسو سے پیچاں نہیں نگاہیں بے قید
لوٹی جاتی تھیں جو قدموں پہ تمنا رکھکر
دل کو سمجھا تھا یہ سورہ یوسفؑ پڑھکر

شعر ۴۶

خاک کے تودے بنے گنبدِ اخضر کی طرح
ریگ کے ذرّے چمکنے لگے اختر کی طرح
سنگریزوں میں چمک آ گئی گوہر کی طرح
خار خشکیدہ مہک اٹھے گُلِ تر کی طرح
نظر آیا سرِ میداں جو نکھار تازہ
آ گئی دور کے جنگل میں بہار تازہ

شعر ۴۷

عطر میں ڈوب کے اشجار بھی اترانے لگے
بے ثمر نخل جو تھے تازہ ثمر لانے لگے
اس طرف باغِ تخیل میں بھی پھل آنے لگے
چھپ کے بیٹھے تھے جو تازہ ہوا کھانے لگے
مسکراتے ہوئے غنچوں پہ نئے کیوں لگ آئے
چہچہاتے ہوئے شاخوں پہ عنادل آئے

شعر ۴۸

کربلا میں ہوا خشک درختوں کا سنگار
بار آور وہ لچکتی ہوئی شاخوں کا نکھار
بلبلیں سمجھیں کھلے گل ہوئیں ان پہ نثار
نکلے تنکے بھی پھولوں کے گریباں کے تار
باغ کی بات کی دشت کی زیبائی نے
باندھی دستار نئی لالۂ صحرائی نے

شعر ۴۹

اس طرف بہرِ نماز آتا تھا وہ شہزادہ
خضر بھی آگے سبزے کا لئے سجادہ
سرو قد طاعتِ حق میں تھے ایستادہ
دست بوسی کے لئے شاخیں بھی جھک آئیں تو وہ
بعد تکبیر کے سجدہ جو ادا ہونے لگا
بلبلِ سدرہ قراءت پہ فدا ہونے لگا

شعر ۵۰

جسمِ لاغر میں جو رعشہ تھا تو لہجے میں گداز
سنگِ خارا بھی ہوا موم سنی جب آواز
جب ملائک نے عبادت کا یہ دیکھا انداز
آ گیا زیرِ شجر وہ کہ پڑھے ساتھ نماز
ایک چشمہ نظر آیا وہ وضو کر کے بڑھا
جوشِ رحمت نے دکھایا وہ وضو کر کے بڑھا

۱ھم

عجب ثنا و ادا کرنے لگا وہ دلنواز
بیان کرنے حقیقت مصطفے دل لگا ہوا نیاز
کون سا پاک تھا وہ جگ بجا وہ ممتاز
جنہیں فضل بامنت تھا کہ جگ ایجاز
تھا پایا ان الگ گلشن حبیب رب کا
کہ تیرا پایا پیر ساقی کوثر [illegible]

۲ھم

سا قیا تو ہی بتا رب و جلیل [illegible]
پایا تھا باغ ازل میں قطرہ اکرام [illegible]
[illegible] تھا [illegible]
آن صحرا میں [illegible] ارادہ [illegible]
[illegible] تیرا پایا کہ ضیا [illegible]
[illegible] عطا [illegible]

۳ھم

[illegible]
[illegible] دو جگ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴ھم

[illegible] دولہا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] فضل [illegible]
[illegible]

۵ھم

شب معراج وہ دولہا بنا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۶

ساقیا کچھ تو دوا اے دل ناکام ملے
مژدۂ زیست مجھے نزع کے ہنگام ملے
پاک کر دے جو گنہ ہوں وہی جام ملے
غسل توبہ کیلئے بھی مے گلفام ملے
دُرِ مقصود مرا اشک ندامت بنجائے
میرے ماتھے کا عرق بارش رحمت بنجائے

۵۷

کس نے مخلوق میں ساقی ترا رتبا سمجھا
حق سمجھنے کا جو تھا خالق یکتا سمجھا
پھر تجھے احمد مرسل نے سراپا سمجھا
نصیری تجھے سمجھے نہ یہ بندا سمجھا
کیا کہوں پھر کہ وہ بیجا کہ بجا کہتے ہیں
کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو خدا کہتے ہیں

۵۸

سب نصیری کیطرح کرتے عبادت تیری
بنگئی حافظ اسلام اطاعت تیری
جنگ خندق میں ثنا خواں تھی نبوت تیری
بڑھ گئی طاعت کونین سے ضربت تیری
کل ایماں کی رسالت سے ندا آئی ہوتی
ہاتھ میں عمرو کا سر جائے دہائی ہوتی

۵۹

تو ید اللہ ہے ساقی ترے بازو بھی حسین
سب پیمبر کے دل و جان ترے پہلو بھی حسین
تو ہے تیری صمدی چشم کے آہو بھی حسین
طاق کعبہ کیطرح ہیں ترے ابرو بھی حسین
لب لاسیف پہ نغمہ ہے دل آرائی کا
لافتا بن گیا نغمہ تری رعنائی کا

۶۰

تیرے صدقے میں مجھے دین کی دولت بھی ملی
یونہی اجر رسالت وہ مودت بھی ملی
جام صحت ترا پی کر مجھے راحت بھی ملی
دل کمزور کو ایمان کی قوت بھی ملی
چشم پر کیف دکھا دے تو قرار آئے مجھے
لب پہ یا شیر خدا ہو جو کار آئے مجھے

٦١

زندگی بھر نہ قدم راہِ ضلالت میں دھروں
بس خدا سے میں ڈروں اور کسی سے نہ ڈروں
مدح خواں تیرا رہوں غیر کی مدحت نہ کروں
یہ تمنا ہے کہ پورا کلمہ پڑھ کے مروں
آمد و شد پہ نفس کی مے گلفام ملے
میں پیے جاؤں بلا فصل مرا جام ملے

٦٢

میرے ساقی ہوئی کعبہ میں ولادت تیری
رکھ کے سجدے میں جبیں بڑھ گئی عزت تیری
شاہد بندگی حق ہے شہادت تیری
ہے پسندیدہ معبود عبادت تیری
انتہا کا تری طاعت پہ اگر صاد ہوا
تیرا ہم نام پسر سید سجاد ہوا

٦٣

سرِ صحرا ابھی شہزادہ تھا مصروفِ نماز
پرِ جبریل میں سے تھا مصلائے ممتاز
وہ مسافر بھی عقب میں تھا باخلاص و نیاز
ناگہاں قطع ہوا رات کا گیسوئے دراز
پردۂ نور میں ظلمت جو نہاں ہونے لگی
شرق سے صورت خورشید عیاں ہونے لگی

٦٤

ہوئے اوراد و وظائف سے جو فارغ مولا
عرض کی بڑھ کے مسافر نے کہ اے نور خدا
قافلے سے میں بچھڑا ہوں نہیں رستہ ملتا
میری امداد کریں آپ بنیں رہنما
کہا آقا نے خضر راہ جو تو کل رہتا
دشت میں بھی تو شگفتہ صفت گل رہتا

٦٥

کرکے توبہ خضرِ دیں سے وہ ہمراہ ہوا
پہنچا جب زیرِ شجر نخل مراد و ہرا
دستگیری کو مسافر کی بڑھا دستِ خدا
نظر آنے لگی اب قدرتِ رب دوسرا
شاخ اعجاز کرامات یونہیں پھلتی ہے
ہوا ثابت یہ مسافر کو زمیں چلتی ہے

۶۶

پھیلتا جا رہا تھا چار طرف نور سحر
اور ہمیشہ ہی چلا جا رہا تھا طول سفر
دم میں طے ہو گیا رستہ ہوا اگر میں گذر
ہنس کے بولا یہ مسافر سے وہ دیں کا رہبر
فضل مخلوق پر آٹھوں پہر اللہ کا ہے
دیکھ لے بندۂ خالق وہ ظہر اللہ کا ہے

۶۷

گر پڑا قدموں پہ وہ فرط خوشی سے اک بار
چوم کر پائے ہمایوں کو یہ بولا دیندار
تجھ کو دیتا ہوں قسم حق کی میں اے عرش وقار
نام نامی ترا کیا ہے دل و جاں تجھ پہ نثار
خضرؑ ہو یا کہ ہو الیاسؑ حق آگاہ دیتا
تو فرشتہ ہے کہ انسان ہے للہ بتا

۶۸

پہلے تو چپ رہا وہ بادشہ ارض و سما
کیا اصرار مسافر نے تو چپکے سے کہا
میں بھی اُس پالنے والے کا ہوں ادنیٰ بندا
اُسکی رحمت ہے کہ رحمت سے سرفراز کیا
باپ شبیرؑ ہیں میرے یہ نسب ہے میرا
کہ علیؑ نام ہے بیمار لقب ہے میرا

۶۹

اے خبیر اہل سخن کا یہ طریقہ ہے عیاں
ہر روایت میں تو اور کے نہ ترقی کا گماں
ہے تجھے بھی یہ فراست کی عیاں ہے چیاں
نظم غیبی کیا یہ واقعہ با حسن بیاں
گیسوئے شاہد مضموں کو سنوارا میں نے
اُسی تصویر کا اک عکس اُتارا میں نے

۷۰

شیشۂ طبع میں باقی ہے جو مدحت کی شراب
چاہتا ہوں کہ پچھا دوں ابھی دور شتاب
میرے ممدوح کو حاصل ہے کہا کیا القاب
عابدؑ خاصۂ معبود و شہ عرش جناب
مرجع صاحب حاجت رہا دربار امام
کرم اک خادم دیرینہ سرکار امام

بند ۱

ایک ہم اور ہیچ دن تھا نہ تھا حد ہستی میں
لا تھا تھا نہ شیخ تھا نہ بندہ اہل امام و دوسرا
شاہ سے پہلے یاں تک ساکن زمانہ و الہ یا الٰہی
یاد اول یا اول بیچ پیالہ آتش تخت جو کہ
گوہر جن بیچ کے لئے پہر سال آتش ہے جا بجا
دو جگ جس پیچ وہ نہیں بیچ تو ہمیں تا بجا

بند ۲

دو جگ ان کی بیچ بیچ نہیں پاس نظر نہ بیچ
اپنی نظر و بیچ بیچ و تن ایک بیرو و تصور او دنا
جو لا ہو جن اس سے صا ہو تن پیالہ کو ساکا
و بیا و جن کو دو دن ایک تھا تصدق نہ بیچ
جام دل ایک بیچ بیا ان لا کا آتش جو دو ا
ایک صاحب کی بند و تن بیچ نظر و ان کو

بند ۳

جب وہ ہو حضرت سلطان انس بیچ ہے
اس کی جو لا ہو کس کے ہر بیچ شیخ تحا انضال یا
و تب و تا انکا تھا ہا وہ علی کلا جا بجا
دیکھا جہان کو ہو ہو لا سے لو یہ و رو یا
بند در ان تحقیق بیچ زبان بیچ فا صرع
یہ پہچان پاس اور ستان ان و بان صاحب صرع

بند ۴

ذات ہیں ہم و ترا یعنی بیچ ہم یا تا قرن شاہ
و لا لا طاف سے مولا سے لا کا لا الہ یا
کھلانا کھلا بیچ والا فارغ تو بیچ شہر و ترن پناہ
ہا تھ مولا سے و صلا سے لا کو تھا و دو بیاہ
کہا آتا اپنے شاہ فضل خدا یا تا ہو سے
نوع ان دیدار و صلاۃ و کلا ہو بیچ ہا ہو سے

بند ۵

یا مصطفیٰ پیرو لیکھا اس سے جا بجا
شنیدہ کہ سکے نہ الا کہ وہ صاحب سلیم
بیچ تو ہم سندہ فرو پاس نہ شہر جن بیچ
ہاتھ والا سے وصلا سے الا کا بیچ عمل ادا تم
و سے ہو لاندی مرضی ہو یو دیدار ہا
بیچ تو منظور سے دل کا ہو بیچ یا جو ہا

چھوڑ کر زوجہ کی میت کو چلا خوش خصال
اور ہوا حاضر دربار امام ذیشاں
کہا مولا نے حری زائرہ ابھی نہ یہاں
باادب بولا کہ مولا پہ ہوئی وہ قرباں
شہ نے فرمایا ہے ایماں کی فدائی زندہ
اور ابھی تیز رسن تک وہ ہے بیکی زندہ

مومن شکر کے سجدے سے جو اٹھی تو کہا
شہ کی خدمت میں مجھے اب لے کے چلنا
جب دوبارہ وہ چلا سوئے امام دوسرا
زوجہ بھی ساتھ ہوئی دل میں یہ شوق تھا
خدمت شاہ میں پہنچی بھی نہیں موت آئی
جب ہوئی منزل مقصد کے قریں موت آئی

پوچھے مومن نے قدم اور چلا سوئے وطن
پہونچا گھر پہ تو زوجہ سے کہے سب سخن
دیکھ الطاف و عنایات شہنشاہ زمن
میں جو کہتا تھا وہ ہیں واقف ہر سر علن
جو کہ وہ چاہتے ہیں رب علا دیتا ہے
بندہ نوازوں کے ذریعہ سے خدا دیتا ہے

بولا مہمان سے وہ مخزن الطاف و عطا
اپنے ہمراہ یہ یاقوت و گہر لیتا جا
تیری زوجہ نے دیا تھا مجھے کل دن طشت
کہا محبوب بہت تجھ سے ہے عابد بخدا
اب وہ پوچھ کہ شکوہ فرزند محمد نہ کرے
ہدیہ محتاج نے بھیجا ہے اسے رد نہ کرے

جب وہ دھلانے لگا وہ دست شہ ارض و سما
ہو کے مس ہاتھ سے اس طشت میں پانی جو گرا
ہوئی قدرت کے اشارے سے عیاں شان خدا
ہو گیا ہاتھ کا دھوون شرف آب بقا
گر کے وہ گوہر و یاقوت و قرتاب بنے
صدف طشت میں قطرے در نایاب بنے

۸۱

ہوئے حضرت سے رخصت جو وہ دیندار آیا
دیکھا زوجہ کو کہ زندہ ہے بافضال خدا
پوچھا جب واقعہ کہنے لگی وہ اہل ولا
آنکھوں میں جان تھی پہچان تھے سارے اعضا
اُسطرف حوروں نے جنت میں بلایا مجھکو
اِسطرف غیرت یوسف نظر آیا مجھکو

۸۲

نقش سجدہ سے تھی پیشانی زیبا روشن
اک نشاں طوق اطاعت کا تھا زیب گردن
ناتوانی کے سبب کانپتا تھا سارا بدن
ہاتھ جوڑے ملک الموت نے اُنکے فورن
گوہر اشک ہر اک دیدۂ نمناک میں تھا
پتلیاں سوچی تھیں عشق قدم پاک میں تھا

۸۳

جب فزوں ضعف تھا اجلال کا اُٹھتا تھا وفور
ملک الموت سے کہنے لگا خالق کا وہ نور
والدہ جان تن بیجا ہیں یہ حکم غفور
سر جھکا کر وہ ملک بولا بہت خوب حضور
روح پھونکی تن مردہ میں دوبارا اُسنے
پھر مری عمر کے گلشن کو سنوارا اُسنے

۸۴

ملک الموت سے کہنے لگا پھر وہ مولا
تیس ۳۰ سال و ابھی دنیا میں اسے ہو رہنا
سنا دیندار نے یہ واقعہ روح افزا
زوجہ کو ساتھ لئے خدمت سرور میں گیا
مومنہ نے کہا اس شاہ کے قربان گئی
ہے یہی تو مرے سرکار میں پہچان گئی

۸۵

عرض مداح سے ہے اے شہ والا درجات
کرتے تابع فرماں ہیں حیات اور ممات
نوح منت ہو تو ہی اور تو ہی کشتی نجات
چشمہ فیض کی لہریں ہیں ہر دم چو فرات
سے تو تشنگی بجھتی ہے ہاشمی و مطلبی
لطف فرما کہ زصد میکدہ و تشنہ لبی

۹۰

صبر کی تیغ سے ظالم کی جفائیں کاٹیں
چل رہی تھیں جو مخالف وہ ہوائیں کاٹیں
چھا رہی تھیں جو تشدد کی گھٹائیں کاٹیں
آ رہی تھیں جو بلاؤں پہ بلائیں کاٹیں
ہنس کے کاٹا جو ملا جور و جفا کا جنگل
زعفران زار بنایا ہم و غم کا جنگل

۸۹

ستحق پردہ توجہ نہیں کرتا ہے کبھی
بے عوض حسن سخا وہ نہ تھا بے احلوی
آپ سب سنتے تھے خاموش زباں رہتی تھی
نہ کہا میں ہوں علی ابن حسین ابن علی
ہو کے برہم نہ ذرا مانا کسی کا کہنا
قوت نفس کا اعجاز تھا یہ کیا کہنا

۸۸

اکثر ایسا ہوا جس در پہ گیا وہ مولا
کھانا لیکر کسی محتاج نے دی یہ بھی صدا
دے جزائے عمل خیر تجھے رب علا
کہ مصیبت میں خبر گیر غریبوں کا ہوا
تجھ سا فیاض جہاں میں ہو ذرا مشکل ہے
ہاں مگر سید سجاد بہت غافل ہے

۸۷

تجھو آتا تھا غریبوں کی جو صورت سے حجاب
پشت پر بوریاں رکھتے تھے پہ چہرے پہ نقاب
شب کو جس رہ سے تو جاتا تھا ازراہ صواب
منتظر رہتا تھا ہر صاحب حاجت بیتاب
سب تجھے دیکھ کے کہتے تھے سخی آتا ہے
کھانا ہم روز جو دیتا ہے وہی آتا ہے

۸۶

ساغر بادۂ اعجاز سے ہوں مست مگر
سیراب گلشن اخلاق کی ہے مد نظر
بے ریا تیری سخاوت سے جہاں ہے معمور
سچے موتی ہیں ترے فیض کے صدقے میں گہر
رات کے پردے میں جاری تھا عطا کا دریا
موجیں لیتا تھا تری جود و سخا کا دریا

۹۱

صبر اور شکر کی تصویر مجسم تھے حضور
بلکہ ایمان سراپا تھے امامِ جمہور
کام تھا مرضیٔ معبود سے غم ہو کہ سرور
کربلا میں ہوئے جب قتل شہنشاہِ غیور
آلِ احمد کے لئے قید کی تدبیر ہوئی
حلقۂ صبر و رضا پاؤں کی زنجیر ہوئی

۹۲

ظالموں نے جو لُٹے قافلے کو قید کیا
ساربان ناقوں کا وہ سیدِ بیمار بنا
پاؤں کے چھالوں میں کانٹوں نے کیا گھر اپنا
تازیانوں کی اذیت سے ملی اُسکو دوا
شہرِ کوفہ تک اسی طرح وہ غم کش آیا
کر کئی بار عبادت کے لئے غش آیا

۹۳

پھر بٹھایا اُسے اک ایسے شتر پر واللہ
پشت سے جسکی کئی بار گرا وہ ذیجاہ
پاؤں آخر شکمِ ناقہ سے باندھے گئے آہ
رانیں زخمی ہوئیں اور خون سے رنگین ہوئی راہ
خونِ مظلوم سے تا شہر وہ نئی کلیاں نکلیں
چمنستانِ ہدایت کی وہ کلیاں نکلیں

۹۴

ہو کے آبادیوں سے جاتا تھا وہ قافلہ جب
ذلتِ آلِ پیمبر ہو یہی تھا مطلب
یونہیں تا شام گئی عترتِ سلطانِ عرب
شہر آئینوں کی کثرت سے تھا مانندِ حلب
جسقدر قید ہوئے عکس کی تعداد بڑھی
اُس قدر ظالموں کی بدعت و بیداد بڑھی

۹۵

حق و باطل میں جو تھا فرق ہوا آئینہ
کس کا دل گوہرِ عرفاں کا بنا گنجینہ
کس کے سینے میں تھا ایمان کی طرح سے کینہ
کس کی طاعت سے مشرف ہوئے شبِ آدینہ
ہے نمازوں کی اقامت پر اذاں کو نازش
جس کے روزوں پہ ہے ماہِ رمضاں کو نازش

۹۶

آئی دربارِ یزیدی میں جو آلِ اطہار
رکھا تھا طشتِ طلا میں سرِ شاہِ ابرار
چھیڑتا تھا لبِ شبیرؑ کو وہ بدکردار
دستِ ظالم میں چھڑی کانپ رہی تھی ہر بار
ستم و جور کا انداز ہر اک بات میں تھا
مست بیٹھا تھا شقی ساغرِ مے ہات میں تھا

۹۷

سرِ فرزندِ پیمبرؐ سے یہ کرتا تھا خطاب
نانا کہتے تھے تمھارے ہے نجس جامِ شراب
دیکھو میں تختِ خلافت پہ پیوں مئے ناب
شیشے سے چلو میں بھر کر وہ لعیں خانہ خراب
پھینک دیتا تھا سرِ سبطِ پیمبرؐ کی طرف
تھی مگر رحمتِ حق دلبرِ حیدرؑ کی طرف

۹۸

عظمتِ آیۂ تطہیر کی ظاہر ہوئی تب
آلؑ کو پاک ہر اک رجس سے فرما چکا رب
محوِ قرآں کی تلاوت میں رہے شاہ کے لب
نہ پہنچتی تھی وہ مے تا سرِ سلطانِ عرب
دیکھنے لگتی تھیں حیران نگاہیں مڑ کر
جذب ہو جاتی تھی دامانِ ہوا میں اڑ کر

۹۹

بولا عابدؑ کو ستانے کو یزیدِ خودسر
کوئی منبر پہ کہے واقعۂ فتح و ظفر
ایک ملعون نے تعمیل کی فوراً اٹھ کر
کہے توہین کے الفاظ برائے حیدرؑ
فقرے ذلت کے کہے آلِ رسالتؐ کے لئے
اہلِ دربار نے الفاظِ اہانت وہ سنے

۱۰۰

آلِ احمدؐ کو برا کہہ چکا جب دشمنِ دیں
حاکمِ شام سے بولے یہ امامِ غمگیں
گر اجازت ہو تو منبر پہ کہوں میں بھی یہیں
سخت لہجے میں ستمگر نے صدا دی کہ نہیں
ایک ہلچل سی پڑی بزم میں انکار کے ساتھ
کہا درباریوں اکثر نے یہ اصرار کے ساتھ

۱۰۱

آلِ ہاشم کی فصاحت ہے شہیرِ آفاق
خطبۂ سید سجادؑ کے دل میں مشتاق
گرچہ حاکم کی طبیعت پہ سفارش تھی یہ شاق
ہو کے مجبور یہ کہنے لگا وہ اہلِ نفاق
طعن و تشنیع سے محفوظ مری ذات رہے
میری عزت کے منافی نہ کوئی بات رہے

۱۰۲

سن کے یہ عابدؑ بیمار گئے منبر پر
بیڑیاں پاؤں میں تھیں اور کمر میں لنگر
نہ ردا تھی نہ عمامہ تھا تو تھے ننگے سر
جسم پہ بدلے عبا کے تھی فقط خاکِ سفر
موعظے کے لیے جس طرح وہ سرور پہونچا
کب خطیب اور کوئی یوں سرِ منبر پہونچا

۱۰۳

حمد اور نعت کے بعد آپؑ نے یہ فرمایا
شکر اُس رب کا دیا جس نے ہمیں علم اپنا
حلم و انصاف و کرم بخشش و الطاف و عطا
اپنے گنجینۂ رحمت سے سبھی کچھ بخشا
خُلقِ چشمِ رسولِ عربیؐ ہوں یارو
میں علیؑ ابنِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہوں یارو

۱۰۴

جد امجد تھے ابو طالبؑ عالی مقدار
ہیں جو مشہور مربیِّ رسولِ مختار
میرے دادا ہوئے جب دوشِ پیمبرؐ پہ سوار
طاقِ کعبہ سے گرے سب کے سب بت زار و نزار
سبھی تعظیم کو محتاج و غنی اُٹھتے تھے
میری دادی اگر آتی تھیں نبیؐ اُٹھتے تھے

۱۰۵

تھے چچا میرے حسنؑ صاحبِ اخلاقِ حسن
وہ بھی تھے مہرِ نبوت کا نگینہ احسن
میرا بابا ہوا مقتولِ سمِ دشتِ محن
میں مرا کنبہ ہے سب آج گرفتارِ رسن
یہ نہ سمجھے کوئی اوصاف وہ کب یاں مجھ میں
جو شرف میرے بزرگوں میں تھے سب ہیں مجھ میں

شعلہ ۶

آبِ زمزم کو صفا ساقیٔ کوثرؑ سے ملی
سنگِ اسود کو بزرگی بھی اسی در سے ملی
قبلۂ کعبہ کی سمت الفتِ حیدرؑ سے ملی
شبِ معراج کو معراج پیمبرؐ سے ملی
محفلِ قرب میں پردے کے اِدھر بھی ہم تھے
دستِ قدرت نے بتایا کہ اُدھر بھی ہم تھے

شعلہ ۷

ہمیں اسلام بھی ہیں اور ہمیں ایمان بھی ہیں
ہمیں تفسیر بھی ہیں اور ہمیں قرآن بھی ہیں
ہیں گدائے درِ معبود بھی سلطان بھی ہیں
خواجۂ بوذرؓ و سلمانؓ ہیں سلیمانؑ بھی ہیں
انّما حق کی عبادت میں سخا پر شاہد ہے
ہل اتیٰ سورے کا سورہ ہے عطا پر شاہد ہے

شعلہ ۸

جب منشائے خدا آلِ عباؑ نے چاہا
ہم نے جو چاہا وہی ربِّ علاؑ نے چاہا
کیا یونہیں ہم کو کسی اہلِ وفا نے چاہا
یہ ولا اجرِ رسالت ہو خدا نے چاہا
ہنس کے صحرائے مصیبت سے گزر جاتے ہیں
ہم گلستانِ مشیت کی ہوا کھاتے ہیں

شعلہ ۹

ابھی تمہیدِ سخن بھی کہ ہوا حشر بپا
کوئی کہتا تھا یہ کیا قہر ہوا واویلا
جب کہا ہم نے پڑھا کلمہ یہ تھا اُس کا بیٹا
کوئی کہتا تھا کہ ناطق ہی یہ قرآن بخدا
جب یداللہ کی قدرت کے سب اسرار کھلیں
کیوں نہ پھر اُس کی ثنا میں لبِ گفتار کھلیں

شعلہ ۱۰

کوئی کہتا تھا وہ مفتی تھے ستم کے بانی
جن کی مہروں پہ شہِ دیں کی ہوئی قربانی
ہے فضول اور کتابوں کی ورق گردانی
جلد تفسیر سے سب آیتیں ہیں قرآنی
مجمع لفظوں میں رحمت کا صحیفہ دیکھو
کتنا کامل ہے فضیلت کا صحیفہ دیکھو

۱۱۱

دیکھ کر بزم کی حالت کو شقی تھا حیران
کہا آخر کو موذن سے کہ دے اٹھ کے اذان
جب موذن نے کیا حق کی بزرگی کا بیان
بولے سجاد ہی بیشک وہ خدا ہے دو جہان
جب کہا اس نے کہ وہ رب ہے یکتا ہے
دی شہادت شہ دیں نے کہ خدا یکتا ہے

۱۱۲

دی صدا اس نے محمد ہیں رسول داور
سر دربار سبھی کہنے لگے صل علی
بولے سجاد حزیں ذکر یہ کس کا آیا
ہیں محمد کی ہوں اولاد ہیں یا تو بیٹا
بن پڑا کچھ نہ جواب اس کا جو اس کافر کو
سب کے دکھلانے کو نیچے میں جھکایا سر کو

۱۱۳

قائل رتبہ معصوم رہا گرچہ یزید
باز آیا نہ شقاوت وہ شامی پلید
نہ ہوئی قتل کی ہمت پہ رکھی قید شدید
بس کہ قسمت میں تھا ہونا ہے معصوم شہید
کسی دشمن نے نہ شمشیر ستم سے مارا
ہاں بن عبد ملک نے انھیں سم سے مارا

۱۱۴

مدتوں روتے رہے باپ کو با حال زار
زندگی بھر کبھی حاصل نہ ہوا دل کو قرار
زہر شمشیر کی طرح ان کو ملا آخر کار
ماتھے پہ آیا عرق موت کا تپ تھی انگار
دہر سے سید والا کے گئے خدمت میں
کربلا میں جو چھٹے تھے وہ ملے جنت میں

۱۱۵

دیا فرزند نے جب غسل تو ان شو تھا
تھے نشاں بیڑیوں کے پاؤں میں تنک پیدا
نیل تھے پشت پہ دروں کے تو زخمی تھا گلا
جیسے گردن سے ہوا تھا نہ ابھی طوق جدا
اب نشانوں میں رسن بستہ و دیا رہا
قید ہستی سے چھٹا بھی تو گرفتار رہا

زینب نے کہا [illegible] پیارے سے بچا
سالار ہے قافلہ سالار [illegible] اسیر
فریاد [illegible] رونق [illegible] علی کی اولاد
بابا ہیں [illegible] بیکسی کا [illegible] فریاد
اے [illegible] جان فدا [illegible] صغریٰ زینب
[illegible] صغریٰ زینب

بیٹا [illegible] امام مسموم
[illegible] فرزند [illegible] حسین مظلوم
[illegible] بھائی [illegible] تھا [illegible]
[illegible] معصوم [illegible] معصوم
[illegible] مظلوم [illegible] مظلوم [illegible] پاس
[illegible] مسموم [illegible] مسموم [illegible] پاس

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ع۵ مصنف کی والدہ نے بتاریخ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ مطابق یکم فروری ۱۹۵۰ء بروز چہارشنبہ انتقال کیا۔

تصنیف مرثیہ ہذا بتاریخ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۶۹ھ بروز یکشنبہ بوقت شب مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۵۰ء :-
باختتام رسید

مرثیہ

مطلع

پھر حرم باب سخن کھولتا ہے

بند ۱۸۵

در حال امام محمد باقر علیہ السلام

مصنفہ

سید سرفراز حسین خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت محمد باقر علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْھُدٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
قَائِدَ اَھْلِ التَّقْوٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَاقِرَ عِلْمِ
النَّبِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا زَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ
اَللّٰھُمَّ کَمَا جَعَلْتَہٗ عَلَمًا بِعِبَادِکَ وَمَنَارًا لِبِلَادِکَ
وَمُسْتَوْدَعًا لِحِلْمِکَ وَمُتَرْجِمًا لِوَحْیِکَ فَصَلِّ
عَلَیْہِ اَفْضَلَ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ ذُرِّیَّۃِ
اَنْبِیَآئِکَ وَاَصْفِیَآئِکَ وَرُسُلِکَ وَاُمَنَآئِکَ
یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

ولادت امام محمد باقر علیہ السلام یکم رجب سنہ ۵۷ھ	شہادت امام محمد باقر علیہ السلام ، ذی الحجہ سنہ ۱۱۴ھ

جائے دفن :۔ جنت البقیع

۱

پھر مدح سرا باب سخن کھول رہا ہے
دل بلبل سدرہ کی طرح بول رہا ہے
اور معدن مدحت سے گہر رول رہا ہے
انصاف نظر ہیں یہ سخن تول رہا ہے
نقطے ہیں ستارے فلک عز و شرف کے
الفاظ ہیں یا موتی ہیں دریائے نجف کے

۲

مدفون نجف میں ہے وہ حکمت کا خزانہ
جبریل جسے کہتے ہیں استاد یگانہ
قرآن کی ہے آیتوں میں اسکا فسانہ
دن رات یہی میری زباں پہ ہے ترانہ
عالم ہی کو آتی ہے نظر شان الٰہی
جاہل کو میسر نہیں عرفان الٰہی

۳

ہے علم جو میراث رسولوں کی مسلّم
ممتاز فرشتوں سے ہوئے حضرت آدم
ہے جہل سے انسان ابوجہل کا ہمدم
قارون کی میراث زر و دولت عالم
تحصیل بشر علم کے جوہر کی غرض ہے
انسان کو لازم ہے یہ سمجھے کہ فرض ہے

۴

حاصل ہوئی ہے علم سے انسان کو فضیلت
آئینہ اسی سے ہوئی ہر شے کی حقیقت
بتلاتے ہیں ارباب ہنر شے کی قیمت
شے ایک ہے شعبے ہیں مگر اس کے بکثرت
ناواقفوں کیواسطے دفتر ہے یہی علم
واقف کیلئے نقطے سے کمتر ہے یہی علم

۵

عالم میں جو پھیلا ہوا ہے علم شریعت
تفسیر کے زیور سے مرصع ہے ہر آیت
وحدت کا سبق پڑھتے ہیں بندے جو بکثرت
آباد ہوا مکتب دیں کس کی بدولت
مفتاح در علم خدا کس کی نظر ہے
حیدر کا جگر بند ہے عابد کا پسر ہے

۶

جب وقت سے قائم ہوئی تعلیم کی بنیاد
اک ہوتا ہے شاگرد تو اک ہوتا ہے استاد
جب کوئی پڑھاتا ہے تو ہوتا ہے سبق یاد
حیرت سے ہیں انگشت بدنداں سخن ایجاد
کیا تھا جو محمدؐ کی طرح یاد نہیں تھا
عترت کا نبیؐ کی کوئی استاد نہیں تھا

۷

یہ صحف ناطق ہیں تو قرآن ہے صامت
پارے بھی چھپے ہیں سکتے میں تو ثابت
خاموش روایات ہیں تاریخ ہے ساکت
اعلم سے بھی اعلم کا اک استاد ہو ثابت
بخشے گئے تھے علم لدنی کے خزانے
بھیجا تھا پڑھا کر انہیں دنیا میں خدا نے

۸

اقلیم امامت کا ہے یہ پانچواں سلطان
پیدا ہوئے ہیں ان کی ستائش کے یہ سامان
اک پنجتنؑ پاک کا ہے خمسۂ ایمان
ہیں پانچ نجبا دین کی اسلام کا عنوان
انسان کی گو چار عناصر سے بنا ہے
ہے پانچویں شے روح جو فرمان خدا ہے

۹

واقف شرف مدح سے کیا ہر کس و ناکس
کیا نقص سراپا سے ہو توصیف مقدس
کہنے کو تو یہ مرثیہ ہے نظم مسدس
پر حضرت باقرؑ کی ثنا سے ہے مخمس
کیوں باغ سخن پر رہے افلاک کا سایہ
اس مدح پہ ہے پنجتنؑ پاک کا سایہ

۱۰ (مطلع)

باقرؑ کی ولادت ہوئی عابدؑ کے جگر میں
آیا ثمر علم عبادت کے شجر میں
جز مصحف گل کچھ نہیں بلبل کی نظر میں
عرفان کا جاری ہے سبق دشت میں در میں
ساکت ہیں کہ معرفت افروز ہیں غنچے
گل ہیں ہمہ تن گوش ادب آموز ہیں غنچے

نسخہ ـــہ مصحف گل بلبل شیدا کی نظر میں

۱۱ (مطلع)

گلزار مدینہ میں بہار آئی ہوئی ہے
رحمت کی گھٹا چار طرف چھائی ہوئی ہے
بجلی کی تڑپ ابر کی انگڑائی ہوئی ہے
ساقی ترا شوق بھی للچائی ہوئی ہے
میخانے کی ہے بارہ دری اوج نظر پہ
بیٹھا ہوا ہوں آج لگا پانچویں در پہ

۱۲

دو جام پلا شبّر و شبیر کا صدقہ
ہے دہری خوشی تجھ کو ہوا فضل خدا کا
دے اپنے نئے آشام کو انعام بھی دہرا
چھوٹے کا یہ پوتا ہے بڑے کا ہے نواسا
شیشہ ہو نرالا تو نئے ڈھنگ کا ساغر
بادہ ہو حسینی تو حسنی رنگ کا ساغر

۱۳

صدقے ترے ساقی یہی ہنگام مسرت
لائے ہیں ملک عرش سے پیغام مسرت
ہے حوروں کے ہونٹوں کی مسی شام مسرت
دے اپنے دعاگو کو بھی اک جام مسرت
فرزند دیا ہے ترے پوتے کو خدا نے
بھر دے دل میکش میں محبت کے خزانے

۱۴

ہیں یوں تو سبھی گھر میں محمد کے محمد
ہر صف میں یہ لال بھی ہیں مثل اب و جد
ہے نام محمد بھی ہے یہ ثانی احمد
آنکھوں کے وہی ڈورے ابرو کے وہی مد
پیشانی تاباں و صفت بدر وہی ہے
بازو ہے وہی پشت وہی صدر وہی ہے

۱۵

تاریخ بکم اور رجب کا وہ مہینہ
ممتاز ولادت سے ہوئی ارض مدینہ
سجّاد کے دامن میں رہا دین کا خزینہ
آغوش حسینی میں بھی چمکا یہ نگینہ
معصوم پہ معصوم ہی قربان رہا ہے
دو معصوموں کے سائے میں قرآن رہا ہے

سلام

شہ چار دیں سے جب جدا تھا ادوا کو ملایا
بیچین تھا کہ غربت کا مصیبت کو اٹھایا
اعدا سے اجو نہ دولت کا اور نہ بیایا
زنداں میں مصیبت میں بھی قسمت سے کھلایا
گر دل ان میں ابھی ان کی ہمت انکی ہیں ہے
معصوم کے ہاتھ ہو کے اٹھا اور ہیں ہے

سلام

اس عمر کو پہنچ کے کہیں شاید کیا اقرار
نہ پہونچ ان میں جب بیاں سے کیا تھا
یہ باب بستم ہوا تو کھیلا بیٹا
وہ بیکس کی تکلیف وہ اٹھا کھانا سے بجا
بھار ہو دل وہ اود کا دیا
مرے بونے ال تھے گلستاں دیا ہے
رخ کھا دی بچا تکلیف ہے

سلام

جب ان کی بیکسی ہوتی زنداں بیاں ہے
پھرا نہ ہیں تیر مدینہ کی بیاں ہے
وہ جسم کا اقرار سے کھا فراق ہے
البتہ عزیز وہ فریاد سے ہے
بیچین بیکس کا جو ہو ان دار است
بابا تھا کہ اس بات کی است

والم

اس دن کہ سب کو اداس ہے
بیکا یونہ تھا بابا کے اٹھا ہے

سلام

بیچینی سے وہ در ادا میں ہیں بلایا
معصوم سے بیچین میں اکرا دیا

بند ۲۱

مولا نے کہا کھیل نہ بچوں کا سمجھنا
یہ بعد مرے ہوگا امامؑ اے مرے شیدا
ان دو برسوں میں دو ہم عصبی وہ ملا تھا
کیا طیب و طاہر سے نجس شے کو علاقہ
ہم لوگ ہیں اولادِ شہنشاہِ نجفؑ ہیں
سب خورد و کلاں ایک ہیں عز و شرف میں

بند ۲۲

کی عرض محب نے ہیں فدا شہ والا
ان دو برسوں میں مل گیا تھا اک دم ایسا
میں اُسکو جدا کرنے سے معذور رہا تھا
ہیں بحرِ عطا آپ خطا عفو ہو مولا
یہ کہہ کے گرا سیدِ عالی کے قدم پہ
قربان ہوا حضرتِ باقرؑ کے حشم پہ

بند ۲۳

بچپن ہی کا یہ واقعہ ہے وارد اخبار
دروازے پہ استادہ تھا اک روز وہ دلدار
جابرؓ ہوئے ناگاہ سرِ راہ نمودار
شہزادۂ کونین سے کہنے لگے اک بار
خادم کے قریب غیرتِ ایاسِ ثانی ذرا آؤ
دو ایک قدم چل کے مرے پاس ذرا آؤ

بند ۲۴

جابرؓ کے قریب آیا جو وہ سید والا
کی عرض یہ دھار و لبِ زیبِ زینتِ دنیا
جو وقت مرا پھر وہ فرشتوں کا تو زارا
افلاک سے اک شور اُٹھا صلِّ علیٰ کا
جابرؓ نے صدا دی یہ ہے رفتارِ محمدؐ
دل نے کہا بیشک ہے یہ دلدارِ محمدؐ

بند ۲۵

پھر پوچھا با ادب کہو آپ کا کیا نام
شہزادے نے فرمایا محمدؐ ہے مرا نام
بابا مرا عابدؑ ہے علیؑ صلِّ علیٰ نام
دادا کا حسینؑ ابنِ علیؑ نام خدا نام
سبطینِ نبیؐ کے ہیں دل و جان مرے باپ
جابرؓ نے کہا آپ پہ قربان مرے باپ

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

۳۱

فرمایا مرے پاس نہ کچھ اب ہے نہ جب تھا
میں پاس سے اپنے تجھے کس طرح دیتا
شاعر نے پڑھا جب مری مدحت میں قصیدا
خالق نے کیا غیب کے سامان مہیا
خالی نہیں ہوتے کبھی قدرت کے خزانے
مداح کو انعام دیا میرے خدا نے

۳۲

اس واقعہ سے سب پہ ہویدا ہوا یکسر
حضرت کے غلاموں پہ تھی رحمتِ داور
ہاتھ ان کے لگے ہیں ید قدرت کے برابر
جو غیب سے آتا تھا اسے لیتے تھے بڑھ کر
کیا مرتبہ و قدر سلطان نجف تھا
یہ ابن ید اللہ کے غلاموں کا شرف تھا

۳۳

سردار دو عالم تھا وہ اسلام کا سردار
حضرت کا رہا مشورہ حاکم کو بھی درکار
جاری ہوا اُس دور میں جب سکہ و دینار
اللہ و نبی کے کیے نام اُس پہ نمودار
ہر وصف بزرگوں کی طرح جلوہ فگن تھا
معصوم کے قبضے میں پیمبر کا چلن تھا

۳۴

جب کور کو چاہا تو اُسے کر دیا بینا
دکھلا دیئے دشت و جبل و چشمہ و صحرا
مکفوف بصر کر دیا پھر ہاتھ جو پھیرا
فریاد جو کی اُس نے تو کہنے لگے مولا
جو دیکھے گا اک روز حساب اُس کا ہے لازم
محشر میں سوال اس کا و جواب اُس کا ہے لازم

۳۵

گر چاہتا ہے ہو نہ حساب اب سرِ محشر
دنیا میں اسی طرح تجھے رہنا ہے بہتر
وہ بولا ہوا آپ کا دیدار میسر
اب کچھ مجھے آنکھوں کی ضرورت نہیں سرور
کونین میں حضرت کی محبت مجھے بس ہے
بیکار بصارت ہے بصیرت مجھے بس ہے

۳۶

بتلا دیا شہ نے کہ جزا کیا ہے سزا کیا
کیا علم کا ہے صرف ہے فیض علا کیا
بندوں کو سکھایا کہ ہے عرفان خدا کیا
ہے نورِ سموات ائمہؑ کے سوا کیا
بہتا ہے ہدایت کا جو دریا وہ بہے گا
حجت سے زمانہ کبھی خالی نہ رہے گا

۳۷

مختوم اجل کیا ہے جو سمجھایا تو جانا
موقوف کسے کہتے ہیں بتلایا تو جانا
منزل کو فرشتوں کی جو دکھلایا تو جانا
عالم کا ہے کیا کام جو فرمایا تو جانا
تعلیم کسے کہتے ہیں آقا نے بتایا
مفہوم ہے کیا علم کا مولا نے بتایا

۳۸

نصرانیوں میں دین کو پھیلا دیا جا کے
راہب کو مسلمان کیا کلمہ پڑھا کے
دشمن بھی اٹھا در سے فیض ان کا اٹھا کے
پھر اپنا مقر کیا مردے کو جلا کے
داروغۂ دوزخ کو جو فرمان دیا آیا
منکر کو جہنم سے جو بلوایا آیا

۳۹

حضرت سے ہزاروں ہوئے اعجاز نمودار
شمعیں تھیں ہدایت کی چہ رفتار چہ گفتار
اپنا ہو کہ بیگانہ ہر اک کے تھے مددگار
سرکار امامت سے ہے باب کو سرکار
بلواتا تھا حاکم بھی جگر بند نبیؐ کو
جس طرح صدا دیتے ہیں مشکل میں علیؑ کو

۴۰

کی لوگوں نے اک مرتبہ حاکم سے شکایت
جب حج کیلئے جاتے ہیں ارباب عقیدت
اس راہ میں اک ایسی بھی ہے منزل آفت
ہوتی ہے جہاں حاجیوں کو پانی کی دقت
چشمہ ہے نہ دریا نہ کنواں ہے
شامی و عراقی کے لئے خطرۂ جاں ہے

۴۱م

جاری ہوا ہے جام کہ سرشار ہی تکا جو ہر فراواں
برتنی تھی یار میں مرصرف ہوا ہے سب پیالہ بجا فراواں
پھیلیں زمین پہ سب کھو دنا امید آگے بتیاں باب
پھیلا ابر ہوا دو روں کا سبزہ فراواں
صابع ہیں جان ہیں سب ہیں اس برسات میں پڑجاتے ہیں
کہہ دو ان تھی زمیں آیا ہے آنچ سبب میں

۴۲م

دکھا دیں ہم اگر ہیں شوخیوں کی شوخیاں سرگشتہ ایں
ہو شیریں کی صورت سینہ تیرے میں اُترتی ہیں نہ کھائیں
مرد اور ہو بیکسی کا شوق ہی ہے جمع پیسہ پائیں
اُچھلتا ہے علاوہ ہوا دو ہی انعام اُٹھائیں
اُٹھ جاتی ہوا ہے پتیاں سرتا فلک کو باتی
ہو لا اُوپر تو ہوا سے آنے لگا سے ہوا بتی

۴۳م

کھیلو ہیں ہم آگے سب ہوا پھیلا پھیلا مجموم
ہو تم میں یہ شکوہ سے نظیر ہوا جا لا الا کلام معلوم
بولیں جو ہم یہ جیسے بن کے نظر خیر معلوم
واقف ہوا اسلام ہے سب حبیب اُن کا عالم ہو ہوم
بولتے ہیں ہیں آپ نے حقیقت کہ سن کے فاجرہ
ویران دنیا جا مجلس آباد بیا ہے جرہ

۴۴م

اس بات پر ہیں بیر جمع ہو سب الوداع است
اور اسلام کی سرتو ایک سکے جرات است
ایک دن کہ ہیں کہا جاوہ نامہوار امانت
ا قوت حیرت ہی دینی پیچ چپ پیمہ حکمت
حاکم ہے ان شاہ سے کہا حضرت کی طرف وا
منصب میں پھیلا پیر شاہ بانجھ نا

۴۵م

کیونکر کرے اعمال اپنے سے بیزار و دار
ستم کھا یا پچھتا و پانی پھر یہ کون سالار
سمے ہو اپنے عقل اپنی سب حق ہی پہ و نیشنو اور
حاکم سے کیا فیلہ اب یار کیا پھر اور صادر
واپاوا بان جاسے ساتھ تا پہلو اپنی کا لاہا
اس کا بہیلا تم بھی وہی ایمان کی شبہ اور

١٥١م

[illegible]

١٥٢م

[illegible]

١٥٣م

[illegible]

١٥٤م

[illegible]

١٥٥م

[illegible]

۵۶

ڈوبے جو محبت میں اُسے کون اُبھارے
بیٹھا جو کبھی جا کے میں دریا کے کنارے
ساغر تھا پہ لب جو، بن گئے سارے
موجوں نے کئے ابروئے ساقی کے اشارے
گرداب بنے کشتئ مے پڑ گئیں لہریں
موجوں سے مرے نشہ کی بھی اڑ گئیں لہریں

۵۷

ساقی تری اولاد میں ہیں سب کے سب ساقی
ہے پانچواں دور آج بھی سات ہیں ساقی
بادہ جو حجازی ہو تو ہو جام عراقی
دے میری طبیعت کو وہ سنجیدہ مذاقی
تلتا رہے میزان مساوات میں ساغر
اک ہات میں قرآن ہو اک ہاتھ میں ساغر

۵۸

مختار ہے تو خانۂ کعبہ کا در و بست
اللہ سے شمشیر ملی تجھ کو سرِ دست
کھائی جو ہوا تیغ کی جبریل ہوئے مست
افلاک ترے رتبۂ بالا سے ہوئے پست
کفار کی روحوں کو اڑایا ہے دھوئیں میں
جنات کے سر قطع کئے تو نے کنوئیں میں

۵۹

پیارا ترا باقرؑ گہرِ معدنِ حکمت
تبلا رہا ہے چاہِ حجازی کی حقیقت
ہیں جن و ملک کھوئے ہوئے گوش بہ عبرت
جنبش میں ہیں معصوم کے لب ہائے قدرت
سب غیب کے اسرار نہاں کھول رہا ہے
اک شور ہے قرآن میں بول رہا ہے

۶۰

فرما رہے ہیں کاشفِ اسرار سنو صاف
یہ وہ جگہ ہے رہتے تھے جب پہلے احقاف
جب قہرِ خدا بن گیا اللہ کا انصاف
باقی رہی اُس قوم کے اسلاف نہ اخلاف
محدود عذابِ صمدی تھا نہ جبھی تک
موجود ہیں اُس قوم کے آثار ابھی تک

۶۱

احقاف کے سورے میں بھی ہے تذکرۂ ہود
ہے ریح عقیم آیا اسی سوئے میں اک جا
اس واقعہ کو گذرا ہے کافی جو زمانا
دب کر وہ زمیں پنچی ہوئی اتنی زیادا
جو تہہ میں اترتا ہے جھلس جاتا ہے فوراً
اور قعر جہنم میں وہ بس جاتا ہے فوراً

۶۲

بے فائدہ یہ سب کد و کاوش ہے سراسر
کچھ فاصلہ پر کھودو کنواں ہے یہی بہتر
پاٹو یہ گڑھا اور زمیں کر دو برابر
پاؤ گے سہولت سے وہاں پانی میسر
سب خوش ہوئے ارشاد امام دوسرا سے
تعمیر کنواں اور ہوا فضل خدا سے

۶۳

ان معجزوں سے حاکم شامی تھا پریشاں
رجحان خلائق تھا سوئے قبلۂ ایماں
تھی نارِ حسد قلب ستمگر میں فروزاں
حضرت پہ ستم کرنے کو کیا کرتا تھا ساماں
مصروف رہا دشمنی شاہ امم میں
گر شام میں بلوا کے رکھا قید ستم میں

۶۴

جب قید سے دی یوسف زنداں کو رہائی
اور وارد مدین ہوا وہ حق کا فدائی
برگشتہ ہوئی اس شہ بیکس سے خدائی
کی ترک سوالات دوھائی ہے دوھائی
رہنے کی جگہ بھی نہیں دی شہ کو کسی نے
فاقے کئے دو تین جگر بند نبی نے

۶۵

تب ایک بلندی پہ گیا وہ شہ عالی
اور اپنے شرف ہر کہ و مہ پہ کئے حالی
عرفان کے بادے سے بھرے ساغر خالی
دشمن بھی بنے پیرو والا کے موالی
امت کو سمجھایا جو شہ نیک حسب نے
انداز شعیب آپ کی تقریر میں سب نے

۶۵

ایک پیر نے تب قوم کو اپنی یہ صدا دی
بتلاؤ تم لوگ مسلماں ہو کہ عادی [عہ]
اب جرم سے توبہ کرے ہر ایک منادی
واللہ یہ ایمان کا ہے رہبر و ہادی
اس وعظ و نصیحت سے جو گھر گیا دیں
جو برسر شورش تھا خجل ہو گیا دیں

۶۶

کھولی گئی ہر ایک دُکاں پھر اُسی عنواں
فاقہ شکنی کے بھی مہیا ہوئے ساماں
راہی ہوئے تب سوئے مدینہ شہ ذیشاں
اور گوشہ نشیں حر ہوا رہبر ایماں
ہر ایک گھڑی حق کی اطاعت میں گزاری
باقی رہی جو عمر، عبادت میں گزاری

۶۷

تھی زید کو درپردہ جو حضرت سے عداوت
کرتا تھا ہر اک بزم میں مولا کی مذمت
کہتا تھا کہ اب میں ہوں سزاوار امامت
حاضر ہوا اک روز وہ ازراہ شقاوت
اپنوں میں نہ تھا کوئی ستمگار کے ہمراہ
بس شہر کا قاضی رہا مکار کے ہمراہ

۶۹

فرمانے لگے سامنے قاضی کے یہ سرور
خاصان خدا سے نہیں لازم ہے تجھے شر
گر تو کہے ظاہر کروں اعجاز میں تجھ پر
رکھا ہی چھپائے تھا پھری وہ ستم آور
خود گر پڑی وہ بن کے زباں فرش زمیں پر
پڑھی صلوٰۃ اس نے شہ عرش نشیں پر

۷۰

چلائی کہ باقرؑ ہی امام دوسرا اب
اے زید یہ دعویٰ تجھے لازم ہے بھلا کب
غش ہو گیا وہ ڈر سے نہ پورا ہوا مطلب
ہوش آیا تو فرمانے لگے شاہ عرب تب
میں حجت برحق ہوں الجھتا ہے تو کس سے
جس سنگ پہ رستا وہ ہے تو پوچھ لے اس سے

عہ یعنی کیا قوم عاد سے ہو

قطعہ ۱

اعجاز شہ دیں سے ہوا سنگ وہ گویا
باقر ہیں امام دو جہاں شک نہیں اصلا
اے زید ہے باطل ترا دعویٰ یہ سراپا
فاسد تری نیت ہے برے قصد سے باز آ
یہ سنتے ہی بیہوش ہوا زید دوبارہ
اعجاز کے ناوک نے کیا صید دوبارہ

قطعہ ۲

ہشیار ہوا پھر تو پکارے شہ ابرار
یہ نخل جو ہے پاس گواہی پہ ہے تیار
سنتے ہی جدا نخل زمیں سے ہوا اک بار
سایہ کیا حضرت پہ کیا اس نے بھی اقرار
باقر گل گلزار پیمبر بخدا ہے
برحق ہے امام اور وہی راہنما ہے

قطعہ ۳

اس وقت خجل ہو کے کہا زید نے یا شاہ
دعوائے امامت نہ کروں گا کبھی واللہ
پر شام کے دربار میں پہنچا جو وہ گمراہ
حاکم کو کہا دیکھ کے دیتا ہوں آگاہ
افسوس ہے کرامت نہیں اعجاز نہیں ہے
باقر سا کوئی شعبدہ پرداز نہیں ہے

قطعہ ۴

ملعون کو یہ سن کے بڑھا بغض و عناد اور
سوچا کہ کرے ختم شہ دیں کو کسی طور
افسوس عجب وقت عجب ظلم کا تھا دور
مرقد میں نبی روتے وہ ظالم نے کیا جور
پھر زین پیمبر سے نہ کی شرم و حیا آہ
اک زین میں پیوست کیا زہر و دغا آہ

قطعہ ۵

وہ زین دیا زید کو سمجھا کے کام کی بات
لایا ہو جو بیٹے میں وہ یہ موت کی سوغات
آواز نبی آئی یہ کیا کرتا ہے ہیہات
کیوں چھیڑ رہا ہے لعیں معصوم کے اوقات
یہ پانچواں ہے میرا وصی حجت حق ہے
آفاق میں یہ میری طرح رحمت حق ہے

قطعہ

پھر سوچ کے یہ کہنے لگے سید ابرار
باز آنا نہ شیعوں کی امانت سے خبردار
درس کتب دینیہ ہو بند نہ زنہار
پھر میں نے الگ کر دیے درہم و دینار
دس سال رقم صرف ہو یہ بزم عزا میں
دس مجلسیں ہوں فاتحہ خوانی کی منیٰ میں

قطعہ

سب کے ہوا اس پیرہن پاک کو جعفر
رخسار پہ رکھ چوم کے فرمایا کہ دلبر
کرنا ہے سفر سب کو یہ اک روز مقرر
کڑھنا نہ مرے ہجر میں قربان میں تجھ پر
بھر آئے جو دل سرور دلگیر کو رونا
رونا نہ بجز حضرت شبیر کو رونا

قطعہ

گھوڑے سے جو اترے تو ہوئے موت کے آثار
بیٹے کو بلا کر کہا سن لے مرے دلدار
بس تین شب و روز کا مہماں ہوں میں ناچار
تو بعد مرے امت احمد کا ہے مختار
اب جلد مرے واسطے رخت کفن آئے
احرام کا میرے جو ہے وہ پیرہن آئے

قطعہ

مرضی خدا ہے میں اٹھوں خلق سے مظلوم
لعنت میں گرفتار ہے حاکم مذموم
گھوڑے پہ کسا زین کو اور بیٹھا وہ معصوم
فرمایا جو کچھ ہوگا مجھے سب ہے معلوم
اک زلزلہ پیدا ہوا افلاک و زمیں میں
وہ زہر اثر کر گیا جسم شہ دیں میں

قطعہ

جب زید نے وہ زین کیا نذر امام آہ
بولا کہ کہیں اسپ پہ یہ سید ذیجاہ
مولا نے کہا راز سے اس کے میں ہوں آگاہ
کیوں راہ ضلالت میں قدم رکھتا ہے گمراہ
میں جانتا ہوں غضب کیا یہی جرا ہے
پر ٹل نہیں سکتا ہے جو ہنگام قضا ہے

۸۱

یہ کہہ کے پڑھا کلمہ سدھارے شہ مظلوم
میت پہ فرشتوں کے بھی نالوں کی ہوئی دھوم
بیٹے نے دیا غسل اُٹھا لاشۂ معصوم
اصحاب بھی ہمراہ ہوئے با دلِ مغموم
دفنائی گئی لاش شہ نیک سیر کی
سجاد کے پہلو میں بنی قبر پسر کی

۸۲

اے مومنو سر پیٹو کہ فریاد کی ہے جا
باقرؑ کی شہادت کا سنا واقعہ سارا
عزت سے اٹھایا گیا معصوم کا لاشا
بیٹے نے دیا غسل ہوئے ساتھ احبا
تربت بھی بقیعے میں ملی اور کفن بھی
برپا ہوئی پرسے کیلئے بزم محن بھی

۸۳

یاد آ گئی اک ماریہ کا سید مغموم
وہ کون حسینؑ ابن علیؑ پانچواں معصوم
مارا گیا ہو ظلم کے میداں میں وہ مظلوم
کاٹا گیا جب خنجر فولاد سے حلقوم
افسوس اٹھایا نہ گیا شاہ کا لاشا
پامال ہوا سید ذیجاہ کا لاشا

۸۴

ہو قاعدہ کاندھوں پہ اٹھاتے ہیں جنازا
واں تیروں کی نوکوں پہ رہا لاشۂ مولا
بے غسل و کفن حیدرِ کرار کا پیارا
جلتی ہوئی ریتی پہ محمد کا نواسا
کیا کفن افسوس ملا خستہ بدن بھی
باقی نہ رہا جسم پہ ملبوس کہن بھی

۸۵

جب خون کی بارش ہوئی میت وہ نہائی
آندھی نے فقط خاک کی چادر بھی اڑھائی
چالیس دن افسوس لحد بھی نہیں پائی
ہاں رات کے دامن نے فقط لاش چھپائی
لاشے پہ بہن اشکوں سے منہ دھونے نہ پائی
بیٹی بھی گرفتار ہوئی رونے نہ پائی

عدم

خاموش خبیر اب ہے زباں طاقت گفتار
ہے وقت دعا عرض کر اُس سے کہ ہے ستار
بخشے وہ الٰہی مرے سب جرم و خطا کو
معصوموں کے صدقے میں کہ ہے تو مرا غفار
محشر میں ہو آل نبی کا مرے سر پر
یہ ہی ہو مرے بار الٰہی یہ جب زبان

بحمدہٗ تصنیف مرثیہ ہذا بتاریخ ۱۰ جمادی اول سنہ ۱۳۷۰ھ باختتام رسید، مدت تصنیف دس روز

(جو صاحب یہ مرثیہ پڑھیں مصنف کے لئے دعا خیر کریں)

قطعہ تاریخ طباعت کتاب ہذا

مصنفہ سید واجد حسین صاحب مطیر برادر و شاگرد رشید حضرت خبیر مدظلہ

خضر فن مرزا محمد جعفر اوج — جانشین حضرت مرزا دبیر
شاعری ہیں وہ وحید العصر تھے — بے عدیل و بے مثیل و بے نظیر
ہیں جہاں میں اُن کے شاگرد رشید — مدح خوان مخبر صادق خبیر
چاردہ معصوم کے احوال میں — لکھے ہیں چودہ (۱۴) مسدس بے نظیر
بوئے خلد اُس نظم نورانی میں ہے — اس لئے دو نام ہیں اُس کے شہیر
ایک تو ہے "بدر کامل" اُس کا نام — اسم تاریخی "گلستان خبیر" ۱۳۷۲
منقسم دو حصوں میں ہے یہ کتاب — پہلا حصہ چھپ گیا ہے بے نظیر
للہ الحمد ایک اک حصہ بنا — ہفت آیات کمالات خبیر
اسم تاریخی سن تصنیف ہے — لکھو تاریخ طباعت بھی مطیر
عندلیب طبع ہے یوں نغمہ زن — ۱۹۵۶ ہے نہال تازہ تصنیف خبیر

مصنفہ جناب ملا عبدالحسن صاحب اکمل شاجاپوری مجاور درگاہ شریف ٹانکہ دون گاؤں اورنگ آباد دکن شاگرد حضرت خبیر

بدر کامل کا حصۂ اول — جلوہ آرا ہے مثل نام خبیر
لکھو تاریخ طبع اے اکمل — اے زہے مشعل کلام خبیر
۱۳۷۶

قطعہ تاریخ

مصنفہ سید علی اطہر صاحب نقوی مرغوبؔ ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ ایم ای ایس تلمیذ حضرت خبیرؔ حامد پارک لکھنؤ

ہیں جناب خبیرؔ خوش تقریر ۔۔۔ عندلیب ریاض اوج و دبیرؔ
واصف آل مخبر صادق ۔۔۔ عارف شان صاحب تطہیر
مثل قرآں ہر ایک ہے معصوم ۔۔۔ سب کی مدحت ہے نور کی تفسیر
یہ ارادہ یہ حوصلہ یہ خلوص ۔۔۔ مرحبا شاعر بلند ضمیر
جتنے مقبول تھے وہ پاک اعداد ۔۔۔ اتنے ہی مرثئے کئے تحریر
ہیں ضیا بار دین کے تارے ۔۔۔ بدر کامل ہیں جن کی ہے تنویر
مرثئے سات ان میں سے فی الحال ۔۔۔ چھپ رہے ہیں بفضل رب قدیر
ہر مسدس ولا کا آئینہ ۔۔۔ ہے سراپا خلوص کی تصویر

بہر تاریخ طبع اے مرغوبؔ
لکھو "پاکیزہ بوستان خبیر"
۱۳۷۶ھ

قطعہ بصورت دیگر

بدر کامل بیاض مدحت آل ۔۔۔ ہے عدیم النظیر پاکیزہ
لکھو تاریخ طبع اے مرغوبؔ ۔۔۔ بوستان خبیر پاکیزہ
۱۳۷۶ھ

قطعہ تاریخ

مصنفہ جناب ڈاکٹر رفیق حسین صاحب رفیق ایم۔ بی بی۔ ایس (قیصر ہند) سابق سول سرجن

جو ہیں مداح حضرت شبیرؑ ہیں وہ سب رتبہ دان ذات خبیر
گو نہیں خاندان میں شامل ہیں مگر یادگار اوج و دبیر
جملہ اصناف شعر میں ہیں وہ فرد اے زہے فیض درس گاہ ضمیر
چودہ معصوموں کے لکھے حالات ہر مسدس ہے آپ اپنی نظیر
"بدر کامل" میں کی گئی ہے رقم مدحت عترت سراج منیر
نظم میں چار چاند کیوں نہ لگیں جمع ہوں جب چہاردہ تنویر

لکھ رفیق اب یہ مصرع تاریخ
ماہِ روشن ہے شاہکار خبیر
۱۹۵۶ء

قطعہ تاریخ

مصنفہ بیگم ہمجر آغا ذاکر حسین صاحب ہمشیرہ و شاگرد جناب خبیر

بدر کامل سے صاف ہے روشن نقطہ نقطہ ہے اس کا پر تنویر
فکر تاریخ ظاہرہ ہے اگر کہہ دو۔ "اعجاز کائنات خبیر"
۱۳۷۶ھ

دیگر

مصنفہ ڈاکٹر سید لائق علی صاحب ہنر خواہر زادہ و شاگرد جناب خبیر

ہیں فلک پر تاروں میں سرگوشیاں "بدر کامل" کا نمایاں ہے جمال
اے ہنر تاریخ کی کیوں فکر ہے دیکھو یہ نظم خبیر باکمال
۱۹۵۶ء

معذرت

میں نے انتہائی کوشش کی کہ اس کتاب میں کتابت کی غلطی رہنے نہ پائے مگر کیا کروں کہ صحت کا کام میں نے خود انجام دیا اور کلام یاد ہونے کی وجہ سے غلطی پر نگاہ نہ پڑسکی بہرکیف یہ صحت نامہ جس کو غلط نامہ کہتے ہیں پیش کش خدمت ہے۔ قصوروار جبیر

صحت نامہ بدر کامل حصہ اول

ٹائٹیل کے دوسرے رُخ پر فہرست مراثی کے آخر میں بجائے امام محمد باقرؑ۔ امام جعفر صادقؑ لکھ گیا صحت فرمالیجیے

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح	صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
۶	۸	۱	ینی	بنیؐ	۷۷	۳۵	۲	حورفغاں	حور تھا وہ
۶	۲۰	۱	دوں	دونوں	۷۸	۳۸	۶	.بول اُٹھے	.بول بھی دے
۷	۲۵	۴	م اُس	تم اس	۸۵	۷۳	۱	فرح	فرس
۱۳	۵۲	۶	کچھ نہیں ہے	کچھ اور نہیں ہے	۸۶	۸۰	۲	تھا بر چھی	تھا وہ برچھی
۱۳	۵۳	۶	درد	درد	۸۷	۸۴	۱	لایا پینے پانی	لایا پینے کے پانی
۱۳	۵۵	۳	حوں	حوروں	۹۴	۹	۵	شبیر	شبّر
۱۳	۵۵	۶	سایہ	سایہ	۹۴	۹	۶	شبیر	شبّر
۱۶	۶۶	۳	سایے قیدے	ساقی	۹۵	۱۴	۴	ننھے دل	ننھے سے دل
۱۶	۶۹	۳	اُڑتے	اُڑنے	۹۷	۲۵	۲	بر رنگ	برنگ
۱۶	۷	۵	سنی نہیں یہ	سنی یہ نہیں	۹۸	۲۹	۲	خشک	خنک
۱۸	۷۷	۱	رحمت کا تھا	رحمت تھا	۹۹	۳۲	۲	عارض تاباں	منیر تاباں
۱۹	۸۲	۳	دم کھنچنے	دم کھنچنے	۱۰۰	۴۰	۳	پھر آئی	پھر آئی
۲۱	۹۳	۲	ہمت میں	ہمت یہ ہیں	۱۰۱	۴۱	۴	گمرے	گر کے
۲۷	۵	۲	ذات صفت	ذات و صفت	۱۰۱	۴۵	۶	یا وفا	با وفا
۲۸	۷	۴	سراج و منیر	سراج منیر	۱۰۴	۶۰	۲	شاہ حسین	شاہ حُسین
۳۰	۱۷	۵	آلام (نسخہ)	اسلام (نسخہ)	۱۰۸	۸۰	۱	فیض چشمے ہیں کوثر تسلیم	فیض کے چشمے ہیں کوثر و تسنیم
۴۴	۸	۵	نشا دیا	نشاں دیا	۱۰۹	۸۱	۱	جو شمشیر	جوہر شمشیر
۴۶	۲۰	۶	سی آگئی	سما گئی	۱۱۰	۸۸	۱	سن تو	سن تو
۴۷	۲۲	۱	بہار کے	بہار کی	۱۱۱	۹۵	۲	شہنشاہ انما	بشر انما
۴۸	۲۶	۵	بہار کا	ریاض کا	۱۱۶	۱۲۰	۴	نگہ ہیں نہیں	نگاہ نہیں
۴۹			صفحہ ۵۹	صفحہ ۴۹	۱۱۹	۱	۲	گھٹا فاقی	گھٹا پانی
۴۹	۳۱	۳	ے ہیں	جمائے ہیں	۱۳۱	۶۵	۵	اعجاز کرامات	اعجاز و کرامات
۵۱	۴۲	۱	یم	شمیم	۱۳۲	۶۸	۴	سرفراز	سرافراز
۷۲	۷	۳	مشاقی	مشتاقی					
۷۷	۳۲	۳	بلند آقا	بلند وقار					

صفحہ	بند	مصرع	غلط	صحیح
۱۳۴	۷۶	۴	دہول	دہوں -
۱۳۶	۹۰	۵	جور وجفا	جور وستم -
۱۳۷	۹۴	۵	قیدیو	قیدیوں -
۱۴۰	۱۰۹	۳	پڑہتے کلمہ تھے	پڑہتے ہیں کلمہ یہ ہے -
۱۴۹	۲۴	۲	سیدھا رو	سدہا رو -
۱۵۶	۵۷۰	۶	ہاتھ	ہات -
۱۵۷	۶۱	۱	اسد	اسکا -

خوش خبری

بدر کامل حصہ دوم بھی زیر طبع ہے جس میں ثمات مرثیے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام عصرؑ تک کے حالات نظم کئے گئے ہیں کم سے کم اتنی ہی ضخامت ہے یعنی دس جز سے زیادہ قیمت علاوہ محصول ڈاک چار دو روپیہ آٹھ آنہ

پروپرائٹر ممتاز بک ایجنسی

نخاس لکھنؤ

سب سے پہلی فرصت میں آرڈر دیجئے

اثناعشریہ مذہب کی کتب کا سب سے زیادہ ذخیرہ

نظامی پریس لکھنؤ میں موجود ہے

قرآن مجید مترجمہ مولانا حافظ سید فرمان علی صاحب قبلہ ہدایہ بیس روپیہ عنہ
حمائل شریف مولانا حافظ سید فرمان علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ دس روپیہ عنہ
صحیفۂ علویہ حضرت علی علیہ السلام کی دعاؤں کا مجموعہ (مع اردو ترجمہ) ہدایہ غیر مجلد چھ روپے
صحیفۂ سجادیہ (زبور آل محمدؐ) انجیل اہلبیت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں کا مجموعہ چھ روپے
حیات القلوب حصہ اول (اردو) چھ روپے
تحفۂ احمدیہ (مصدقہ سرکار ناصر الملۃ) جلد دوم للعہ جلد سوم، بارہ مہینوں کی دعائیں اور اعمال ... تین روپیہ

ماتم اور نوحے

تاریخ انقلاب بتال	۸
سفینۂ کربلا سوز	۸
گریۂ کلثوم مضطر	۶
پیاس قرار	۸
عصر عاشور شور	۸
آئینہ انقلاب بتال	۶
تصور قیامت سوز	۶
حقائق غم زار	۴
مرقع بیکسی خستہ	۸
یاقوت دالماسیا	۶
شہید کربلا اختر	۴
تنویر کربلا شاربہ	۶
نوحہ جات بہنسال	۶
موج فرات اول	۱۲
موج فرات دوم	۱۲
فریاد	۸

ذخیرۂ مناقب مع ہفت بند کاشی ۵

پانچ مرثیوں کا سٹ دو روپیہ

عملیہ سرکار آقائے بروجردی انیس المقلدین مترجمہ سرکار حجۃ الاسلام مولانا السید علی صاحب قبلہ مجتہد مدظلہ ایک روپیہ آٹھ آنے عہ
نہج البلاغہ حصہ اول مترجمہ مولانا ظفر مہدی للعہ حصہ دوم مترجمہ مولانا محمد صادق للعہ **وظائف الابرار** ۶
نہج البلاغہ جلد ششم مختصر کلمات جناب امیرؑ ۳ **تحفۃ العوام** ۳

کی کتابیں

ایک جلد منگا کر اپنے پاس محفوظ کر لیجئے
صحیفۂ کاملہ
زبور آل محمد سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کی دعائیں (ترجمہ سرکار حجۃ الاسلام مولانا سید علی صاحب قبلہ)
مجلد سات روپیہ، غیر مجلد چھ روپیہ

کے لئے

ایک جلد منگا کر اپنے پاس محفوظ کر لیجئے
صحیفۂ علویہ
حضرت علی علیہ السلام کی دعاؤں کا مجموعہ ترجمہ علامۂ عصر مولانا محمد صادق صاحب قبلہ
مجلد سات روپیہ، غیر مجلد ۶

چند نسخے

رباعیات انیس و دبیر (مجلد) ۸ **میر انیس کے سلام** چھوٹا سائز ۸
دنیا کو ایک راہنما کی تلاش ہے از زائر سیتا پوری ۸ **فتح مبین** از نجم آفندی ۸
نمکخوان تکلم ہے فصاحت میری انیس کے سلام ۸ **روح انقلاب** از نسیم امروہوی ۸
شاہکار انیس (میر انیس کا صرف ایک مرثیہ) نمبر اول ۴/۵ روپیہ نمبر دوم ۶/۳ روپے

جواہر المصائب حدیث خوانی کی اکمل نئی کتاب ابھی ابھی تیار ہوئی ہے از مولانا **سید ریاض الحسن** صاحب قبلہ موسوی مجلد ۳، غیر مجلد ۲
سراج النثر نثر خوانی کی کتاب از نجم الحسن صاحب نثار عہ
گنجینۂ مصائب از مولوی سید ریاض الحسن صاحب قبلہ موسوی۔ اس کتاب کا پہلا اڈیشن چھپتے ہی ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکا ہے اب مومنین کے اصرار پر دوبارہ مع بعض ضروری اضافوں کے تیار ہو گیا ہے۔ نظم و نثر کی لاجواب کتاب ہے ایک جلد منگا کر محفوظ کر لیجئے۔ قیمت مجلد ۶، غیر مجلد ۶

فلسفۂ آل محمدؐ علامہ ابن حسن جارچوی فلسفۂ آل محمدؐ حصہ اول ایک روپیہ عہ، فلسفۂ آل محمدؐ حصہ دوم دو روپیہ آٹھ آنے، حصہ سوم دو روپیہ، شیعہ بچوں کی نماز ۲
سوانح چہاردہ معصومینؑ ۱۲ غیر مجلد خاتم الانبیاء عہ، سیدہ طاہرہ ۱۲، حضرت علی عہ، امام حسن ۱۰، امام حسین ۴، امام زین العابدین ۱۲، محمد باقر ۱۰، جعفر صادق ۱۴، موسی کاظم ۱۲، علی رضا ۱۳، امام محمد تقی ۹، امام علی نقی ۱۲، حسن عسکری ۹، امام آخر زمان ۱۴ | ۱۴ جلدیں بھی الگ الگ للعہ
ذکر العباس ۳ از مولوی نجم الحسن صاحب قبلہ کراروی، زہیر ابن قین ۸، ابوطالب ۳
اتاد علیہ علویہ ۳ **کتب دینیات** حافظ مولانا فرمان علی صاحب اعلی اللہ مقامہ حصہ اول ۲، حصہ دوم ۱۰، حصہ سوم ۱۲

تاریخ احمدی نواب صاحب بہادر سے ملنی کا پتہ **نظامی پریس لکھنؤ** تاریخ بنی ہاشم عہ غضنفر علی

سونے مصحف کے ایک سو چودہ ہیں — کامل چودہ سے مل کے قرآن ہوا (دبیرؔ)

بدرِ کامل (اسمِ تاریخی) گلستانِ خبیر

۱۳۷۳ھ

حصۂ دوم

منجملہ چودہ مرثیوں کے سات مرثیے جن میں آنحضرتؐ سے امام محمد باقر علیہ السلام تک کا حال ہے حصۂ اول میں چھپ چکے ہیں، اس مجموعہ میں بقیہ سات مرثیے طبع ہوئے ہیں جن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت حجۃ امام العصرؑ تک کے حالات مسلسل نظم کیے گئے ہیں

مصنفہٗ

حسان اہلبیتؑ سید سرفراز حسین صاحب رضوی خبیرؔ لکھنوی

ارشد تلامذہ حضرت اوجؔ اعلی اللہ مقامہ

حسبِ فرمائش

سید اعزاز حسین عرف سید محمد محسن صاحب رضوی

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ میں طباعت ہوئی

ملنے کا پتہ

ممتاز بک ایجنسی، نخاس، لکھنؤ

قیمت علاوہ محصول عہ ر

فہرست مراثی

قطعۂ تاریخ از خبیر لکھنوی مصنف کتاب ہٰذا

ہے یہ اقرار ... کا صدقہ ... کہ ہے غلط ... خلق منظم خبیر

میں نے خود لکھا مصرع تاریخ ... ہے ... یا ... خبیر



کسی کو خادم اور جو دبیر کہتے ہیں ۱۹۵۷ء محب محمد صادق خبیر کہتے ہیں

ہوالخبیر

سورے مصحف کے ایک سو چودہ ہیں کامل چودہ سے بلکے قرآن ہوا (دبیر)

جلوہ گر ہے بدر کامل یا گلستان خبیر (۱۹۵۶)

(بدر کامل) اسم تاریخی (گلستان خبیر) ۱۳۷۳

حصہ دوم

پہلے حصہ میں سات ۔ مرثیے چھپ چکے ہیں اس مجموعہ میں بقیہ سات مرثیے چھاپے گئے ہیں جسمیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام عصر علیہ السلام کے مسلسل واقعات نظم ہیں ۔

مصنفہ

حسان اہلبیت سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

ارشد تلامذہ حضرت اوج مغفور

کتاب ہذا حسب فرمائش سید اعزاز حسین عرف سید محمد محسن صاحب رضوی

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ میں طبع ہوئی

قطعہ تاریخ

مصنفہ نواب سید حسن علی خاں صاحب زیدی جگر لکھنوی شاگرد حضرت خبیر

جو دہ پھولوں کا ہے گلدستہ گلستان خبیر بدر کامل مشعل نعت و چراغ منقبت

عیسوی میں جب ہوئی تاریخ کی فکر اے جگر دل پکار اٹھا کہ ہے بیشک یہ باغ منقبت

۱۹۵۶

ملنے کا پتہ

ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

قیمت علاوہ محصول ڈاک ۔ ۱۲/

بدرِ کامل حصہ اول کے متعلق چند اہلِ قلم کی رائے

رئیس التحریر حضرت نیاز فتحپوری مدیر نگار

بدرِ کامل جناب خبیر لکھنوی کے چودہ مرثیوں کا مجموعہ ہے جن میں سے سات مرثیے معصوموں کے لیے وقف ہیں جناب خبیر لکھنو کے نہایت مشہور مرثیہ گو حضرت اوج کے شاگرد ہیں اور کامل (۳۶) سال سے اس تجربہ کیراں کی شاعری میں مصروف ہیں۔ جناب خبیر مرثیہ گوئی میں خانوادہ دبیر کے پیرو ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ ان کے مرثیے پڑھ کر وہی زمانہ ہمارے سامنے آجاتا ہے جب لکھنؤ کی فضا پر مرثیہ ہی مرثیہ چھایا ہوا تھا اور مرثیوں ہی کی بدولت شعر و ادب کا دامن جواہر ریزوں سے مالا مال ہو رہا تھا خبیر صاحب لکھنؤ کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور لکھنوی زبان میں استنادی حیثیت کے مالک سمجھے جاتے ہیں اِس لئے زبان اور انداز بیان کے لحاظ سے اِن مرثیوں کو معیاری اور ٹکسالی تو ہونا ہی چاہیئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فنی و جذباتی حیثیت سے بھی وہ بڑا وزن اپنے اندر رکھتے ہیں۔

ضخامت ۲۴۰ صفحات قیمت ۶؍ ملنے کا پتہ:۔ ممتاز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ

(نگار اپریل ۵۷ء)

اقتباس گرامی نامہ جناب حکیم سید محمد قاسم صاحب۔

المعروف بہ حکیم صاحب عالم صاحب قبلہ (معدن الادویہ کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

برادر محترم۔ سلام علیکم۔ مرثیہ کی جلد پہنچی مطالعہ کر رہا ہوں اگرچہ ابھی

نظر طائرانہ انداز پرواز سے آگے نہیں بڑھی ہے اُسپر بھی بہت کیف حاصل کرچکا ہوں بعض بعض مقامات ایسے بے نظیر ہیں کہ تعریف کے لئے الفاظ نہیں ملتے اکثر مصرع اور بند پڑھکر جناب اوج مرحوم کا کلام یاد آجاتا ہے واقعی شاگرد اتنا تو رشید ہوکہ ڈوب جائے اُستاد کے رنگ میں اور خاص اپنی سلیس زبان میں اُستاد کا رنگ بناہ دے جزاک اللہ فی الدارین خیرا انشاء اللہ اسکی جزا ممدوحین سے ملے گی۔

نیازمند محمد قاسم
۴۔ جنوری ۵۷ء

اقتباس گرامی نامہ عالیجناب سید آل رضا صاحب رضا ایڈوکیٹ کراچی پاکستان
و شاگرد رشید حضرت آرزو مرحوم

برادر گرامی قدر۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اس سے پہلے بھی یہ جلد موصول ہوچکی ہے میں ابتک اسی انتظار میں رہا کہ بالاستیعاب پڑھکر اپنے معروضات پیش کروں ۔۔۔۔ اِن مرثیوں میں جس قادرالکلام کا نمونہ موجود ہے وہ میری تعریف سے بالاتر ہے میں تو ہمیشہ سے آپکی اِس خصوصیت کا معترف رہا ہوں آپکے دم سے اب بھی لکھنؤ کی مرثیہ گوئی کا وقار قائم ہے اُس زمانہ میں بھی آپکا خاص درجہ تھا جب دوسرے قابل ستائش مرثیہ گو حضرات موجود تھے اور اب تو آپ ہی آپ ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالات ایک ہی جلد میں جمع کردینا بڑی استقلال کا حامل ہے۔ آپنے اپنے لئے تحصیل ثواب کا ایک خزانہ جمع کرلیا ہے لوگ پڑھیں گے اور دُعائیں دینگے اور اُس سے بھی زیادہ آپکی خوشنودی ہے جسکا پروانہ ممدوحین کی بارگاہ سے مرحمت ہوچکا ہوگا۔

منت کش
دعاگو آل رضا۔ ۲۰۔ مارچ ۵۷ء

جرول، کرڑہ، ۱۱ فروری ۸۵ء — گرامی نامہ سید فضل مہدی صاحب نسیم جرولی ارشد تلامذہ حضرت اوج

برادر محترم جناب خبیر صاحب

ہدیہ سلام مسنون و استخبار مزاج مبارک۔ طالب بخیر بہر صورت بقید حیات ہے۔ خدا کرے آپ بھی بصحت و عافیت ہوں، بدر کامل المعروف بہ گلستانِ خبیر، عطیہ گرامی بتوسل ریاض سلمہٗ ہمراہ بھبن سلمہ قسیم پہنچکر باعث تشکر و مسرت ہوا۔ یہ آپکے خلوص و محبت کی بیّن دلیل ہے جو صرف لائقِ شکریہ ہی نہیں بلکہ دعاؤں کی مستحق ہے۔ میں نے از اوّل تا آخر بغور پڑھا۔ کتابت کی غلطیوں کا میرے حظ نفس پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ بلکہ تصحیح ہوتی گئی، سبحان اللہ۔ جو مرثیہ ہے وہ لاجواب ہے جو مقامات ہیں وہ بے مثل، ہر مرثیہ میں ساقی نامے عجب لطف دیتے ہیں، بہاریہ رنگ کی - پھولوں کی بیرنگیاں نرالی۔ اللہ کرے حسن سخن اور زیادہ۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ شوکت الفاظ- مضامین کا زور، پابندیٔ روایت، زبان و محاورات کا لطف کس کس بات کی تعریف کروں کم از کم ایک مسلم الثبوت استاد کا شاگرد ایسا ہمہ داں فصیح و بلیغ تو ہو جیسی زمانہ حال میں آپکی ہستی ہے، بلاشک فی زماننا خاندان دبیر کے آخری سراج منیر کہے جانے کے آپ ہی مستحق ہیں کہ دامے، درمے، سخنے آپنے اوج و دبیر کے گلستانِ سخن کو ابتک خزاں کے ظلم سے محفوظ رکھا۔ خدائے تعالےٰ آپ ایسے مداح کی عمر میں بتصدق ممدوحین علیہم السلام ترقی فرمائے آپکی شخصیت و سیرت پر وہ احسان کر رہی ہے کہ دلدادگان اوج و دبیر اگر آپکے شکر گزار نہ ہوں تو عین ناانصافی ہے، چھوٹا منہ بڑی بات، دل تو یہ چاہتا ہے کہ ہر ہر بند پر نہ سہی مگر اکثر ابیات اور بندوں پر نقد و تبصرہ کیا جائے مگر "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" بسبب پیرانہ سالی نہ دل و دماغ پر قابو اور نہ بصارت چشم پر اختیار ہے۔ اگر بالاجمال بھی کوئی اپنی ضعیف رائے تحریر کرنا چاہتا ہوں تو نہ قلم میں قوت تحریر نہ زبان میں طاقت تقریر۔

مختصر یہ ہے

صد نازش جہاں ہیں جناب خبیر آپ — چرخ سخن کے جیسے ہیں بدرِ منیر آپ
بیشک نسیم ہیچمداں کا یہ قول ہے — ہیں افتخار مسلکِ اوج و دبیر آپ

دیگر

اے حضرت خبیر وہ فنکار آپ ہیں — چرخ سخن کے نجم ضیا بار آپ ہیں
بعد وفات حضرت اوج و دبیر بھی — دونوں کے مثل طائع بیدار آپ ہیں

بدر کامل میں وہ جذبات کی کھینچی تصویر — اوج کا نام بڑھا شاد ہوئی روح دبیر
ذکر بیکار ہے تاریخ کی اب فکر نسیم — خود بتا دیتا ہے تاریخ گلستانِ خبیر
۱۴۰۳ھ

نیاز مند قدیم
سید فضل مہدی نسیم

تعارف

سید احتشام حسین صاحب رضوی پروفیسر لکھنؤ یونیورسٹی کے قلم سے

اپنی گوناگوں مصروفیات کے درمیان مجھے حال ہی میں جناب سرفراز حسین صاحب خبیر کے چند مراثی پڑھنے کا موقع ملا اور مجھے ان مراثی کی ادبی اور فنی خوبیوں کا احساس ہوا۔ جناب خبیر کی مرثیہ نگاری میں اگرچہ اعتقاد کی گرمی اور جذبہ کی شدت کو زیادہ دخل ہے جس کی وجہ سے اُن کا خود ایک مخصوص رنگ وجود میں آگیا ہے لیکن انھیں یہ فنی شعور حضرت اوج مرحوم کی شاگردی اور مطالعہ سے بھی حاصل ہوا ہے اوج مرحوم کو فن پر جو عبور حاصل تھا وہ کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے، خبیر صاحب نے فن کی اس معلومات کو ایک باذوق شاعر کی حیثیت سے استعمال کیا ہے اور یہ بڑی بات ہے۔

اردو ادب کی تاریخ میں مرثیہ نگاری کا ارتقا ایک دلچسپ مطالعہ کا موضوع ہے دکن میں سلطان محمد قلی قطب شاہ اور وجہی سے لیکر تمام شمالی ہند میں میر انیس اور مرزا دبیر تک ڈھائی سو سال سے زیادہ ہوتے ہیں، اتنی مدت میں مرثیہ نے محض ایک اعتقادی اور ادبی حسن سے معرا کلام منظوم سے ترقی کرتے کرتے ایک ترقی یافتہ پیچیدہ اور خوبصورت ادبی صنف کی حیثیت اختیار کرلی، یہ ساری ترقی ہندوستان کے مخصوص معاشرتی، تاریخی اور ادبی ماحول میں ہوئی، مرثیہ دنیا کے قدیم ترین اصناف میں سے ہے کیونکہ اسکی بنیاد جس جذبہ پر ہے وہ بہت ہی اہم اور ہیجان انگیز ہے، واقعہ کربلا کے متعلق مراثی کا سلسلہ بھی اس واقعہ کے ساتھ ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور چونکہ اس حادثہ عظیم میں دلوں کو متحرک اور ذہن کو متاثر کرنے کی بڑی صلاحیت تھی اس لئے ایسے مقام پر جہاں امام حسینؑ سے عقیدت رکھنے والے موجود تھے مرثیہ نگاری کا رواج ہوا، جہاں تک اردو کا تعلق ہے ہمیں جس وقت سے باقاعدہ اردو شاعری ملتی ہے مراثی بھی ملنے لگتے ہیں، فارسی کی تقلید کا جو جذبہ غزل، قصیدہ، مثنوی اور رباعی کے معاملے میں عام تھا مرثیہ اس سے بڑی حد تک محفوظ رہا غالباً اسکی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ خود فارسی میں مرثیہ کا کوئی ایسا اعلیٰ نمونہ موجود نہ تھا جیسا دوسرے اصناف میں، اس لئے اردو کی مرثیہ نگاری نے ابتدا ہی سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونا سیکھا، عقیدہ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے بہت دنوں تک مرثیہ گو شعراء نے اسکی ادبی اور شاعرانہ

تہذیب و ترتیب پر دھیان نہیں دیا لیکن مرزا محمد رفیع سودا نے اپنی ہمہ گیر شاعرانہ صلاحیتوں سے اس صنف کو بھی بلند تر کرنے کی کوشش کی، اس کے بعد سے اُردو مرثیہ نے اپنی ایک کلاس کی حیثیت بنالی، بہت سے فنی اور اسلوبی تجربوں کے بعد میر ضمیر، فصیح، خلیق اور دلگیر نے اس کی وہ شکل متعین کر دی جسے میر انیس اور مرزا دبیر نے مکمل کر دیا۔ ان بزرگوں کے خلاف اور چند دوسرے مرثیہ نگاروں نے اپنی انفرادی فنی خصوصیات پیدا کیں لیکن مرثیہ کا ڈھانچا وہی رہا، زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ مرثیہ گو لوگوں اور مرثیہ سننے والوں کے ذوق میں کسی قدر تبدیلی ہوئی ہے، فن کا شعور اور بیان و بدیع سے کام لینے کا خیال بھی بدلا ہے اس لئے آج کے مرثیہ نگاروں کا انداز قدیم اسالیب کا تسلسل ہونے کے باوجود کسی قدر مختلف معلوم ہوتا ہے۔

خبیر صاحب کے مراثی کے مطالعہ سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے اساتذۂ فن کی پیروی بھی کی ہے اور اپنے ذوق کو بھی رہنما بنایا ہے۔ کئی مراثی میں انھوں نے شاعری کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور کئی مقامات پر یہ بات واضح کی ہے کہ وہ سچائی کے پرستار ہیں، انھیں واقعات اور روایات کو نظم کرتے ہیں جنھیں صحیح خیال کرتے ہیں، اس حد بندی کی وجہ سے ان مراثی میں کیف اور اثر پیدا ہو گیا ہے اور شاعر کی مخلصانہ کوشش نے ہزار ہا بار کے دہرائے ہوئے واقعات میں شگفتگی اور تازگی پیدا کر دی ہے میں نے جو مراثی دیکھے ہیں وہ محض واقعہ کربلا سے تعلق نہیں رکھتے (گو مجلس کی ضروریات کے لحاظ سے ان میں جا بجا اس حادثۂ عظمیٰ کے مختلف پہلوؤں کو دخل کر لیا گیا ہے) بلکہ چہاردہ معصومین کے حالات مرثیہ کے انداز میں پیش کئے گئے ہیں، اس سے بھی کسی قدر تنوع پیدا ہوا ہے اور شاعر کو وسیع تر میدان اظہار خیال کے لئے مل گیا ہے۔ ان مراثی میں بیانیہ انداز اختیار کرنے کے بجائے اکثر تاثراتی رنگ اختیار کیا گیا ہے اور انھیں پہلوؤں پر زور دیا گیا ہے جنھیں مصنف نے ضروری سمجھا ہے۔

مرثیہ میں ترتیب واقعات اور انداز بیان سے جو معنوی خصوصیات پیدا ہوتی ہیں، خبیر صاحب کے یہاں وہ قابل توجہ ہیں، مثالیں پیش کرنے سے یہ بات واضح ہو سکتی ہے لیکن ہر مطالعہ کرنیوالا اپنے ذوق کے مطابق مثالیں خود تلاش کرے گا۔ اس زمانہ میں کہ جب فن کی طرف سے بے توجہی برتی جا رہی ہے اسے زندہ رکھنے کی کوشش کرنا لائق تحسین ہے۔ مجھے امید ہے کہ خبیر صاحب کے یہ مراثی مقبول ہوں گے۔

سیّد احتشام حسین

مرثیہ

غازۂ روئے مضامینِ صداقت امیری

تعداد بند (۷۳)

در حالِ امام جعفر صادقؑ

مصنّفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیرؔ لکھنوی

مطبوعۂ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

باسمہ

زیارت حضرت صادق آل محمد علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْوَرٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبْلَ اللّٰهِ
الْمَتِيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَهُ الْمُبِيْنَ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ اَيُّهَا الصَّادِقُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ خَازِنِ
الْعِلْمِ الدَّاعِيْ اِلَى اللّٰهِ بِالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ كَمَا جَعَلْتَهٗ
مَعْدِنَ كَلَامِكَ وَحْيِكَ وَخَازِنَ عِلْمِكَ وَ
لِسَانَ تَوْحِيْدِكَ وَوَلِيَّ اَمْرِكَ وَمُسْتَحْفِظَ دِيْنِكَ
فَصَلِّ عَلَيْهِ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ اَصْفِيَآئِكَ
وَ حُجَجِكَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ولادت امام جعفر صادق علیہ السلام	شہادت امام جعفر صادق علیہ السلام
۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ	۱۵ رجب ۱۴۸ھ

۲۸۶ عہ

غانۂ روئے مضامیں سے صداقت میری
بجھ گئی بلبل سدرہ سے رفاقت میری
ہنف نظر لائق تحسیں ہے لیاقت میری
تابش برق سے ملتی ہے طاقت میری
میری صنعت بھی ذرا آ کے سکندر دیکھے
نظم کے آئینے میں مدح کے جوہر دیکھے

عہ

مدتوں مصحف مدحت کا سبق یاد کیا
رہا پابند طبیعت کو نہ آزاد کیا
طرز نو جب دل مداح نے ایجاد کیا
بڑھ کے جبریل سے کے شاد نے بھی صاد کیا
نظم کیا نثر میں بھی صدق کی پابندی ہے
راستی موجب رضی خداوندی ہے

سہ

دل نافہم کچھ اللہ سے ڈر جھوٹ نہ بول
چلیے راہ ضلالت سے حذر جھوٹ نہ بول
لاکھ بہکاتا ہے نفس مگر جھوٹ نہ بول
پائیگا جلد معاصی سے ثمر جھوٹ نہ بول
ہر گنہ یوں تو جہنم سے ملا دیتا ہے
جھوٹ ایمان سے بیگانہ بنا دیتا ہے

عہ

لے فدا صدق بیانی سے زباں سے کام
تا کہ راضی ہے تو خوش ہوں نبی شاہ امم
سچے موتی ترین تصنیف کے رشتے میں تمام
مدح صادق سے ہے مطلع انوار کلام
عطر اخلاص سے یہ بزم سخن بس جائے
جعفری پھولوں سے مضموں کا چمن بس جائے

عہ

راہرو دیکھ ہر ایک راہ میں ہے گمراہی
جعفری باش اگر جادۂ حق منظور الٰہی
کیا گدا ہے در حضرت کو لبھائے شاہی
پھونک دوں دل کو ولا میں جو کرے کوتاہی
روز اول جو کیا عہد نبھایا میں نے
جیسے اللہ نے چاہا اسے چاہا میں نے

له

عزت و جاہ میں ہر خرد و کلاں ، سب تھے یکساں
شان تھی احمدؐ مختار کی حیدرؑ میں عیاں
فاطمہؑ کو کیا اللہ نے خاتونِ جناں
سیدہ خلد میں سبطینؑ نبیؐ فخرِ جہاں
شرف ہر دو جہاں عابدؑ و باقرؑ سے
صادقؑ آلِ نبیؐ صابر و شاکر سے

لو

جانِ پیغمبرؐ کی کنیت تھی ابو عبد اللہ
عبد و معبود میں یہ ربط ہوا خاطر خواہ
نقش پا بن گیا ایماں کے لئے مشعل راہ
جو وہ بندے فقط اسم ہوئے خالق گواہ
دیکھ لیں حسن حقیقت کو زمانے والے
سب محمدؐ ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

لز

سب خطاب آپ کے لکھنے میں قلم ہو قاصر
کوئی فاضل انہیں کہتا ہے تو کوئی طاہر
کہیں مشہور ہوئے منجی و قائم صابر
لقب خاص تھا صادق ہے جہاں پر ظاہر
یہ لقب آپ کو پیغمبرؐ ایماں نے دیا
جو پیمبرؐ نے دیا خالق سبحاں نے دیا

لح

اسم پاک آپ کا جعفرؑ تھا ہے سب کو معلوم
کہ ہے اس نام سے اک نہر جناں میں موسوم
آپ کی ذات مطہر بھی تھی دریائے علوم
ہیں یہ فضل و کمالات کی ہر خلق میں دھوم
بندوں کے واسطے نشانِ ہدایت میں حضور
فیضِ جاری خدا قلزمِ رحمت میں حضور

لط

جمعہ کا روز تھا سترھویں ربیع الاول
نیرِ علمِ الٰہی کو ملا صدق کا پھل
موتی برساتا ہوا جھوم کے آیا بادل
بارش نور سے تابندہ ہوئے دشت و جبل
صورت مصحفِ حق چہرۂ جعفرؑ چمکا
دامن حضرت باقرؑ میں یہ گوہر چمکا

۸۳ھ

آج جس سلسلۂ عصمت کا ہے قائم اک دل
یوں ہیں حضرت جعفر صادق کی بنا ہیں باعث
سعی کرتا ہوں جو ہو فضل الٰہی شامل
منزل راہ طلب میں ہو یہ آساں مشکل
یاد آتے ہیں صبا کو اولادِ ابوطالب ہیں
قلم جس پہ جھکی نادعلی دم آئے

۱۲۸ھ

بعد باقر کے ہوئے حضرت صادق جو امام
صبح صادق سے کیا امر امامت کو تمام
کاظم تشنہ کی خبر جیسے ہوئی ہے شام
بارہ سے قبل ہیں انجام ہوا ہوئے غلام
کون کاظم سے کہ آج جانداری کرے گا
قرآن امر کو جھکا سکے گا ہو دریا

۱۳۸ھ

یاد آنا دو دم ہوئی تاتار امامت دیکھو
کلمۂ شان ابن جعفر تنزیل و نبوت دیکھو
کیا یہی حکمت ہے کہ اب ہی امامت دیکھو
معنوی ارکان ہیں قرآن کی صورت دیکھو
حسن کردار سے ہے جو ہر نظر بھی ہے
منصب الٰہی کا ہے یہ تفسیر بھی ہے

۱۴۸ھ

جعفری ذات امر کا ادراک کیا بعد امام
زہد کے دستے سے نہی بنا سکے امام
تعاون دیا ان قلبی و دماغ کو پہلے کرم
منظر دنیا تھا آنکھوں کا بالطف کرم
جن دنوں کی نہ اطمینان جو دیدہ
جوان نعمت نہ سمجھی بن نہ بنیں ہوا وہ دن

۱۵۰ھ

سال دو سو لکھ کر عطا و الطاف
قابل تحسین کی تصویر سے آراستہ صاف
کھلنا نقش و الفت ہے طبیعت شفاف
ام اکی بے پردہ ہیں جنت سے خلاف
نام کی یادوں میں ایمان کی اک البیلی تھی
کھلنے کی کیا کم صدقہ کی ان کی آنکھوں تھی

۱۶

دوست دشمن سبھی آئے تھے ترے بک دعوت
سب سے ملتے تھے باخلاق ہمارا حضرت
کوئی کہتا تھا ہم نیت کی نمایاں برکت
کافروں کے لئے بھی سمجھا تھا خوانِ نعمت
مرضیٔ رب کے لئے محض طعام بھی تھی
دعوتِ فتح بھی تھی دعوتِ اسلام بھی تھی

۱۷

کھانے بیٹھے تھے مہماں کہ ملی شہ کو خبر
کیا اک طفل نے حضرت کے سوئے غلط سفر
میزبانی میں کمی کی نہ ہوئے کچھ مضطر
ہاتھ سے اپنے بڑھاتے رہے کھانے نرود
رہے بشاش کہ احباب تاسف نہ کریں
تھا یہ مہمانوں سے اصرار تکلف نہ کریں

۱۸

وضع کی ایک نئے اس صفِ شطرنج کی نشتار
غم کا ہنگام ہے یہ جائیں محل میں سرکار
کہا مولا نے ملے ہیں مجھے سچے اخبار
بچو آئے گی اجل بچ نہیں سکتے زنہار
جینے سے خوش ہیں نہ مرنے کا خطر رکھتے ہیں
ہم فقط حق کی مشیت پہ نظر رکھتے ہیں

۱۹

یونہی ہر بات تھی آقا کی رضا سے صمدی
دیکھا گھر لوگوں نے مغموم ہے سادہ بھی بکاولی
خیریت پوچھی تو بولے یہ امامِ عربی
برا اثر فن تھا کہ کہتے ہیں نہ جانے کوئی
یہی پابندیاں عائد تھیں مری آل پہ بھی
گھر کے نوکروں پہ بھی تاکید تھی اطفال پہ بھی

۲۰

کیا کہوں کیا مری آنکھوں میں ہے اسلام منظر
ایک ندی یہ ابھی میں نے جو کی گھر میں نظر
میرے سامنے بچے کو لئے چڑھ رہی تھی کچھ پیر
مجھ کو دیکھا تھا کہ گھبرا گئی وہ نیک سیر
دفعتاً ایسی عجب کہ وہ اسم ٹوٹ پڑا
ایسے سہو اش سے زور سے ندی جھوٹ پڑا

۵۲۱

مر گیا گر کے وہ فرزند کہ آئی تھی قضا
اُسکا کچھ غم نہیں مجھکو کہ ہوں راضی برضا
رنج یہ ہے کہ مرا درد مجھکو ہوا کیوں اتنا
وہ بھی مخلوق خدا میں بھی خدا کا بندا
کر کے یہ شکر نمایاں لطف خداداد کیا
لو معبود میں اس لونڈی کو آزاد کیا

۵۲۲

باغ خرموں کا تھا اک باغ گل و باغ رسول
جسکے پھل ذائقے میں شہد تھے خوشبو میں پھول
فصل تیار جو ہوتی تھی تو حسب معمول
دعوت عام سے کرتے تھے سبھی فیض حصول
لوگ ہر سمت سے روز آتے تھے کھانے کے لئے
ور کئے جاتے تھے دیو المومنین نے کے لئے

۵۲۳

حکم تھا دوستوں سے جو چکھے وہ لے جائے
جتنا جی چاہے وہیں بیٹھ کے کھالے لیجائے
کھائے اور دوستوں کو اپنے کھلانے لیجائے
اپنے ہی ہاتھوں سے انبار لگا کے لیجائے
فن تھا ممنون کرم جسنے بنایا یہ ہے
ال اتی اندہ بنکر جہاں آیا یہ ہے

۵۲۴

باغ میں لوٹ سی پڑ جاتی تھی تیاری پر
باغبانوں کو دیے جاتے تھے بورے بھر کر
ابھی بھیجے جاتے تھے بالائے شتر
بانٹے جاتے تھے مدینے میں بطرف گھر گھر
جعفری نام سے یہ نہر جہاں میں جاری
جعفری فیض کا دریا تھا جہاں میں جاری

۵۲۵

وقت تھا دوستوں کے واسطے ترکاکا ال
دوست پھر اپنے میں بیگانے نہ رہے مالا مال
مالک ملک رضا وہ تھے سو دنیا کیا مال
کیوں نہ ہو شرم سے حاتم کی سخاوت پامال
سب کے احوال کی مولا کو خبر رہتی تھی
سب پہ الطاف و عنایات کی نظر رہتی تھی

وله

ایک ساون کوندی بجلی کا ابر آیا ابر آتی ہے جز
ابھی ابر کا معشوق ہے ادا دیکھ کھلا کھلا بھوڑ
ابر کی دود ہے کی گلی اغنیت حق ہوا ہے بد
ظالم ہے سجیلے ہیں ترسان ہمی کا ابری کا حق
ہے بیلے ہندی کا ہیا آج ابر سیوں کے ہمیں ترسوں ہنے
ایسے بیلے کھلا ابر سے ایسا اودال نہ رستویں

وله

کھلی ہے بہار رطب ہے بوت سپوت ہے بزحری و دلنشیں
ونبش ہے بیلے ابر کی نشتی ادا ہے بحر حز بجز
ابھی ابر سودان ہے رش بلند و فضل ہے
دل ہے سجا جانا ہے سلیم ہوا جو ہے سار ابر حمیر در
جبر ہے بیلے ابر کی غصنہ کو بھی سے
جمی سا نجہ و فاق میں سر ادا ہے

وله

قلب سے دور ہے دعا ہے گل ابر کاروبار
بازار ابر میں کا فاقہ ہم ہے ابر کو لبیب
دل ہار ہے ہاتا ہے ساحر ہے نہ ہوں بلند و ہم نہیں
جو ہے مولانا سا کو ہے شیت ابرو جزب
ہو فضل کا ہے تو وصال ہے بلا با ہو
مو ہند ہے ابری کا سبحال سے ہم لیا ہو

وله

ہند ساجد ہم ہوا ترمیندر کیا ہم ہیکو بدا
ویلے دو سو در ہم ادا و مولانا سے فاند کیا
گر ہم دو صاحب حاجت ہی کا ہے ہولا
ذکر کا ہو سے ہال الدرہ لیا ابر کا جب
ہند ہے ہم نہ ساحر فاک جبکا یا ہے
نجم فاقی کیا ہجر ہے اٹھا ہے

وله

سارت و نیا دار ہم ہے بیح با لطافت و ایام
گیا لنا ما سی کا سر ہی ہو دو ست کو حضرت اسلام
ابن ہم ہمنہ سے ابا ہو حضرت سکا علام
دیدہ ابر کو دو دنیا سکر ایا نہ سکا ہے ہم
مو ہند ہو لیا ابر ہم فدا و ال بخی کا فرہ
کہو اگا سے مر ابا ہذا دال بخی کا فرہ

۳۱

دین و دنیا میں سہارا ہیں مرا شاہ ہدا
حشر کے دن بھی شفاعت کریں گے آقا
اُن کے خادم نے بشر دین سبھی جو یہ حال کہا
کی پھر اُن کے لئے درگاہ الٰہی میں دعا
رات دن صرف عنایات و کرم کرتے تھے
اُن سے سب کہتے تھے ۔ اللہ سے وہ کہتے تھے

۳۲

معجزہ تھے سبھی اخلاق شہنشاہ عرب
بحر اعجاز کی غواص طبیعت ہوئی اب
خاک سائل کو جو بخشی ہوئی اکسیر وہ سب
حکم سے آپ کے کونین بھی با ہم ہے عجب
خشک دریا کیا خشکی کو بنایا دریا
چاہا جب لب پہ قدم خود نکل آیا دریا

۳۳

ایک دن حاضر خدمت جو ہوا عبداللہ
دفعتاً اس سے مخاطب ہوئے شاہ ذی جاہ
مالک حوض ہوں میں تو بھی اسے سمجھ آگاہ
ہے وسیع اتنا کہ اللہ کی رحمت سے گواہ
تو بھی دیکھے گا وہ چشمہ کہا ہاں ہاں آقا
دل سے مشتاق ہوئے آپ کے قرباں آقا

۳۴

تھام کر ہاتھ کہا شہ نے حلیمہ سے کلیم
آیا ہر دن مدینہ وہ جہاں کا ہے بسیر
اک جگہ ٹھہر کے زمین پہ جو لگائی ٹھوکر
فیض اعجاز سے پیدا ہوا دریا یکسر
پانی شفاف چمکتا ہوا ہیرے کی طرح
جہاں ٹھہرے تھے زمین بھی وہ چمکی کی طرح

۳۵

قدرتی نہر ہوئی ایک طرف کو پیدا
آب گوہر سے بھی شفاف تھا پانی گویا
دوسری سمت تھی اک چشمے پہ لیمن عسل بھی
بیچ میں چشمہ تھا اک بادۂ یاقوتی کا
ملتی تھیں وہ سب نہریں بفرمانِ خدا
پانی مخلوط نہ ہوتا تھا یہ ہے شانِ خدا

ربع

کیا کہیں [illegible] عشق میں ہے [illegible] سلطان شاہ ہو
اس لئے [illegible] کمال [illegible] ہو
جلوۂ مولا کے دیدار میں [illegible] ادا ہو
وصف ان کا [illegible]
نظارہ [illegible]
[illegible]

سلم

[illegible] بخشش ہو
حسن [illegible] جلوہ طور
[illegible] حضور
جو [illegible] مستی [illegible]
دل [illegible]
[illegible]

وسلم

[illegible] اور کیا [illegible]
[illegible] عبادت [illegible]
[illegible] ساقی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اڑا دو [illegible]

وسلم

ایک ساقی [illegible] حضرت [illegible] ہو
[illegible] شراب [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] شراب [illegible]
[illegible]
رونق [illegible] ایمان [illegible]

بحلم

[illegible] ساقی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حسن [illegible]
[illegible] صورت [illegible]

[illegible] ایله
[illegible] جام می ایله
[illegible] جام می ایله
[illegible] ایله
[illegible]
[illegible]

[illegible] ایچون
[illegible] ایچون
[illegible] ایچون
[illegible] ایچون
[illegible]
[illegible]

[illegible] دوشار
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۴۶

سالمؓ و صفوانؓ بھی ہوں اور معلیؓ بھی ہوں
زیدؓ و حمادؓ و جمیلؓ فقہ دنیا بھی ہوں
فیضؓ و یعقوبؓ ورہ بحر تو لا بھی ہوں
نصرؓ و ثابتؓ بن دینار بھی حمزؓہ بھی ہوں
دور میکدے بھرا فلاحؓ و ولا کا ساغر
جعفریؓ بزم ہوا درصدق و صفا کا ساغر

۴۷

نام جعفرؓ پہ نہیں قربان مری جان فدا
الکٹ ملک کرامت شہ اعجاز نما
نہر اعجاز سے پانی جو شہ دیں نے دیا
بولا عبد اللہ دینار میں صدقے آقا
تھا نہ واقف کہ میں ایسے بھی عجائب موجود
کہا مولا نے کہ لاکھوں میں غرائب موجود

۴۸

نعمتیں مرے آقا کو جو اللہ نے دیں
انکا احصا بشری عقل سے ممکن ہی نہیں
جب گزرتا ہے زمانے سے کوئی صاحب دیں
روح اس مومن حق دوست کی رہتی ہے یہیں
چین پاتی نہیں ہے منکر بدکار کی روح
بستی ہے وادی برہوت میں اغیار کی روح

۴۹

ہیں اسی طرح بہت معجزے شہ کے مشہور
کہاں امکان کہ ہر واقعہ کا ہو مذکور
دورِ عباسیہ تھا اور تھا حاکم منصور
ایکبار اس نے بلا بھیجا شہ دیں کو بزور
گھر سے رخصت ہوا در قریب سریر گئے
خلق میں باب امان جعفرِ صادق مری پرگئے

۵۰

قبرِ اقدس کا لیا بوسہ با آداب تمام
خدمت جد گرامی میں کہا بعد سلام
بیٹے کچھ چھوٹتا ہے آپکے روضے غلام
لاتے ہیں حاکم سفاک کا قاصد پیغام
کچھ نہیں فکر ہے دل کو کہ گھر بار چھٹا
غم یہ ہے مرقد پاک شہ ابرار چھٹا

۵۵۱

نکلا یاس سے مظلوم نے ہر سو دیکھا
دونوں آنکھوں سے رواں آنسوؤں کا تھا دریا
کی یہ آواز خدا حافظ و ناصر بیٹا
غش میں شبیرؑ ہوئے سالک تسلیم و رضا
سن کے یہ قبرِ پیمبرؐ کا مجاور اُٹھا
روضہ سوتا ہوا زہراؑ کا مسافر اُٹھا

۵۵۲

حکمِ منصور سے ربذہ کو چلے تشنہ زباں
پہنچے منزل پہ تو حاکم بھی تھا موجود وہاں
دیا ظالم نے تب اک شخص کو محکم فرماں
لاؤ گھوڑوں میں دوا باندھ کے جعفرؑ کو یہاں
جب یہ آئے شہِ دیں طاعتِ داور میں ملے
قبلۂ کون و مکاں مسجدِ پُرنور میں ملے

۵۵۳

کچھ اُسے بے ادبی کرتے ہوئے آئی حیا
آستیں پکڑ کے دی۔ کہا چلیے مرے ساتھ ذرا
آپ سے حاکمِ جابر ہے بہت آج خفا
آپ کو قتل کرے ہے یہ ارادہ اُس کا
اب نہ تاخیر کریں سیّدِ والا للہ
شہ نے کس یاس سے فرمایا کہ انا للہ

۵۵۴

پھر کہا پڑھ لوں میں دو رکعتیں ہے اذن ترا
بولا وہ اتنا تو وقت ہے ممکن اچھا
کی ادا شہ نے نماز اور خدا سے کی دعا
بولے پھر تجھ کو ہے جو حکم نہ اُس سے باز آ
عرض کی اُس نے یہ کیونکر مجھے جائز ہوگا
دو قسم آپ پہ مجھ سے تو نہ ہرگز ہوگا

۵۵۵

تھے حراست میں شہِ جن و بشر و اویلا
حکمِ حاکم تھا سواری نہ بہ جا بھی نکلا
اُسے یاد آ گیا اک واقعۂ کرب و بلا
ہوئے سجادِ حزیں جبکہ گرفتارِ بلا
دُرّوں کی ضرب سے صدپارہ فقط جاں تھا
پا برہنہ بھی تھے اور فرق پہ عمامہ نہ تھا

۶ ۵م

کو دونوں نے غم ادھر ادھر کو ہیں بیٹھی بیا
سالم الان ہیں آگ قیامت سے بجرا ان
سر گزاں دل سے ادا ان کھرا لوان
ا انعد دل سے کہیں دو معصوم کی وادوان
بھوکے کیا ہوا ہے ابھی ابھی ابن ابن
دیکھی کو دیں کہی ناس سے ادا ابن

۷ ۵م

شیدو دوا مو کا ہیں ہے سے ہوا ہوا
عیاں اسے بیس صادق ادادو سول
دیقصور کیا ہو یہ ہیں مرکا دہ بجول
دیکھی ابس ادادو دا ہی ہیں سے معمول
ان دونوں سے وہ الاسر کا صادق ادا
مفل صا کا گزار سب صادق سر ا

۸ ۵م

وداع مادا سے جنم جمیل الکا حیا
کہا دو لا سے بخل سے حلاوت
امو کا ظلم کا سے بیا ہی صبح وسا
ابو الانعام یا تا با بیوں یا دوا
دیکھ بہو یہ ہیں اوم وسب ظلم بہ
ابو کا ہی اوا ہیں بیو وا سب ظلم بہ

۹ ۵م

دنیا بتی با شہر دہ دو ہ باز ابا بھم
وہیں کا تا تما کا دو دیں صادق جم
کو بس سے کی جا وہ کا ولی نام جم
ابا دوم سے کما وہ ہیں آبو تو صلی کا جانم
فیض ابو دو ہیں بیا بو معلوم دیں ابن
جو کی کا بیادو با دیں معمومین ابن

۱۰ ۵م

بجرم سے قادم سے بیا ہوا ہے ہیں ابو بجب
بجرمے سوا کا مری ہو تا ان ملی مطلب
مطلن ابا جل سے ہوا ہو جیو جیو ہیں بب
کہا دا بیس یو خیر ہوا دو کھو ابا ہ ابا
سو موزان دو ستر صا ابرو دنا کار ا ا
بجرم سے ہیں بجرم کا سا دے ر ا

٢٦١ دین تا دو بوکفا جا کرسادین نبود
بیچی حضرت رسلی یه ابر بالا کر انکبود
چنیبی کفا کر بو سلی جا نبر نشنشله عود
نبیع دو یبکی جکی کی بیو حلی و ینسیا بود
کی وصیت نینیر نبکیس فضا سلی بیلی
یا رب لوبا اعوذ ودان کو فضا سلی بیلی

٢٦٢ ار ای کس لفظ وصیت کفا نصیحت کجا
کی نفی تا کیبد نکا زاریب نی الانشع بیوا
بلابه لسلی تکا قبله ارباب صف
جو بیکس بیلی مجمع نا ادوان کو نبیج و سنا
جو بجی اسا بو ده رجیت ادیب الله کا کرم
حسنی بو مری انقا وقت نعیم الله کا کرم

٢٦٣ صلیه و جوس بارای بین نبیر سیاب
و دیبا بوران دا ادی بان بیار نیاب
القبا ابس ربیبه بیجوی ار بیدا و صواب
نبیشر نیبا لی دو الا سلی کا اواب
سا کفوا لسلی محا کوژت کاکی موجب
الا سو کوا انرا حسنی کاینا دب بو جنیب داب

٢٦٤ جکیبا سوی کا نظم سی یا وایده
سی نبیعو سلی در بنا جعی فا فرلو یب
مکها جبی جرب بین لی با اسکی بو داریب
نبیع دو نبن محا و اسوب بان ابانی بیم
ای جرب بین ابن در بی جی ان کو لال وضا
دبی تو ران کا دبیا تیزی ان لوضا

٢٦٥ دقتا بسوکیا فا مو بین نی بو نینقام
بیوا بسوا ای کی نیبد اجوین کوی جصیب ده ابام
بینی نیبعی بس و یادا و سلی نیبنی نیکیغلام
ایبی اینیایتع بمی کیغی تا وابام
جا دیب بعصر و سی کی دوا ببلکا حا بسیجی
بینی بو دی جی بیجا و سکو عا سلی جی

۴۶۶

بھڑکی آتش نہیں اسباب بسی سبیل پانی
دھوپ میں ابر ہیں ابر تن غسل و کفن لاشوں کو
بربستی پہ جلال آتش مظلوموں پہ خفی
اگھور دھواں دوزخ سے حجر سخت ہے نیرنگی
اے سیلاب ستم کسی کی ذرہ خدا کا الٰہ
یاد رفتگاں زندگی کا جہاں الٰہ

۴۶۷

ستم کیش اٹھ کے جہاں جم جم کے بستی سے خطیب
کس دل کی دلداری کو وطن سے معمور ہے عجیب
دردیں جو جہاں پر اجڑے مزار کہ کوہ کے حبیب
اجڑے ہوئے گلزار کو ترسی ہوئی کلی قریب
سہیلی سے نازک تر ملک سلطان بدن بر طلا
صفوف جہاں کوسوں دور یہ بستاں بدن بر تو لا

۴۶۸

یاس ابری کو حضرت کا لیا دور فرقت حضور
تیلیاں چمک اٹھیں صبح انوار کے شعلے نور
بنگلی خزاں دل کی عشرت یہ جہاں کا ضرور
فغاں دل کی سوکھی ہو فطرت ہم جہاں کا دور
قریب جان ترسے دل کے زنجیر سے تیغ اعدا کیا
فاتحہ ہر لحظہ عرش زادگاں کا جہان

۴۶۹

یاد بدن سے جدا کا آئینہ موجود
دل و دین کی کشتی کی امید ایک کی نمود
لے عوض خدا بدل سے حاجت جہاں معبود
ظلم سے خلق انسان کی جہاں نابود
دیکھو زنجیر دو قطرے بنت تجھ کو کر دی
دیدۂ فاطمہ زہرا کی برابر کر دی

۴۷۰

دل کیا سیلاب اور ہر ایک پر سایہ الست افسوس
چشم تر ان کا ہوئی حسرت کا افسوس
قرب مہجور مصیبت دل کی عزت افسوس
اب نہ بستی نہ بنت ہم سے جدا افسوس
حسرت نام ادا حق جدا یوسف کا سرچا
ان مسلمانوں نے اسلام کو دیدہ نامرغوب

۱۷۴

چھوڑا سرِ میدان میں پیمبرؐ کو مسلمانوں نے
کھو دیا [illegible] کو مسلمانوں نے
[illegible] حیدرؑ کو مسلمانوں نے
زہر دیا [illegible] شبرؑ کو مسلمانوں نے
[illegible] شبیرؑ [illegible] مارا
[illegible] علی اکبرؑ [illegible] مارا

۱۷۵

جو نہ [illegible] اسلام [illegible] ارمان نکالے
[illegible] نکالے
[illegible] بڑھ کے [illegible]
سر کھلا [illegible]
کافروں [illegible]
[illegible] مسلمان [illegible]

۱۷۶

[illegible] ہما
[illegible] سلطان [illegible]
[illegible] آلِ رسولؐ [illegible]
[illegible] اولاد [illegible]
عاشق صادق [illegible] منقبت [illegible]
نسل [illegible] آل [illegible] اوصاف [illegible]

تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا ۱۱۔ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۷ ہجری
جو پڑھے مصنف کے لئے دعا کرے

رباعی

تعریف ہے یہ پیمبری پھولوں کی
توصیف و ثنا ہے حیدری پھولوں کی
میں پڑھتا ہوں مدح صادقِؑ آلِ رسولؐ
مجلس میں مہک ہے جعفری پھولوں کی

رباعی

حاصل ہوئی شبیر کی سرکار مجھے — دُربار جو ہی ملا وہ دَربار مجھے
میں مخبر صادق کا ہوں مداح خبیر — قرآن و خبر سے ہی سروکار مجھے

دیگر

اسلام کی کشتی کے سہارے ہیں حسین — ایمان کی منزل کے ستارے ہیں حسین
ہم جیسے حسینیت حسین اُس کے ہیں — کہتی رہے دنیا کہ ہمارے ہیں حسین

مرثیہ ۹

ہفت آئینہ گردوں میں جلا کس کی ہے

تعداد بند (۱۲۶)

در حال امام موسیٰ کاظمؑ

مصنّفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُورَ اللهِ فِي ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ بَدَا لِلّٰهِ فِي شَانِهِ اَتَيْتُكَ
زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّكَ مُعَادِيًا لِاَعْدَائِكَ
مُوَالِيًا لِاَوْلِيَائِكَ فَاشْفَعْ لِي عِنْدَ رَبِّكَ
يَا مَوْلَايَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ
مَوْضِعَ الرِّسَالَةِ وَمُخْتَلَفَ الْمَلَائِكَةِ وَ
مَهْبَطَ الْوَحْيِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَةِ وَخُزَّانَ
الْعِلْمِ وَعِتْرَةَ خِيَرَةِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ
رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

تاریخ ولادت ۷ صفر ۱۲۸ھ — تاریخ شہادت ۲۵ رجب ۱۸۳ھ

مدفن کاظمین بغداد

۱

ہفت آئینہ گردوں میں جلا کسکی ہے
سر میں سیاروں کے دھن صبح و مسا کسکی ہے
ساتوں اقلیم میں دنیا کے ثنا کسکی ہے
چشم انصاف کے گردوں میں ضیا کسکی ہے
پہلے وصف اُسکا میں قرآں کی زبانی پڑھ لوں
نام لیتا ہوں ذرا سبع مثانی پڑھ لوں

۲

للہ الحمد یہ کس مدح و ثنا کا ہے اثر
چرخ ہفتم سے سخن کی ہے زمیں بالاتر
حسن تحریر کے وارفتہ ہیں جو نیک اختر
سات بار اُٹھ کے پھری گرد قلم اُنکی نظر
کعبہ میں سات قصیدے تھے جو لٹکائے گئے
اِس کے نظم میں پامال وہ بتلائے گئے

۳

سات دریاؤں کو ہے جوش طبیعت سے عجب
ہفت بند ایسے مسدس کے جو کہے ہیں ادیب
عیب بینوں کی جفا کر نہیں سکتی معیوب
حسن کو قبح سمجھتی ہے نگاہ معیوب
جاننے والوں پہ ظاہر ہے یہ کیا کہتے ہیں
جو بُرے ہیں وہی اچھوں کو بُرا کہتے ہیں

۴

بزم اُلفت میں عدو اوج کے بہت عام آئے
نشۂ کبر میں بدمستوں کے پیغام آئے
بحر افکار میں طوفان سحر و شام آئے
میری کشتی پہ وہیں نوح کے جو کام آئے
کشتیِ دل کا سمجھتا ہوں سہارا اُس کو
جب پڑی مجھ پہ مصیبت تو پکارا اُس کو

۵

ہے برابر مرے نزدیک ہر اک پست و بلند
ہو کے آزاد بھی ہوں وضع کا اپنی پابند
خاکساری کی طرف طبع ہے مائل ہر چند
متکبر کے مقابل میں تعلّی ہے پسند
ہے درست اہلِ تحقیق کے اگر رکھے پاؤں
مجھ سے جو تن کے اُٹھے اُس سے میں جھک کے چلوں

ث

جوش میں طبع رواں اک مری دریا کی طرح
آبرو دل کو ملی گوہر یکتا کی طرح
جادۂ نظم میں ضو منزلِ موسیٰ کی طرح
دائرے نور فشاں ہیں یدِ بیضا کی طرح
ایک اک لفظ میں جلووں کی فراوانی ہے
میں ہوں اور موسیٰ کاظمؑ کی ثناخوانی ہے

ک

بھر رہا ہے مری آنکھوں میں حقیقت کا چمن
کاظمین آج ہے مرے طائرِ دل کا مسکن
قبرِ جعفرِ صادقؑ کا وہ روضۂ روشن
صبحِ صادق ہے یہاں آٹھ پہر جلوہ فگن
اس فقیری میں مجھے تخت ملا تاج ملا
شکر صد شکر درِ بابِ مراد آج ملا

ش

بہلا میں اپنے مقدر پہ تفاخر کر لوں
ساغرِ دل میں مئے نورِ تولا بھر لوں
آسماں سے بھی جو مجکو نہ ملا خر لوں
ذرہ ہائے درِ شاہنشہ بحر و بر لوں
یہیں مل جائے وہ جلوہ تو میں پھر دور نہ جاؤں
ارنی کہنے کو واللہ سرِ طور نہ جاؤں

ھ

فرش جس روضہ کا ہے عرشِ معلیٰ یہ ہے
جس کے گنبد میں ہے جنت کا تجلی یہ ہے
نوبہارِ چمنستانِ تولا یہ ہے
ساتواں حق کی جماعت کا مصلا یہ ہے
ہفتمیں کہنے کو ہے سب کا ہے نظارہ ایک
دیکھئے طرزِ عبادت کو تو ہیں راہ ایک

ٹ

صبح کا موقع سماں طاعتِ ربانی کا
چرخ پر ابر کہر کی گل افشانی کا
شور ہے رحمتِ معبود کی طغیانی کا
تر و تازہ ہے شجر شوکتِ ایمانی کا
شانِ اسلامِ حقیقی کی نظر آتی ہے
کلمہ پڑھتی ہوئی بادِ سحر آتی ہے

۱۱م

میری آنکھ ہو سنیں کہ ... وسیا بان ہو ہم
شفقی اداسنگ مرے ... ہوا جو ابان ہو ہم
کام وفا ... ہو جو ... ارض تا بان ہو ہم
نقش ... ہو ... کے گلستان ہو ہم
بعد ... کیسا تا ... فلک جاتا ہے
عطر ... کیسا ... ہم ... آتا ہے

۱۲م

میرا لب ... جو ... منزل ... مرار
حضرت ... کا ... کہ ... صحرا مرار
جلیے وہ یار ... شاہ ... بار
جا کے ... بہار ... کا ابار
باغ ... ہیں ... اور ... ہیں
لو کی ... ضیا ... ہیں

ہر ... حج ... ادا ہو
جام ... ہو

۱۳م

صورت ... سرکھ ... ایسا ... بلطح
جا کے ... وشت ... سرکھ ... جلطح
صبا ... سرکھ ... بلطح
تاک ... جو ... سرکھ ... سفینوں کی بلطح
... صبا ... بڑھ ... جو
ہم ... ہو جو

نور ... شفق ... ہوا
... کلی ... ہوا

۱۴م

دو دن ... بیکسی ... ریشانی
راتیں ... ہم ... ریشانی
وہ ... دل ... ولی وفانی
جی ... ہم ... جو ... ضعیفانی
دل ... شفق ... ہم ... شبانی ... جو
جام ... ہم ... بجھائے ... جو

۱۵م

ند دو ... کش
بعد ... ہم ... ناسنا ... کم
وہ ... کیا ... لکھا ... ہو
جاجا ... جم ... بار ... بور
جنتا ... ہو ... نادان ... ہم
جو ... جام ... جابا ... ہو
و ... ابا ... ہو

۱۶

وہ قدرت نے زمیں سے وہ خزانے نکالا تھا
ڈالیوں میں رطب خستہ کے خوشنمائی بہار
جھاڑیوں میں وہ شگوفوں کے کہ اب دیکھے تو کیا
پہنے ہیں سبز نہالوں نے یہ معیش کے ہار
صنعت قدرت رب ورا دیکھی ہے
کر کے جنت کی بہار انکی دار دیکھی ہے

۱۷

آب جادہ جھلکتا ہوا جیسے موتی
سبزے سے جس کی نظر کو نہیں سیری ہوتی
کس نے چشم حباب ایسی فضا میں روتی
سبزہ سوتا ہے سبزہ کی ہے قسمت سوئی
مست صہبائے لطافت ہے یہ ہیئت زمیں
جیسے خواب کرے آپ ہو بیدار نہیں

۱۸

محفل عیش ہے زینت سے ہر اک نخلستاں
شاخوں پر چار طرف مرغ سحر زمزمہ خواں
اوس کے قطروں پہ ہے گوہر غلطاں کا گماں
پتوں میں ہے جو لطافت وہ زمردیں کہاں
ماسوا رنگ کے نسبت اسے کس بات کی ہے
یہ نباتات سے ہے اور وہ جمادات سے ہے

۱۹

طاعت حق پہ ہر اک نخل ہے آمادہ
سبزہ پھیلا ہے بچھا ہو جیسے سجادہ
راستہ روکتے ہیں جتنے شجر یہ وہی ہے جادہ
ای خبیر آپ نے دیکھی یہ بہار سادہ
دام صیاد کے دلدوز فسانے بھی نہیں
گل کی باتیں نہیں بلبل کے ترانے بھی نہیں

۲۰

سچی باتیں ہیں نہیں کوئی سنے بات سنے
ہم کو دنیا کی نہیں ہے کوئی پروا سنے
طبع کو ضد ہے کہ ذکر گل رعنا سنے
عیب کا دل چاہے ہے وہ بلبل ہی کا فسانہ سنے
ہم تو بیکار مضامین سے بری رہتے ہیں
باغ عالم کا جو منظر ہے وہی کہتے ہیں

۲۱

منطبق ہو جو تواریخ سے کہتا ہوں حال
آج ہی آپ نہیں فکر شہ نیک خصال
صبح کا وقت ہے ملاح کا دل بھی ہے نہال
حاضر صحن مقدس میں ہوں با آداب کمال
جا کے تقدیر اسی در پہ جو تکیہ کر لوں
پہلے چوکھٹ پہ تو اللہ کا سجدہ کر لوں

۲۲

کر کے سجدہ جو ہوا داخل در فخر کبار
دو اماموں کے نظر آئے وہاں مجھ کو مزار
ایک ہے موسیٰ کاظم کی تحریرِ انوار
جس کے پہلو میں ہے قبر تقی عرش وقار
کاظمین ایسے ہیں با زینت و با زیں کہوں
کیوں نہ پھر روضۂ انور کو جوادین کہوں

۲۳

دونوں پر حیدر و زہرا و پیمبر ہیں فدا
رتبہ یکساں ہے کہ دونوں ہیں امام دوسرا
جیسے قرآن و حمائل میں نہیں فرق ذرا
حال فی الحال مگر ایک ہی کا ہے لکھا
زیست باقی ہے تو غافل نہ رہے گا خادم
مرثیہ حال تقی میں بھی کہے گا خادم

۲۴

السلام اے وطن آوارہ غریب بغداد
وارث عابد بیمار اسیر بیداد
باب دیں باب عطا باب امان باب مراد
باغ زہرا کے گل تازہ علی کے شمشاد
اے بہار چمنستان پیمبر تسلیم
اے گل سرسبد گلشن جعفر تسلیم

۲۵

جعفری پھول سے تھی باغ مدینہ میں بہار
رہتا تھا خانۂ یوسف میں وہ عزت وقار
صحن پر روشنی وادی ایمن تھی نثار
فخر موسیٰ تھا یہ موسیٰ گل باغ انوار
اسکی تنویر خدا داد بھی اس نور میں تھی
اسی موسیٰ کی تجلی شجر طور میں تھی

نہ اقدس

۲۶

چشمِ اعدا میں سما سکتا تھا کیا نورِ خدا
زہر جب حضرت صادقؑ کو ستمگر نے دیا
مسند آرائے امامت ہوئے سلطانِ ہدا
دورِ منصور کا تھا زور تھا عباسیوں کا
دشمنِ باغِ شہنشاہِ نجفؑ کانٹے تھے
جعفری پھول تھا اور چار طرف کانٹے تھے

۲۷

گرچہ منصور ہی کے عہد سے تھے جور و ستم
اُسکی اولاد کا بھی ورنہ تھا ظلم کم
شوقِ سادات کُشی رکھتے تھے سب اہلِ ظلم
خاندانِ نبوی سے تھی طبیعت برہم
ظلم ایجاد ہوا کرتے تھے غداروں میں
کتنی اولادِ نبیؐ چن گئی دیواروں میں

۲۸

جب جہاں میں ہوا مہدی بن منصور امیر
یہ بھی تھا اپنے بزرگوں کی طرح پُر تزویر
ایک سال اس نے رکھا موسیٰ کاظمؑ کو اسیر
یونہی ہادی بن مہدی تھا شریر ابن شریر
عہد میں اپنے ستم اُسنے بھی ڈھائے کیا کیا
نام سادات کے دنیا سے مٹائے کیا کیا

۲۹

عہد میں اُسکے دوبارہ ہوئے شہ پھر طلب
پھر رہا ایک برس قید میں وہ عاشقِ رب
حاکمِ وقت نے یہ خواب میں دیکھا اک شب
کہ علیؑ غیظ میں فرماتے ہیں کیا یہ غضب
قتلِ سادات و فسادات پہ تیار ہوئے
تم کو دولت جو ملی اور گنہگار ہوئے

۳۰

بعد ہادی کے جو ہارون ہوا تخت نشین
اُسکے دو بیٹے تھے مامون تھا ایک اک امین
ترمیں مامون کا یحییٰ بن خالد تھا معین
دوسرے بیٹے کو جعفر کی وفا کا تھا یقین
ایسے احوال میں دربار کوئی کھیل نہ تھا
دونوں آپس میں مخالف تھے کبھی میل نہ تھا

سنه

ایکیدن آنک ای یاروان یکی سر ای
جعفر اسکی طرح ایکی سوی کاظم جزا
جز اینده سعی صفا یاروده صرا نکو بجی ا
بصیبا ایکی صفیق جمحی بیا عزیز سن ا
اسنه ینبین سل اوصیت کا یاروده ضرا ولق یا
ال حمد کا جمع آ سک یار وضین ویا

سنه

ماینزون کها صورتین اولاد علی
بایکی ایکی طیبیت انگمر آزاد کا جلی
دل ابیت کها حوکا کها وده انشقواری
یپرلسی یار سو سیعیسی کا صمیم باجلی
ال ایکیت یا صاف بار سیراریت کا رسیب
انکا وای ایکی صفو لطیف طوب صوب

سنه

کهاسن یکی صید وصفاده نیم یامنصب
ایکی نبیه بیاسل کلا یا بید ب
الفا اوسیا ایکیه یکی بیت ایکی ضیا وب
دل طلا اودر کها خصص احسنلیا اسیب
دیکها مصا باطراف ان العیبیق بید
بایکیت بیب حی سم فیلا دیب یکیدیب

سنه

سر یکی وزر بار ای یکی شمرهٔ بایکی
مکوصدیق ادا داوینیکی ابنیا ایکی
مسئله یکیبا ایکو ده سیلح حبر
سکوی کیتا ایکی ایکی جمرا سک اولی
حسن یعد سعف وعلی یکی لاعفو نکی داری
صاری جعبال امرا دار ابرتوفتا داری

سنه

دیکها باده ان حبو وضیا یاد نیب
اوللا ایکی فیلا دیکی جمیع داردا ایکی ملت
بیکی یا ایکی ایکو کی فیلا شمرا ایری ایست
بیدیکی بیا کیا ایکی ایری یار ایکی بیب
یدی ایکی یا ایکی بیدی یکی فیلا اسفیظا اواب
سدا ایکی ایکی ایلا سنا ایکی ایکی فن صاصب

سلام ۳۶

گہر افشاں ہوئی سردارِ دو عالم کی زباں
حاکمِ جسم ہے تو میں ہوں دلوں کا سلطاں
حشر میں جائینگے جب پیش رسولِ ذیشاں
ابنِ عم کہہ کے نبی کو تو پکاریگا وہاں
سب بلاتے ہیں مدد کے لیے آفت میں انھیں
میں صدا دونگا پدر کہہ کے قیامت میں انھیں

سلام ۳۷

جب سُنا یہ سخنِ فخرِ فصیحانِ عرب
دم بخود ہو گیا ہارون تھا محوِ تعجب
دلِ بدخواہ نے دی رائے یہی ہے کہ اب
چھوڑ کر مکہ مدینہ کو چلا ہے خود مطلب
فتنہ کا خوف ہے تو بھیج کے لشکر کو وہاں
قید کر لے اسدِ حیدرِ صفدر کو وہاں

سلام ۳۸

ہوا داخل جو مدینہ میں وہ ازراہِ ستم
شہر کی گلیوں سے آواز یہ آئی اُس دم
ہے یہ آرام گہِ بادشہِ عرش حشم
اس زمیں میں ہے نہاں نورِ خدائے اکرم
شور و شر کرنے میں صلا تجھے وسواس نہیں
جسکی اُمت میں ہے تو اُسکا بھی تجھے پاس نہیں

سلام ۳۹

تیری صحبت میں بہت بانیِ شر رہتے ہیں
اپنے مطلب کے لیے آٹھ پہر رہتے ہیں
مشورہ دیتے ہیں وہ حرص کے در رہتے ہیں
جس طرف رُخ ہو ہوا کا یہ اُدھر رہتے ہیں
مستِ دولت ہیں یہ سب تم سے انھیں فاقہ نہیں
ہیں یہ یارِ خوشامد سے علاقہ ہی نہیں

سلام ۴۰

باز آیا نہ ارادے سے وہ مردودِ خدا
پہلے روضہ میں پیمبر کے ستمگار گیا
قبرِ اقدس پہ سلام اور درود اُس نے پڑھا
پھر ندا دی کہ ماں باپ ہوں حضرت پہ فدا
حشر کے روز سے بالکل نہ ڈرونگا مولا
آپ کے پیارے کو میں قید کرونگا مولا

۳۱م

معذرت خواه بودن و گشتن [illegible]
آن قادر از [illegible] گناه
[illegible]
[illegible]

۳۲م

[illegible] و جلاد و [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۳م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۴م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۳۵م

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۵۰

جب مدینہ میں امام مدنی قید ہوئے
ماہ شوال کی بستم یہ لکھی راوی نے ۳۰
ہجرت پاک کے سن ایک سو اناسی تھے ۱۷۹
ایک ہی قسم کی دو محملیں پھر منگوا کے
ایک محمل کو بپائے سید عالی رکھا
دوسری کو ستم ایجاد نے خالی رکھا

۴۹

آئے جب سامنے حاکم کے شہنشاہ عرب
سخت لہجہ میں ستمگر نے کہا جو بغضب
بیاں کرنے سے قاصر ہوں کہ اتنا ہے ادب
ظلم سے کام لیا کیوں نہ ہوا کاظم تھا لقب
غیظ سے اس نے نہ جن و ملک کو دیکھا
آپ خاموش رہے اور فلک کو دیکھا

۴۸

یہ اشارہ تھا کہ اے جد گرامی تسلیم
دیکھئے آپکی امت نے کئے ظلم عظیم
روئے سب سنکے یہ فریاد شہنشاہ کریم
خوف حاکم سے نہ تھا کوئی مصیبت میں سہیم
شان سجاد زمانے کو دکھاتے تھے حضور
بیڑیاں پہنے ہوئے راہ میں جاتے تھے حضور

۴۷

تھے وہاں بارہ اسیر اور یہاں ایک اسیر
ہاں یہ قیدی بھی تھا لیکن جناب شبیر
جانشین مخبر صادق کا امیر ابن امیر
کرکے جب قید لئے جاتے تھے حضرت کو شریر
لوگ سب حلم امام عربی دیکھتے تھے
آپ حسرت سے سوئے قبر نبی دیکھتے تھے

۴۶

فرق اتنا ہے وہاں بھوک بھی تھی پیاس بھی تھی
تپ بھی تھی درد بھی تھا رنج بھی تھا یاس بھی تھی
ننگے سر عترت محبوب خدا پاس بھی تھی نہ
گھر میں جو ثانی زہرا تھی وہ بے آس بھی تھی
تھی نہ اعدا میں حیا بد عتوں کا ذوق بھی تھا
تازیانے بھی تھے زنجیر بھی تھی طوق بھی تھا

۵۱

دونوں کے ساتھ حفاظت کو ہوئی فوج کثیر
شہر بصرہ کا جو عیسیٰ ابن جعفر تھا امیر
اس مسیحا کو وہیں بھیجدیا کر کے اسیر
لے گئے محمل خالی سوئے بغداد شریر
تھا یہ مطلب نہ کھلے کونسی سید ادہر ہیں
شاہ بصرہ میں مقید ہیں کہ یا بغداد میں ہیں

۵۲

قید ہو کر سوئے بصرہ جو چلے شاہ امم
گھر میں اک حشر ہوا زار ہوئے اہل حرم
بچے سر پیٹتے پھرتے تھے بحال پر غم
در و دیوار سے آتی تھی صدائے ماتم
کوئی کہتا تھا کہ اے سید والا تسلیم
الوداع اے شہ دیں محسن دنیا تسلیم

۵۳

ایک انبوہ تھا رستہ میں پئے سید سلام
جنگلوں جنگلوں جاتا تھا نبی صلعم کا گلفام
راہ میں ڈیڑھ مہینہ کا وہ کچھ اور مقام
پہنچے تھے ہفتم ذی الحجہ کو بصرہ میں امام
حاکم بصرہ کے گھر محفل مجوزی تھی
تین دن پہلے سے بس عید کی تیاری تھی

۵۴

نہ محرم کا تھا کچھ پاس نہ خالق کا حجاب
بزم آراستہ تھی بج رہے تھے چنگ و رباب
بھولے تھے شرع کے احکام کو دنیائے خراب
دور اسلام میں ڈھاتا تھا غضب دور شراب
نے فغاں کرتی تھی یا رب یہ قیامت کیا ہے
ہاتھ ملتا تھا جلاجل کہ یہ آفت کیا ہے

۵۵

حاکم بصرہ اسی رنگ میں تھا متوالا
اک ملازم نے دیا لاکے جو خط ہارون کا
پڑھ کے مضمون یہ کہنے لگا وہ بیچارا
گوشۂ قصر میں ہے ایک اندھیرا حجرا
صحبت قبر جو تاریک ہے ایسا گھر دو
جاؤ محبوس وہیں گوشہ نشیں کو کر دو

۵۶

داخل حجرہ ہوا قلعہ کشا کا دلدار
کھلتا تھا آٹھ پہر میں در زنداں دو بار
صبح کو بہر وضو شب کے لیے یار دیا
چند لمحوں کے لیے شب کو برائے افطار
کیوں نہ اس ظلم و ستم سے ہو کلیجا پانی
صرف دو نان جویں ایک کٹورا پانی

۵۷

آٹھ دن قید رہا مخزن ہر علم و کمال
ماہ کامل ہوئے بڑھ بڑھ کے جو ناخن تھے ہلال ؎
سنبل گلشن اسلام بنے سر کے جو بال
آگئی یاد و دبیر سخن آرا کی مثال
طول گیسو کا اسیری میں کچھ طور ہوا
سلسلہ بخشش امت کا دراز اور ہوا

۵۸

اک غلام حبشی پر تھی یہ تاکید مدام
ناظر حال رہے قید میں تو صبح کر شام
آکے ہر روز وہ کرتا تھا یہ حاکم سے کلام
اے امیر ایسے ہی ہوتے ہیں دو عالم کے امام
کونسا جرم کیا جسکو یہ ایذا دی ہے
یوسف آل نبی ثانی سجاد ہے یہ ؏

۵۹

شکوے کا نام نہیں اسکی زباں پر اصلا
اللہ الحمد و للہ الشکر کی آتی ہے صدا
کام اوراد و وظائف ہی سے ہے صبح و مسا
کبھی قرآن کی تلاوت کبھی خالق سے دعا
اپنے معبود سے کرتا ہے وہ ایسی باتیں
ہوتی ہیں عاشق و معشوق میں جیسی باتیں

۶۰

سجدے کا طول بتاتا ہے یہ وقت نماز
نذر دیتا ہے کوئی سر کو سر محفل ناز
کھلتا ہے وقت دعا ہونٹوں کی جنبش سے یہ راز
کہ ہیں معشوق حقیقی سے سخنہائے نیاز
کچھ بناوٹ نہیں اس میں یہ شرف ذاتی ہے
بیڑیوں سے بھی صدا صلوات آتی ہے

؎ ماہ کامل سے مشابہ ہوئے ناخن کے ہلال

؏ یہ مصرع شاید میر انیس صاحب کا ہے۔ خبیر ۱۲

۶۱

حبشی ہوں میں مرا قلب بھی ہے غیرتِ طور
اس طرح پڑھتا ہے قرآن وہ اللہ کا نور
ہو گئی دل سے مرے جہل کی ظلمت کافور
میں ہوا بندہ بے دام امام جمہور
منتخب سارے زمانے میں محبت کرلی
دل نے دلبند ید اللہ کی بیعت کرلی

۶۲

ایک تو ہے ہمہ وقت اُنکو عبادت ہی کا کام
عمر بھر کو ہوئی فرصت تو بوقت آرام
لب پہ جز قاضی حاجات نہیں اور کلام
ہو کے خوش کہتا ہے وہ موسیٰ طور اسلام
کنج عزلت میں ہے ہر بات کا سننے والا
تو ہے بندوں کی مناجات کا سننے والا

۶۳

مجکو مدت سے تمنا تھی یہ تجھ پہ ہے عیاں
کرلے بہر عبادت کوئی خلوت کا مکاں
مرے ماں باپ فدا تجھ پہ کہ نکلا ارماں
گھر جو مانگا تھا ملا شکر میں قاصر ہے زباں
بہتر اس قصر سے دنیا کی مجھے سیر نہیں
میں ہوں اور میرا خدا اور کوئی غیر نہیں

۶۴

جبکہ دربار میں حاکم نے سنی یہ تقریر
دیکھا سب روتے ہیں محفل میں صغیر و کبیر
خود بھی مسند سے وہ اُٹھ بیٹھا بحال تغییر
خدمت شاہ میں آیا پئے عفو تقصیر
رو کے بولا مرا جرم اے شہ والا بخشا
بخوشی کہہ دیا اب تک جو کیا تھا بخشا

۶۵

خدمت شاہ سے پلٹا جو مشرف ہو کر
خط میں ہارون کو لکھا کہ یہ سچی ہے خبر
با خدا موسیٰ کاظم سا نہیں اور بشر
باز آ اپنے ارادے سے اب اللہ سے ڈر
بے گنہ کو نہ سزا دے کہ گنہگار ہو تو
میں رہا کرتا ہوں اب اُنکو خبردار ہو تو

۶۶

پڑھ کے اس نامہ کو ہارون بہت گھبرایا
ظلم تازہ ستم ایجاد نے پھر دکھلایا
واں سے مظلوم کو ظالم نے یہاں بلوایا
۳۴ ہائے بغداد میں شبر کا مسافر آیا
ہر طریقہ سے اسیری کی بلا ساتھ ہوئی
کوچ بصرہ سے کیا جب تو قضا ساتھ ہوئی

۶۷

ہوئے بغداد میں جب داخل زنداں مولا
پہلے فضل ابن ربیع آپ کا درباں ہوا
تھا یہ قدغن نہیں تکلیف میں شاہ والا
یاں تو بیکس پہ تشدد رہا بصرہ سے سوا
ہو گیا خون مباح آپ کا پانی کی طرح
کٹ گئی قید میں پیری بھی جوانی کی طرح

۶۸

حکم دیتا تھا یہ دربانوں کو ہارون عنید
دیکھو اس موسیٰ کے مہماں پہ رہے ظلم شدید
جو اسے قتل کرے ہے مرے نزدیک سعید
فضل نے کہدیا مانونگا نہیں تاکید
لاکھ ناراض ہے حاکم خود سر مجھ سے
قتل ہوگا نہ جگر بند پیمبر مجھ سے

۶۹

سنتے ہی فضل کی حالت ہوا برہم وہ شقی
متعلق ہوئی یحییٰ سے حراست شہ کی
کر گیا نقل مکاں دلبر زہرا و نبی
ایک ارخانۂ کہنہ میں جگہ شہ کو ملی
خاص یحییٰ کا غلام آپکا درباں ہوا
وہ بھی حضرت کا شرف دیکھ کے قرباں ہوا

۷۰

قید میں رنگ عبادت کے چمن کا تھا عیاں
باغ لاہوت کا اک پھول تھا سجدہ کا نشاں
لاغر اتنا ہوا تھا مالک گلزار جناں
حالت سجدہ میں تھا دیکھنے والوں کو گماں
طاعت حق میں یہ جبرئیل کا شہزادہ ہے
یا کہ چادر ہے سر خاک جو افتادہ ہے

[illegible]

جانبِ اطفال [illegible] ساتھ ہی وہ دوڑا گھر
آنا جلدی کا [illegible]
[illegible]

۸۰

اوجِ اقبال پہ ہے اخترِ تقدیرِ بہار
دامنِ کوہ پہ کھینچی گئی تصویرِ بہار
بڑھ کے جانے لگی گردوں پہ تنویرِ بہار
موج نے ہوگئی گلِ تر بنگئی زنجیرِ بہار
کہیں بڑھنے دیا پودوں کو کہیں روک دیا
جب بڑھی حد سے کوئی شاخ وہیں روک دیا

۷۹

قدرتی چشمے اُبلتے ہیں کہ پانی کا وہ زور
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوائیں وہ گھٹائیں گھنگھور
لالہ کو دیکھ کے مرغانِ نوا سنج کا شور
آنکھیں کھلجائیں ابھی آئے اگر نرگسِ کور
گل مہکتے ہیں پرندوں کے فسانے سن کر
چٹکیاں غنچے بجاتے ہیں ترانے سن کر

۷۸

مست ہوں دل پہ مرے کیف ہے کیوں ہو طاری
وہ بہار اور ہر اک سمت وہ چشمے جاری
پتیاں ہر گلِ خود رو کی وہ پیاری پیاری
پیکرِ کوہ میں سبزہ کی قبا زنگاری
دامنِ سبز پہ قطرے جو پڑے باراں کے ہیں
جا بجا سوزنِ قدرت نے گہر ٹانکے ہیں

۷۷

کوہ پر جب گلِ ریاں کی سواری آئی
اُٹھ کے رحمت کی گھٹا حدِ نظر تک چھائی
بنگیا شیشۂ صہبا فلکِ مینائی
آگئی ابرِ قدح نوش کو اب انگڑائی
ایک ہوتے نظر آئے مہ و ماہی مجھکو
ساقیا حشر ہوا آئی جماہی مجھکو

۷۶

کرکے بند آنکھیں جو کھولیں تو ہوا دل پُر نور
اُس جبل پر گئے مولا کہ جو تھا غیرتِ طور
موسیٰ آلِ محمد نے کیا واں جو ظہور
ارنی کہہ کے بڑھے کوہ کے ساکن مسرور
خبر آمد غش روئے پُر انوار نے دی
لن ترانی کی صدا حسن ضیا بار نے دی

۲۸۱

شاداں ہے غنچے میں کچھ دل ہی تأسف ہی نہیں
سبزہ بیگانوں کا محتاج تلطف ہی نہیں
بے تصنع وہ سجاوٹ کہ تکلف ہی نہیں
دست قدرت کے سوا اور تصرف ہی نہیں
دامن حسن میں پھولوں کی بسر ہوتی ہے
چاک کرتے ہیں گریباں تو سحر ہوتی ہے

۲۸۲

ہے کہیں برگ و بار کی دُرافشانی
کہیں سبزے نے بچھا رکھی ہے چادر دھانی
قوت نامیہ بڑھ گئی یہ طغیانی
سنگ خارا کا جگر توڑ کے نکلا پانی
یہ تری کیسی لب کوہ ہے پیدا ساقی
جیسے شیشے سے چھلک اٹھی ہے صہبا ساقی

۲۸۳

ساقیا آج ہر کوہ اُٹھے بادۂ ناب
صورت حضرت موسیٰ ہو نہ بیہوش شتاب
ذکر فرہاد سے کیا کام وہ تھا خانہ خراب
دل کو شیریں کی نہیں عشق ہے مجھ کو تو شراب
خوشتر از فکر مے و جام چہ خواہد بودن
تا ببینم سرانجام چہ خواہد بودن

۲۸۴

رو ارنی کا جو دستور نظر آتا ہے
چشم میخوار میں ہر انگور نظر آتا ہے
شیشہ اک دیدۂ مخمور نظر آتا ہے
جام مے قبّۂ طور نظر آتا ہے
کوہ پر دیکھ کے پھولوں کے کٹورے ساقی
مجھ سے بڑھنے لگے ہیں آنکھ کے ڈورے ساقی

۲۸۵

مست ہے گلشن اعجاز میں کر تحلیل
تو بھی کہہ دے کہ مئے عرفاں کی کرو سبیل
آتش تر سے کلیجہ ہو خنک کرو سبیل
پھول بن جائے یہ آگ اے گل گلزار خلیل
جب سے کھلے کوئی کلی ساغر گل بن جائے
خار حسرت چمن خلد کا گل بن جائے

٣٨

٨٦

پیرِ ساقی ہی سے دریا فشانی سیکھی
ابرِ تر نے صفتِ فیض رسانی سیکھی
بلبلِ سدرہ نے بھی زمزمہ خوانی سیکھی
لبِ میخوار نے اعجاز بیانی سیکھی
نظم صاف آئینۂ حسنِ حقیقت ہی سہی
خیر اعجاز نہیں ہے تو کرامت ہی سہی

٨٧

درسِ عرفاں کی ہوئی بابِ علی سے تکمیل
اسی مکتب سے کیا علمِ ولایت تحصیل
کیوں نہ پھر دوں ابھی اپنے سخن کی تمثیل
ایک استاد کا شاگرد ہوں میں اور جبرئیل
وہ بھی میری ہی طرح بابِ شہِ دیں کے ہیں
ہے یہی بات مگر کہنے سے جو وہ لکھتے ہیں

٨٨

مست جبرئیل ہیں پڑھتا ہوں میں ساقی نامہ
شورِ مدحت سے مچا ہے وہ جو تھا ہنگامہ
بن گیا ہے جو قلم مے کی پری رنگیں خامہ
شاہدِ نظم نے پہنا ہے گلابی جامہ
سرخرو ہو کے عجب پایۂ رفعت پایا
مدحتِ ساقیِ کوثر میں یہ خلعت پایا

٨٩

ساقیا نشۂ الفت میں جو ہم چور ہوئے
رند مشرب تری توصیف سے مشہور ہوئے
چمکے جب داغِ جگر صاعقۂ طور ہوئے
دل میں چھالے جو پڑے دانۂ انگور ہوئے
یوں ترے ہجر میں روئے ہیں شرابی ساقی
ہو گئی اشکوں کی رنگت بھی گلابی ساقی

٩٠

شکر صد شکر گیا دل سے غبارِ ہم و غم
اسد اللہ و ید اللہ ہے تو حق کی قسم
کج نہیں تیرے ہی فرزند کے جھکتے ہیں قدم
ہو گئی آلِ نبی نورِ خدا شمعِ حرم
ہوگی حاصل دلِ مضطر کو تسلی دیکھیں
گر نہیں موسیٰ ہے موسیٰ کی تجلی دیکھیں

۹۱

ہیں سرِ کوہ باعجازِ امامِ والا
کر کے چشمے سے وضو قبلۂ دین و دنیا
آئے سجادۂ طاعت پہ پڑھی صبح کی قضا
باندھی نیت تو کھلا عقدۂ اسرارِ خدا
جز خلوص اور نہ تھا کوئی عبادت میں شریک
ہوئے چالیس بشر آکے جماعت میں شریک

۹۲

پڑھ چکے قبلۂ کونین جو خالق کی نماز
عرض کی ابنِ مسیب نے کہ اے بندہ نواز
یہ جگہ کونسی ہے کون ہیں یہ اہلِ نیاز
لبِ اعجاز سے گویا ہوئے سلطانِ حجاز
قاف کے نام سے جو کوہ ہے موسوم یہ ہے
ہیں یہ خاصانِ خدا خوبی معصوم یہ ہیں

۹۳

بعد ازاں بند کیں اور کھولدیں آنکھیں فورن
وہی بغداد کا زنداں تھا وہی اگلی زن
وہی زنجیر وہی طوق وہی رنج و محن
وہی زنداں وہی ایذا و ستم کا قدغن
شکر فرماتے تھے پر روح جو گھبراتی تھی
نہ ہوا آتی تھی حجرے میں نہ دھوپ آتی تھی

۹۴

تھا اسی قید میں اک امتِ عاصی کا شفیع
حاضرِ خدمتِ اقدس جو ہوا ابنِ ربیع
عرض کی پیشِ خدا آپکا رتبہ ہے رفیع
حاکمِ وقت نے بلوایا ہے اے حق کے مطیع
دشمنِ آلِ شہنشاہِ نجف بیٹھا ہے
کرکے سر کاٹنے کو تیغ بکف بیٹھا ہے

۹۵

کہکے بسم اللہ اُٹھا حافظِ اسمائے خدا
زیرِ لب آپ نے آہستہ پڑھی ایک دعا
پھیر کر ہاتھ رُخِ پاک پہ حضرت نے کہا
وہ نگہبان ہے میرا نہیں ڈر مجھکو ذرا
فضل کے ساتھ وہ منصوص من اللہ چلا
محفلِ حاکمِ باطل میں حق آگاہ چلا

۹۶

فضل دربار میں آیا مع فضل داور
دیکھتا کیا ہے شقی کانپ رہا ہے تھر تھر
عرض کی آئے ہیں فرزند جناب جعفر
ابن عم کہہ کے پکارا شہ دیں کو خود بر
تا بہ مسند بصد اعزاز وہ لایا شہ کو
مرحبا کہہ کے قریب اپنے بٹھایا شہ کو

۹۷

ڈالکر ہاتھ گلے میں یہ پکارا مغرور
حق یہ ہے وارث اورنگ خلافت ہیں حضور
کیوں مرے پاس نہیں آتے امام جمہور
شہ نے فرمایا کہ تو تشنۂ دنیا ہے جو
ہم فقیروں کو نہ دولت سے نہ شاہی سے غرض
قید میں بھی ہے فقط یاد الٰہی سے غرض

۹۸

پانی پانی ہوا یہ سن کے وہ حق کا دشمن
جعفری گل کے لئے عطر منگایا احسن
ریش اقدس کو معطر کیا کہکر یہ سخن
زینت گلشن اسلام سے کیسی ان بن
نور معبود سے بستان زمن روشن ہے
آپ سے ملت بیضا کا چمن روشن ہے

۹۹

فضل نے پوچھا یہ شخص تو جو ہے سجدۂ شاہ امم
ای امیر آگئی کیوں آپ کی طبع کریم
کی عوض قتل کے تعظیم گرفتار ستم
کہا ہارون نے بیشک ہی تعجب ہے ستم
میری آنکھوں نے عیاں حشر کا سامان دیکھا
اس محل میں ابھی انبوہ فراواں دیکھا

۱۰۰

گوشہ گوشہ سے صدا آتی تھی پیہم بیباک
پھینک دے ہاتھ سے تلوار ابھی او سفاک
ہے ارادہ تو اگر فاسد تو یہی ہوگا ہلاک
گر کے یہ قصر زمیں پر ابھی جائیگا خاک
فضل اسوقت نہیں گرچہ وہ حالت باقی
دل میں اب تک ہے مگر کا دہشت باقی

۱۰۱

بے خبر ابنِ مولا سے نہ تھا پر تقدیر
باز آیا نہ شقاوت سے رکھا پھر بھی اسیر
قتل پرور کے لئے روز نئی کی تدبیر
ہوا سازش میں یک ابنِ شاہک سا شریر
ہو چکا تھا یہی ظالم شہِ بیجاہ کا دوست
حرص حاکم نے کیا حاکمِ گمراہ کا دوست

۱۰۲

تھا نگہبان شہر دوسرا ابنِ زبیر
ایک دن کہنے لگے آپ کہ آئی ہے خبر
بعد دو روز کے حالت مری ہو جائیگی غیر
تیسرے روز سے ہے گلشنِ فردوس کی سیر
ہے ارادہ کہ مدینہ کو گزر جاؤں
اپنے فرزند کو آج اپنا وصی کر آؤں

۱۰۳

کچھ امانت مرے ہمراہ ہے پیغمبرؐ کی
اب وراثت یہی دولت ہے مرے دلبر کی
بولا دربان خوشی جو ہے شہِ بحر و بر کی
مرے ماں باپ فدا ابن ہیں اس گوہر کی
فتنہ اٹھے نہ کوئی خوف ہے مجھ کو جاں کا
قفل وا کر نہیں سکتا میں تو زندان کا

۱۰۴

مسکرایا وہ درِ علمِ نبیؐ کا دلدار
اس سے فرمایا نہیں قفل کا کھلنا درکار
دیکھ جاتا ہوں مدینہ کی طرف کو ناچار
کہہ کے یہ آنکھوں سے اوجھل ہوئے شاہِ ابرار
جس سے زندان میں رہتی تھی تجلی تو رہا
خاک پر صرف مصلّیٰ تھا مصلّی نہ رہا

۱۰۵

تھوڑی ہی دیر میں پھر ہو گیا زندان پُر نور
آ گئے اپنے مصلےٰ پہ امامِ رنجور
موت کا وقت ہے اب جان بھی ہے تن سے دور
بھیج ہارون نے کچھ زہر ملا کر انگور
رہا یہ مگر ابنِ شاہک ستمگار کے ہاتھ
کہا کھانے کے لئے شاہ سے اصرار کے ساتھ

۱۰۶

نوش کرتے تھے وہ انگور امام دلگیر
سگ ہارون وہاں پہنچا شتابا کر زنجیر
تشنے نے پھینکا اُسے آگ اور نہ کی وقت کی دیر
کھا کے وہ مر گیا کی زہر نے فوراً تاثیر
ذکر حاکم سے جو اک ستم آرا نے کیا
کہنے لگے کہ مرنے پہ جو اُس سگ دنیا نے کیا

۱۰۷

حاکم شوم کو جس وقت یہ پرچہ گزرا
جاں بلب ہو گئے ہیں نہر سے شاہ والا
بھیجے زندان میں پھر کچھ علما و فضلا
بن تامل کے بعد مکر یہ اُن سب نے کہا
لوگ کہتے ہیں کہ حاکم نے اذیت دی ہے
آپ سب دیکھ لیں حالت جو تہِ دیں کی ہے

۱۰۸

نہ کوئی جسم پہ ہے زخم نہ دُرّے کا نشاں
نہ کوئی تیر لگا ہے نہ کہیں تیغ و سناں
دست و پا دیکھیے اور نہ ہو گر ایماں
سُن کے یہ کہنے لگے بادشہ کون و مکاں
آلِ احمد پہ بڑا ظلم کیا ہے اس نے
حکم ہارون سے مجھے زہر دیا ہے اس نے

۱۰۹

مجھے ظاہر میں ہے تپ اصل میں سم کا اثر
ہو گا کل تک مرا تن سبز برنگ گلِ تر
پھول زینت پہ ہے فردوس معلیٰ کا سفر
حق و ناحق کا ہے پھر فیصلہ پیش داور
ستم و ظلم کا مہماں سزاوار نہ تھا
سبب کچھ بھی مرے کرنے کی کہ خطاوار نہ تھا

۱۱۰

کہا مسیب کا بیاں حاضر خدمت میں تھا
متغیر تھی بہت حالت سلطانِ ہدا
اُٹھ گیا تھا تنِ اقدس پہ ورم وا اسفا
مجھ سے اُس سید مسموم نے پانی مانگا
تشنگی زہر کی وہ تھی شہِ والا کے لیے
میں نے حاضر کیا پانی گلِ زہرا کے لیے

۱۱۱

آخری وقت سیب نے دیا شاہ کو کب
کر زہیوں تشنگی موت کے آفتاب
یاد آیا مجھے اک تشنہ دہن عرش جناب
پیاس سے جسکی زباں خشک تھی اور دل تھا کباب
دو شب و روز سے تھا حق کا فدا پیاسا
زیر خنجر وہ محمد کا نواسا پیاسا

۱۱۲

اک مسلماں تھا سیب شہ ہفتم کے قریں
اُس سے دیکھی نہ گئی حالت خضرہ دیں
کلمہ گویوں سے تھی بُرا ریہ کی ساری زمیں
دل بر ساقی کوثر کا نہ تھا کوئی معیں
تھا یہ دشوار کر دیں دشمن جانی پانی
تشنہ تر تیغ بھی کہتی ہے پانی پانی

۱۱۳

کُند خنجر سے کٹی حلق شہنشاہ عرب
ہے مگر واقعہ موسی کاظم بھی عجب
تیغ کے وقت جو بیتاب تھا وہ عاشق رب
کیا فرزند کو زندان میں باعجاز طلب
آیا دلبند تو سینے سے لگایا اُسکو
تھا کوئی راز جو چپکے سے بتایا اُسکو

۱۱۴

دفعتاً روح ہوئی پیکر اقدس سے جدا
باپ کی لاش پہ کہتا تھا پسر واویلا
اپنے ہی ہاتھ سے پھر غسل و کفن خود کو دیا
کیا تیار جنازہ بھی لیے دور اعدا
نہ کھلا اور کسی غیر پہ راز میت
خود پڑھی آپ نے زندان میں نماز میت

۱۱۵

یونہیں طے ہو گیا زندان میں سب امر مخیر
رہا ہمراہ غلام آپ کا اور ابن زبیر
پھر اُٹھا درد جگر حالت امام ہے غیر
کی محمد کے نواسے نے جو فردوس کی سیر
لاش پر کوئی نہ تھا اشک بہانے کیلئے
خاک اُڑتی تھی کفن شہ کو پہنانے کیلئے

۱۱۶

کون تھا اے کے ادا کرتا جو میت پہ نماز
نہ ملیں غسل و کفن رہ گیا سلطان حجاز
شادیانوں کی وہ جھنکل میں چھپا نکے آواز
ظلم کے ہاتھ کئے فوج ستمگر نے دراز
نہ بچا کوئی دم دلبر حیدر کے لئے
پائمالی کی جفا سبط پیمبر کے لئے

۱۱۷

ایک بیمار پسر وہ بھی اسیر بیداد
جس طرح قید ستم میں تھا غریب بغداد
جب کبھی سنتے محب درد سے قصّہ کی روداد
لایا کچھ لوگوں کو ہمراہ وہ کچھ اہل عناد
ہائے ظالم نے نہ بیکس کا اٹھایا لاشہ
کھول کر بند کفن سب کو دکھایا لاشہ

۱۱۸

اس طرح بے ادبی کر چکا جب بدانجام
آئے مزدور اٹھانے کے لئے لاش امام
اس قدر لوٹ رہے ہیں جگر ہو سکے تھے شاہ انام
بوجھ سے جسکے نہ حمال اٹھا سکے تھے گام
بعد مرنے کے مقید تھا برابر ہے ہے
قید ہستی سے چھٹے بھی تو گرفتار رہے

۱۱۹

ساتھ اوزار لئے آئے وہاں سب حداد
بیڑیاں کاٹی گئیں اور ہوا قیدی آزاد
لے چلے پل کی طرف لاش کو وہ اہل فساد
کہتے جاتے تھے یہ ارباب ستم با دل شاد
لوگ حاکم کے مخالف کا تماشا دیکھیں
جسر بغداد پہ رکھا ہوا لاشہ دیکھیں

۱۲۰

اور اسکے بھی کہتے تھے کچھ الفاظ بعید
سخن سخت وہ [illegible] سکتے نہیں جب صاحب دیں
جب سلیمان نے سنا حال ہوا دل غمگیں
آ گیا پھینک کے دستار کو وہ اہل یقیں
چھین لی لاش وہ خود لیکے چلا روتا ہوا
سر جھکائے ہوئے منہ آنسوؤں سے دھوتا ہوا

۱۳۱

آگے آگے تھی بلند ایک منادی کی صدا
موسیٰ آلِ محمدؐ کا جنازہ اُٹھا
قید سے جانبِ فردوس گئے شاہِ ہدیٰ
سب کو لازم ہے کریں نالہ و فریاد و بُکا
لاش یہ حیدرِ کرار کے گلفام کی ہے
روح ہمراہ رواں بانیٔ اسلام کی ہے

۱۳۲

ہوگئے ساتھ جنازے کے ہزاروں دلگیر ب
لائے جب بقعہ میں لاشِ امامِ ابرار
ڈال دیا اور کفن شہ کو بصد عزّ و وقار
صرف اسمیں ہوئی تھیں اشرفیاں ڈھائی ہزار
محو تھے جن و ملک شان عبارت وہ تھی
پورا قرآن تھا تحریرِ طہارت وہ تھی

۱۳۳

دفن بیکس کو کیا عزت و توقیر کے ساتھ
تھی مگر بے کفنی لاشۂ شبیر کے ساتھ
برچھیاں سمجھے تھے جائز تنِ دلگیر کے ساتھ
کیا شقاوت تھی نہیں صاحبِ تطہیر کے ساتھ
قبر کیسی یہ ستم سیدِ مظلوم پہ تھے
سُمِ رہوار کے کل لاشۂ معصوم پہ تھے

۱۳۴

اک یہ تحریر ہے علامہ دربندی کی ع
جب گرا خاک پہ رہوار سے لعلِ نبی
خیمے سے نکلی جگر گوشۂ زہراؑ و علیؑ
ڈھونڈھنے سے بھی نہ لاشِ شہِ مظلوم ملی
رو کے کہتی تھی کہاں ہو مرے سبطِ پیمبر بولو
لٹ گئی آئی ہے بہن آئی ہے برادر بولو

۱۳۵

سنگ بھی لگ گئے کھانے کو نہیں جن کا شمار
مقتلِ شاہ میں تھا پتھروں کا انبار
جذبِ دل نے وہیں پہنچا دیا با آہِ فگار
اُسکے جب ڈھیر ہٹایا تو کہی عاشقِ زار
پتھروں میں ہے وہ لعلِ مدنی واویلا
بن میں مظلوم کی لاش ہے غریبی واویلا

ع سعادات ناصریہ مؤلفہ علامہ دربندی علیہ الرحمۃ مطبوعہ مطبع محمد حسین تبریزی ص ۴۹۵ سطر ۱۲ لغایۃ ۱۲ بزبان فارسی پہلے یہ روایت انہوں نے یہ روایت اپنی کتاب اسرار الشہادت میں لکھی ہے وہ کتاب عربی میں ہے جبیر ۱۲

سلام

[illegible]

بفضلہ تصنیف مرثیہ ہذا بتاریخ ۱۷ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ
باختتام رسید

ربا عی

مشہور ہے ذوالفقار شمشیروں میں — چمکے وہ تو کچھ خوشی ہو دل گیروں میں
سجادؑ کا غم موسی کاظم کا ملال — جکڑا ہوں خبیر ڈھری زنجیروں میں

مرثیہ ۱۰

فردوس کی ہوا مرے باغ سخن میں ہے

تعداد بند (۱۲۱)

درحال امام رضا علیہ السلام

مصنّفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت امام رضا علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا غَرِیْبَ الْغُرَبَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
یَا مُعِیْنَ الضُّعَفَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَمْسَ
الشُّمُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَنِیْسَ النُّفُوْسِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْمَدْفُوْنُ بِاَرْضِ
طُوْسِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُغِیْثَ الشِّیْعَةِ وَالزُّوَّارِ
فِیْ یَوْمِ الْجَزَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا الْحَسَنِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ فَاشْفَعْ لِیْ

تاریخ ولادت ۱۱ ذلقعدہ سنہ ۱۵۳ھ شہادت ۲۳ ذیقعدہ سنہ ۲۰۳ھ

جائے دفن مشہد مقدس
خراساں

۲۸۶

۱

فردوس کی ہوا ہے باغ سخن میں ہے
خوشبوئے ہشت خلد دماغ سخن میں ہے
(دیوانہ جنتوں کی دماغ سخن میں ہے)
نور جبین حور چراغ سخن میں ہے
صہبائے سلسبیل ایاغ سخن میں ہے
ہے جوش مے طبع لطافت بہشت میں
لہرا رہا ہے چشمۂ کوثر بہشت میں

۴۹

۲

دریائے فکر کی یہ روانی ہے ورنہ خود
ملتا نہیں ہے بحر فصاحت کا دُر ڈھونڈ
دیکھے یہ چشم صاف تو بینا ہو چشم کور
اللہ کرے جسکو تو ہی بس کس کا زور
اس لامکاں کا نور یہیں جلوہ گر ملا
سب کچھ ملا جو آل محمد کا در ملا

۳

یہ در وہ ہے فقیر جہاں ہوگئے امیر
اس در کا جو گدا ہے وہ ہے آسماں پر
خاکستاں کی خاک کے ذرے ہیں مہ منیر
تکیے کے ہوگئے ہیں جو کھٹے ہیں خیر
جام مے ولا سے جو سرشار ہوگیا
دل ہمنوائے بوذر و عمار ہوگیا

۴

اتنا نہیں ہے بوذر و عمار پہ ہجوم
لیکن اسی گلی کا ہوں ہو کچا ہوا فقیر
بازو جو ہے نبی کا وہ اپنا ہے دستگیر
مداح آل فخر صادق ہوا فخیر
دامن میں ان کے رحمت حق کچھ گیا ہے
جز داں میں جس طرح سے خدا کی کتاب ہے

۵

محبوب کبریا کا میں عاشق زہے نصیب
بندہ غلام فخر صادق زہے نصیب
بگڑا ہوا زمانہ موافق زہے نصیب
جبریل پر جو منھ سے ہیں ناطق زہے نصیب
یہ اسکا مرتبہ ہے جو خالق کا نور ہے
قرآں نہیں تو مصحف حضرت ضرور ہے

۶

شامل ہے لطف بادۂ آسماں ختم
مجھکو ثنائے آل سے ہے کام یک قلم
مدحِ امامِ ضامنِ ثامن جو ہے رقم
فضلِ خدا سے یہ مسدس ہے محترم
انگشتری نظم کا طرفہ قرینہ ہے
ہے مرثیہ کہ آٹھ پہل کا نگینہ ہے

۷

اب حاملانِ عرشِ الٰہی سے ہے خطاب
میری کتابِ نظم کا یہ آٹھواں ہے باب
اصحابِ کہف دیکھیں سخن کا مرے شباب
ہیں سامنے لما اجرتِ موسیٰ بھی انتخاب
دروازوں پر جناں کے ہے شہرہ بیان کا
میں مدح خوان ہوں موسیٰ کاظم کی جان کا

۸

ہے شورِ نظم گنبدِ فیروزہ رنگ تک
فضلِ خدا سے شاہِ خراساں کی ہے کمک
ہیں سات آسمان یہ ہے آٹھواں فلک
یوں مدح خوانِ شاہ ہے گرد و نیم ہر ملک
دل ڈوبے ہیں شرابِ ولا کے پیالے میں
کیا کچھ نہیں ہے آٹھ ورق کے رسالے میں

۹

ممدوح میرا دونوں جہاں کا امام ہے
مضبوط جس کے دینِ خدا کا نظام ہے
اصلِ اصول شجرۂ دین لا کلام ہے
شمعِ حریمِ حرمتِ بیت الحرام ہے
کعبہ گواہ ہے کہ عجب مرتبہ دیا
مشہد کو اس نے قبلۂ ہفتم بنا دیا

۱۰

اے چشمِ شوق دی ہے جو اشتر نے نظر
ہر مصرعِ سخن کے حروف سنہرے ہیں غور کر
چمکا رہا ہے لطفِ شہنشاہِ بحر و بر
اس مرثیے پہ ہے نظرِ کیمیا اثر
ماہِ عجم کی مدح سے کامل ہے یہ کلام
ہاں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے یہ کلام

۱۱

سرسبز میرے باغِ سخن کے ہیں شجر
ہیں وہ اثر سے کہ پھول زمرد کے جلوہ گر
صفحہ بنا ہے طوطیِ سدرہ کا سبز پر
توفیقِ خضرِ راہ ہے قسمت ہے راہ پر
مداح کو ثنائے رضا کی امنگ ہے
اب تو زمینِ نظم بھی فیروزہ رنگ ہے

۱۲

منسوب ہے یہ رنگ جو سادات کی طرف
اس نظم کی ہے دھوم خراساں سے تا نجف
ممدوح میر موسیٰ کاظم کا ہے خلف
مجھ کو بھی اپنے جد کی ثنا کا ملا شرف
معقبل کے در کا ذرہ ہوں مقبل نہیں سہی
دعبل کی خاک تو ہوں دعبل نہیں سہی

۱۳

ہمعصر گرچہ کہتے ہیں بارہا جواب
جو قابلِ جواب ہوا اس کا کیا جواب
فیروزہ سخن کا جو ہے رنگ لاجواب
کہتے ہیں جوہری کہ نہیں ہے ترا جواب
مجلس کو نورِ مدح سے معمور کر دیا
تو نے تو لکھنؤ کو نشاپور کر دیا

۱۴

رنگِ بہار رنگِ خزاں کھو رہا ہے آج
ابرِ کرم لباسِ چمن دھو رہا ہے آج
باغوں میں انتظام نیا ہو رہا ہے آج
بیدار بختِ سبزہ ہے کب سو رہا ہے آج
ابرِ بہار را کہ بہار فام کردہ اند
رنگِ سحر زہشتِ چمن وام کردہ اند

۱۵

پھرتے ہیں میری چشمِ تصور میں کئی بار
باغِ رضا میں روضۂ رضواں کی ہے بہار
پہنچی ہے فکر سوئے خراساں بافتخار
پلٹا ہے ذہن پھر عربستاں میں ایکبار
حاسد پہ برقِ طبع تجلی نشاں گری
دیکھو یہ کوندتی ہوئی بجلی کہاں گری

عہ بربنائے شہرت دعبل کو بکسر بائے موحدہ عرض کیا خبیر ۱۲

ٹ ہندوستان کو تو نے نشاپور کر دیا

۱۶

لازم ہے مجکو باغ رسول امم کی سیر
یعنی مدینہ رشک گردون حرم کی سیر
بعد اُسکے مشہد شہ عالی ہمم کی سیر
پہلے عرب کی سیر کروں پھر عجم کی سیر
ممدوح میرا باغ پیمبر کا پھول تھا
سب سے الگ مجاور قبر رسول تھا

۱۷

گوشہ نشیں مدینہ میں تھا رضی رضا
عباسیوں کے دور سے فتنہ کا زور تھا
دن رات کے فساد سے اک حشر تھا بپا
ہر شہر میں بغاوتیں ہوتی تھیں رونما
دام بلا یہ عہد تھا سادات کے لئے
مامون کا تھا دور فسادات کے لئے

۱۸

دل میں خیال کرتے تھے یہ بانیٔ فساد
سادات کے سبب سے ہے دنیا میں یہ فساد
اس واسطے یہ چال چلے وہ بد اعتقاد
سید کوئی شرف میں فنا سے نہیں زیاد
حاکم وطن سے کرکے طلب نیکنام کو
فرضی خلیفہ اپنا بنائے امام کو

۱۹

ہیں علم و فضل و زہد میں بیشک وہ منتخب
حاجت نہیں بیاں کی عیاں ہے حسب نسب
اس عہدۂ جلیل کا مژدہ ہے ناواب
سادات اُنکو جانتے ہیں لائق ادب
سکہ دلوں پہ دلبر حیدر بٹھائے گا
اُنکے لحاظ سے نہ کوئی سر اٹھائے گا

۲۰

یہ رائے خود غلط نے سمجھ لی جو استوار
بھیجے خطوط علم کے مخزن کو بار بار
مضمون یہ تھا کہ ہے دل مشتاق بیقرار
ہے قائل فضائل مولا یہ خاکسار
ہے آرزو کہ دیکھ لوں خالق کے نور کو
تفویض کر دوں اپنی حکومت حضور کو

۲۱

مولا کے ہر جواب کا حاصل یہی تھا آہ
ہے میرے دل میں خواہش دنیا نہ حب جاہ
مرغوب ہے ہوائے مدینہ خدا گواہ
جنت ہے قرب قبر رسولؐ فلک پناہ
مجبوریاں پسند ہیں ہر اختیار پر
رہنے دے مجکو اپنے نبیؐ کے مزار پر

۲۲

انکار اس طرف سے تھا اصرار تھا ادھر
آخر لئے پیام طلب آئے اہل شر
جس طرح سے حسینؑ نے چھوڑا تھا اپنا گھر
مولا مرا یہ جبر ہوا عازم سفر
غل تھا رسولؐ پاک کی سرکار لٹ گئی
پھر آج آل احمد مختار لٹ گئی

۲۳

یثرب سے جا رہا تھا محمدؐ کا نور عین
کیا کم وطن کے واسطے تھا ماتم حسینؑ
آئی ندا البقیع سے اے سدم بشور و شین
اے میرے لعل اے مرے مجروح دل کے چین
کچھ درد دل حسینؑ کی صورت نہ کہہ سکے
تم بھی مری لحد کے مجاور نہ رہ سکے

۲۴

افسوس کس طرح ہوا تاراج میرا باغ
محسنؑ کی لاش گود میں خیبر کا دل میں داغ
شبیرؑ دو دو ماں پیمبرؐ کا تھا چراغ
حاصل ہوا نہ سوگ سے اسکے کبھی فراغ
یوں تو کبھی بھرے گا نہ تیر جگر کا زخم
تازہ ابھی ہے دل میں تمہارے پدر کا زخم

۲۵

محسنؑ تو ضرب مشت سے بیجان ہو گیا
شبرؑ کو میرے زہر دیا وا مصیبتا
شبیرؑ کے گلے پہ چلا خنجر جفا
عابدؑ کو پہلے قید کیا زہر پھر دیا
بالکل ڈرے نہ خالق اکبر کے قہر سے
مارا ہے میرے باقرؑ و جعفرؑ کو زہر سے

٢٦

ناسور بن کے دل میں رہا ظلم کا داغ غم
افسوس پہلے قید میں کھائے صد ستم
پھر قید ہی میں آپ کو دیا بجائے سم
محبس ہی گھر رہا مسافر سوئے عدم
بیکس پہ انتہائے اسیری گذر گئی ع
زنداں میں جوانی و پیری گذر گئی

٢٧

تم باعث سکون دل بیقرار ہو
میرے خزاں رسیدہ چمن کی بہار ہو
نائب نبیؐ کے حجت پروردگار ہو
اب سارے خاندان میں تمہیں نامدار ہو
تم سے مرا نشان ہے باقی جہان میں
جو کچھ ہو تم ہو اب کے اُجڑے مکان میں

٢٨

گویا ہوئے زبان ادب سے امام دیں
اے جدۂ معظمہ عاجز ہے یہ حزیں
میں چھوڑتا نہ آپ کی خوشی سے یہ زمیں
لیکن بہ جبر مجھ کو بلاتے ہیں اہل کیں
کچھ یہ نہیں ملال کہ مجھ سے وطن چھٹا
غم ہے تو یہ مزار رسولؐ زمن چھٹا

٢٩

انجام کے خیال سے تھا شور و بکا
تھے گرد جمع خویش و اقارب بحال زار
بیت الشرف میں شور قیامت تھا آشکار
ہمشیر شہ تھیں فاطمۂ زہرا کی یادگار
معصومہ تھا خطاب وہ عصمت شعار تھیں
زینبؑ کی طرح بھائی پہ اپنے نثار تھیں

٣٠

کہتی تھی یوں بہ آہ و فغاں وہ نوحہ گر
گر مجھ سے جائیے گا سوائے بحر و بر
جینا وبال ہو گا مجھے آپ سے چھوٹ کر
اے بھائی جان آپ سے آباد ہے یہ گھر
منہ اشکوں سے فراق میں دھویا کروں گی میں
خالی مکان دیکھ کے رویا کروں گی میں

ع یہ بیت مرزا دبیر مرحوم کی ہے صرف موقعہ کے لحاظ سے حضرت کے بجائے بیکس کہا گیا ہے

۲۱

جب تجھ سے [illegible]

دو رنگی [illegible]

[illegible] مقبول [illegible]

بندہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عطا کیا

[illegible] عطا کیا

۲۳

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۴

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۵

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۲

بولا اُدا سن جو سے وہ دلبر امام
ایسی خوشی میں تو نہ چھوڑونگا یہ مقام
یہ سن کے آیا شاہ کی خدمت میں وہ غلام
سرکار کو یہ حال سُنایا بصد سلام
اُٹھے امام اپنے یتیم کے منانے کو
حضرت خود آئے لخت جگر کے منانے کو

۳۳

دیکھا پسر کا حال تو گھبرا گیا وہ ماہ
جا بیٹھا اک مقام پہ با حالتِ تباہ
رو کر دعائیں کرتا تھا وہ حزیں جانِ شاہ
کچھ دیر بعد کہنے لگا عبدِ خیر خواہ
اس حال پر ملال پہ یہ نیم جاں فدا
ای شاہزادے چلئے ہے باپ ماں فدا

۳۴

فارغ ہوئے طواف سے جب شاہِ سرفراز
پڑھنے لگے مقامِ براہیم پر نماز
دلبند شہ جناب نقی اخترِ حجاز
کمسن مگر مطیعِ خداوندِ بے نیاز
آثارِ خوفِ حق عیاں رخ سے صاف تھے
کاندھے پہ اک غلام کے مصروفِ طواف تھے

۳۵

ہر چند بیقرار بہت تھا دلِ حزیں
روضہ کے باہر آ گئے سلطانِ مومنیں
لی راہ مکہ چھوڑی مدینے کی سرزمیں
کعبہ میں آ یا قبلۂ دیں کعبۂ یقیں
مقصد یہ تھا رضائے الٰہی حصول ہو
امن وطن کا طوفِ دعا میں قبول ہو

۳۶

گھر آئے صحن و صفہ میں ہو لا بر دو یا س
گھر ہوتے روتے غش ہوئے دلبر دریا س
بیکس کا چہرہ دیکھ کے دیواریں تھیں اُداس
محراب کہہ رہی تھی کہ ای شاہِ حق شناس
جلوہ تھا سب یہ آلِ پیمبر کے پھول کا
سونا ہوا اب آج سے روضہ رسول کا

۴۱

فرمایا پیارے کو اٹھوا کے قمر
نور نگاہ میوہ دل پارہ جگر
شہزادے نے کہا کہ میں کیا جاؤں اپنے گھر
اب شاہ دیں اکیلے رہیں گے میں عمر بھر
بولے امام دیں مرے نور نظر ہو تم
راضی رہو قضا پہ فلک کے پسر ہو تم

۴۲

جنس رضائے حق کے خریدار ہو تمہیں
غمدیدہ اہلبیت کے غمخوار ہو تمہیں
وارث تمہیں ہو اور پرستار ہو تمہیں
اب تو خدا کے بعد مددگار ہو تمہیں
چپ ہو گیا وہ حاکم شرع متین سے
فرما کے الوداع شہ نور عین سے

۴۳ مطلع

گھر سے جب غریب خراساں رواں ہوا
اصحاب خاص رونے لگے خوف جاں ہوا
پہونچے جو تا کمر بحر کا سامان عیاں ہوا
حضرت شہ کے کرشمۂ قدرت عیاں ہوا
جس کوہ پر گئے اسے گلزار کر دیا
تاریک جنگلوں کو ضیا بار کر دیا

۴۴

پڑتی نظر وہ بارش رحمت قدم قدم
صدقے تھی رسول پہ جنت قدم قدم
رستے میں معجزوں کی وہ کثرت قدم قدم
تازہ وہ شاخسار کرامت قدم قدم
ہر برگ خشک غیرت ریحان تر بنا
جب خار پر نگاہ پڑی نیشکر بنا

۴۵

جب باغ کے قریب گذر راہ خدا ہوا
سنبل کو سنبلہ کیا نرگس کو چشم ور
جاری تھا فیض سحر کرامت قریب و دور
پہونچے اسی طرح جو نیشاپور میں حضور
آواز آئی آمد شاہ غریب ہے
پیاسو چلو کہ چشمۂ رحمت قریب ہے

۴۶

وہ شہسوار، قاطرِ اشہب پہ سوار
بالائے پشت جس کے عماری ہے زرنگار
ہے سائبان دامنِ رحمت بصد وقار
صورت سے شان و جاہ و جلالت ہے آشکار
آیاتِ نورِ عارضِ تاباں کی ضو میں ہیں
حاضر بہت سے حافظِ قرآں جلو میں ہیں

۴۷

معروف ساتھ تھا تو ہوئے ہو کے خفاں
ہمراہ سب محدث و قاری و فقہ داں
واعظ خطیب اہلِ سخن صاحبِ زباں
کوٹھوں پہ وہ ہجوم کہ جنبش میں ہیں مکاں
صدہا فقیر و صوفی و زہاد صف بصف
تسبیح ہاتھ میں لیے عباد صف بصف

۴۸

ہے مصر اک حسین میں بازار سیکڑوں
یوسف ہے ایک اور خریدار سیکڑوں
موسیٰ ہے ایک طالبِ دیدار سیکڑوں
عیسیٰ ہے ایک عشق کے بیمار سیکڑوں
الیاس ایک تشنۂ الفت ہزار ہا
خضر ایک رہ نوردِ محبت ہزار ہا

۴۹

بازار میں کھڑی ہے سواری حضور کی
کوئی پکارتا ہے کہ اے دلبرِ نبی
ہم فدا برائے پیمبر پسرِ علی
پردہ اٹھا عماریِ زیبا کا اک گھڑی
ہیں مضطرب جمالِ منور کے واسطے
موتی نہیں یہ دل ہیں نچھاور کے واسطے ن

۵۰

اے شاہزادۂ جنت پیمبر کا واسطہ
مقتول ہو حضرتِ شبیر کا واسطہ
پیارے حسین کشتۂ خنجر کا واسطہ
اس بھیڑ پہ ہو لطف بہتر کا واسطہ
محروم رکھ نہ حسنِ ضیا بار سے ہمیں
سیراب کر شربتِ دیدار سے ہمیں

ن ہم دل لئے کھڑے ہیں نچھاور کے واسطے

۵۱

باقی نہ رہا درد بجز جاں کا عالم ہے
رکھیں گے ہم سینے میں جب تک صبر کا عالم ہے
شب نے قبول عرض ہوئی ہم پہ غم کا عالم ہے
بیٹھ کے کیا کیا غم ہے رنج و الم کا عالم ہے
سب اک نصیب ہیں اب باقی کیا ہے
ہائے ان ہجر کی آنکھوں کا اب کیا ہے

۵۲

ساقی بھی نہ رہا ساقی اول کا جیسا
نام خدا کے بھی یہی نہ رہا نام
وہ دور جام سے نہ رہا کوئی سا نام
اول وہی تھی جام کا نام و نشان
اب یہ سب پیار کی باتیں ہیں
یہ سب سلسلہ ساقی اول سا دور
دنیا ہی بدل گئی

۵۳

یہ گلاب ساقی نے وہ گلزار بنا دیا
ایک ہی جھونکے نے سب عطا کو بنا دیا
وہ ایک گھونٹ جس نے ان کو بیمار بنا دیا
کہ پیتے ہی سرشار وہ بادہ والا
بادہ ہی نے بے خود کیا
ساقی ہی نے یوں صلاح دی

۵۴

آج انہیں یاد کے پیمانے بھر لا
وہ سب کو وہ دور دیا اغیار کا
ساقی پھر ایک جام ملا
اے صبح و شام یاد آ
رحمت ہی سے وہ دور پھر
موسم کا دور اب کہاں

۵۵

وہ ساقی عطا ہو پیالہ جو جام بھر دے
پھر وہ صدا آئی جام بھر دے
ساقی پھر نغمہ سنا جام بھر دے
دنیا میں یہ جو اب دور ہے
وہ جنت جو انہیں جام دے والا
اے نظر اب وہ وحدت کا جام ملا

۵۶

ہم بیکشوں کو ناز جو تیری عطا پہ ہے
سرمست ہو کے کرتے ہیں ایماں کی راہ طے
سمجھے ہیں اس سے بڑھ کے نہیں اور کوئی شے
دھانی ہو شیشہ اور گلابی ہو رنگ مے
سرسبز سرخرو ہوں وہ نعمت شباب سے
جام حسن میں مجھ کو حسینی شراب دے

۵۷

باغ ارم میں دھوم ہے رنگینی شراب کی
پہونچی کہاں بہار ہے لاجواب کی
سرخی شفق سے بڑھ کے ہے اس آفتاب کی
لالہ کی اصل ہے نہ حقیقت گلاب کی
فکر بلند کا ہے نہ ذہن رسا کا ہے
یہ خاص رنگ قدرت رنگیں ادا کا ہے

۵۸

خوشبو عجیب رنگ نرالا شراب کا
ایماں کی بزم میں ہے اجالا شراب کا
بحر کرم ہے بانٹنے والا شراب کا
دھویا ہے خوب اُسنے پیالا شراب کا
پاکیزگی یہ تا حشر جائے گی
کوثر کی آبرو بھی یہی مے بڑھائے گی

۵۹

ساقی چراغ بادہ ہے ہو محفل حزن سے دور
ساغر کا تیرے لب ہو نہ میرے دہن سے دور
میخانہ اک نیا ہے بنا تا وطن سے دور
تیری بہار جانی ہے اپنے وطن سے دور
دیدار کا عرب ہوا محتاج ساقیا
رکھدے رہ عجم میں سبیل آج ساقیا

۶۰

میری طرح ہیں جمع ہزاروں شراب خوار
ہے زیب قطرا احمد مرسل کا یادگار
شان خدا عذار ہے زیبا سے آشکار
بل کھا رہے ہیں شانوں پہ گیسوئے حلقہ دار
نافہ میں منہ چھپاتی ہے مشک ختن کی بو
زلفوں سے آرہی ہے رسول زمن کی بو

٦١

صورت پہ دل نثار کیے ہیں ہزار ہا
خاک قدم پہ جان دیے ہیں ہزار ہا
جام شراب عشق پیے ہیں ہزار ہا
کاغذ قلم دوات لیے ہیں ہزار ہا
مشتاق سب ہیں فیض ہو حاصل بیان سے
بندے سنیں حدیث خدا کی زبان سے

٦٢

بولے امام نحن پیمبر ہیں و فقتن
اجداد کی سند سے نبی کا ہے یہ سخن
جبریل وحی سے لائے تھے واقف ہیں مرد و زن
دل سے پڑھے جو کلمۂ توحید ذوالمنن
واجب ہے جنت اس پہ یہ حکم الٰہ ہے
اس کو خدا کے حصن حصیں میں پناہ ہے

٦٣

لیکن یہ حکم چند شرائط کے ساتھ تھا
یعنی ولائے آل نبی طاعت خدا
کی عرض حاضرین نے اور اس کے ماورا
فرمایا شاہ نے وانا من شروطہا
مطلب یہ ہے جز عبادت کوئی نہیں
دل میں اگر محبت آل نبی نہیں

٦٤

الغرض شاہ نے جو سنی یہ حدیث نور
لکھوا کے آب زر سے بصد فرحت و سرور
بولا کہ کفن میں یہ تعویذ ہو ضرور
دنیا سے اٹھ گیا جو وہ سلطان ذی شعور
ظاہر کیا یہ خواب میں اس نیک اصول نے
پہنچایا اعلیٰ میں اسی قول رسول نے

٦٥

کہتا ہے بارگاہ امامت میں یہ جعفر
میں ماؤ شہ نہیں کوئی جو آستاں کا ہو فقیر
تیرے سوا ہے کون غریبوں کا دستگیر
مست مئے ولا ترا مداح ہے یہ حقیر
دھویا ہے دل کا صفحہ شراب خلوص سے
لکھا ہے اس حدیث کو آب خلوص سے

٦٦

ہنگامِ نزع مجھ کو دُرِ مدعا ملے
قطرہ ہے جس کا ہو اُسی دریا سے جا ملے
مرنے کے بعد صحنِ ریاضِ رضا ملے
تربت میانِ روضۂ شاہِ ہدیٰ ملے
محشر میں پاس بہرِ شفاعت ہیں حضور
کسکے لئے بھی ضامنِ جنت ہیں حضور

٦٧

مہماں ہوں میرے کاشانۂ دل میں شہِ ہدیٰ
جس طرح ہے پسند پسندیدہ کا گھر کیا
بادام کا درخت وہاں شہ نے بو دیا
میری بھی آرزو کا شجر کیجئے ہرا
جس طرح نخلِ طور تھا موسیٰ کے واسطے
تھا یہ نہال اُس گلِ زہرا کے واسطے

٦٨

بہرِ کلیم شمعِ حقیقت وہ نخل تھا
تھا یہ درخت دلبرِ موسیٰ کا معجزا
پھل چشمِ حور شاخیں تھیں ابروئے خوشنما
پتوں کے صفحوں پر بھی رقم آیہ تھا
دیکھا جو ناتواں نے تو تاب آ گئی
پھل چھو لئے تو آنکھوں کی بینائی آ گئی

٦٩

فرخ مسیح تھا جو وہ خضرہ تھا
رویا میں ایک مریض کو نسخہ بتا دیا
دارو سے شربت میں وہ ذی قدر گھلا
تکبیر جو کہ وہ طرح سرور سے گر گیا
سنگ اُس کا نرم ہو گیا آقا کے فیض سے
ابتک وہ ظرف بنتے ہیں مولا کے فیض سے

٧٠

سرسبز معجزوں کا تو نہیں بوستاں رہا
دن پھر گئے زمیں کے وہ لالہ جہاں رہا
خوشبوئے جانفزائے معطر جہاں رہا
یوں سب کو مرد سروِ پیمبر رواں رہا
گل تھا کہ رنگ پیرہنِ پیمبر کا پھول ہے
روحِ ملک میں مدحِ رسول ہے

۱ مطلع

جب شاہ جہاں میں آئی سواری امام کی
شہرت ہوئی دو چند سکندر کے نام کی
آئینہ بن گئی تھی زمیں اس مقام کی
جمشید شکل بھول گیا اپنے جام کی
آئی بہار شان چمن تازہ ہو گئی
دنیا مکان شوق کا دروازہ ہو گئی

۲

جب اے رحیم نظم کا حسن ادا نیا
ہے واقعہ قدیم مگر ڈھب کہا نیا
یہ تیری کائنات سے ہو مرثیہ نیا
نکلا عجب بہار کا پہلو نیا نیا
مانے کوئی برا تو کہو نکتہ خطا ہوئی
کیا ہفت نظر طبیعت رنگیں عطا ہوئی

۳

بے برگ و بار تھے جو شجر بارور ہوئے
کلیاں کھلیں تو پھول ہوئیں گل ثمر ہوئے
رشک نجوم لالے کے داغ جگر ہوئے
طلعت میں حق حسن عنادل کے پر ہوئے
جلوہ ہر اک شمع میں ہے کوہ طور کا
چھٹتا ہے پتی پتی سے فوارہ نور کا

۴

صیاد چھپ رہے ہیں چمن میں ڈرے ہوئے
گلہا اترتی ہے کہ وہ سبک کر گرے ہوئے
وہ بارور درخت وہ ٹھالے بھرے ہوئے
وہ دھانی دھانی کونپلیں پتے ہرے ہوئے
سبزہ کا رنگ دیکھ کے فیروزہ دنگ ہے
سادات کو پسند یہی سبز رنگ ہے

۵

غنچے چٹک کے حسن دل آرا دکھاتے ہیں
نقارہ سلامی مولا بجاتے ہیں
مرغان گلشن سخن یہ مژدہ سناتے ہیں
تازہ ہے یہ چمن سے گلشن ایماں وہ آتے ہیں
پھولوں میں رنگ قدرت پروردگار ہے
وہ دم ہے کہ جس کے قدم سے بہار ہے

[illegible]

تعمیر خانقاہ غلامانہ اک طرف
آمد مہ یا غیاثوں میں افسانہ اک طرف
آراستہ چمن کا جلو خانہ اک طرف
مستوں میں ذکر شیشہ و پیمانہ اک طرف
بستر بچھا ہے صحن گلستاں میں نور کا
بے کے گلے ... میں پہ شراب طہور کا

[illegible]

ہر برگ کی زباں پہ ثنا دیں کی ہے صفت
طائر چمن میں پڑھتے ہیں اشعار منقبت
رطب اللساں ہیں غا ... رہنمائے تہنیت
ذرے ہیں چاہتے ہیں چھوئیں آسماں کی چھت
گلشن کو سرفراز کیا کردگار نے
معراج پائی سرو سہی پہ بہار نے

[illegible]

باغوں میں آمد آمد شہ کی ہے دھوم دھام
آراستہ صبا نے کیے پھولوں کے خیام
سبزہ بچھا کے فرش ہے سرگرم انتظام
اشجار کو ہوس ہے کہ ہیں پہلے کریں سلام
محو اس کو ہوتا ہے جو اہل ذوق ہیں
بلبلیں تمام سلسلہ جنبان شوق ہیں

[illegible]

کہتے ہیں گل خزانہ لعل و گہر ہے کیا
کیا چیز ہم نثار کریں پا بنازر ہے کیا
ہما نے سایہ کرنے کو مد نظر ہے کیا
کیا ابر کی بساط ہے کوئی شجر ہے کیا
برتر ہے قدر فرق امام جلیل کی
لائیں کہاں سے چھاؤں پر جبرئیل کی

[illegible]

شرع نبی کا رنگ جماتی ہوئی بہار
باغ ارم کی راہ بتاتی ہوئی بہار
وہ آبروئے ملک بڑھاتی ہوئی بہار
دریائے معرفت میں نہاتی ہوئی بہار
اللہ رے جوش حمد خدا شہر شہر ہے
اک یہ بھی اس کے بحر مشیت کی لہر ہے

نہ جھر ... کا ... مہور رہا ہے شراب طہور کا

۸۱

ساقی اک اور جام کہ موقع کی بات ہے
سن لے یہ ایک بند جو وجہ نجات ہے
روشن تری ولا سے چراغ حیات ہے
اتنی بھی روشنی نہ ہو پھر دن بھی رات ہے
ساقی بھی نور کا ہے صراحی بھی نور کی
تصویر ہے کھنچی ہوئی قندیل طور کی

۸۲

ہاں میکشو مآل کی جانب کرو نظر
پہونچی ورود شاہ کی حاکم کو جب خبر
خود آیا پیشوائی مولا کو خیرہ سر
ہمراہ کل سپاہ وہ شاہانہ کرّ و فر
بولا ادب سے مجھکو سرافراز کیجئے
حاضر غریب خانہ ہے ممتاز کیجئے

۸۳

مہماں ہے حضور تو کہنے لگی قضا
غربت میں تم حسینؑ ہو اُلٹے دریا
ظاہر میں قدر کرتا ہے یہ دشمن خدا
اب میزبان بن کے کریگا یہی دغا
دنیا امامؑ صابر و شاکر کو رووے گی
روح بتولؑ اب نئے سر سے رووے گی

۸۴

مولا زبان صبر[ن] سے فرما رہے تھے آہ
ہاں مرد کلب مجھے بھی خبر ہے خدا گواہ
آخر وہ وقت آیا کہ حالت ہوئی تباہ
خلوت میں بولا آپ کا ہوں کینہ خواہ
ہر چند کچھ نہیں ہے ضرورت حضور کو
دیتا ہوں میں خوشی سے حکومت حضور کو

۸۵

یہ فوج یہ خزانہ یہ دولت یہ ملک و مال
سب ملک آپ ہی کی ہوا اے فاطمہؑ کے لال
آنکھوں میں اشک بھر کے یہ شہ نے کیا مقال
اصرار سے ترے میں چلا آیا خستہ حال
اللہ کے فقیر کو دولت سے کیا غرض
میں فاقہ کش ہوں مجھکو حکومت سے کیا غرض

ن ۱ مسدم زبان صبر سے فرما رہے تھے شاہ

۸۶
مامون بولا خیر جو شاہی نہیں پسند
ہو جائیں آپ میرے ولیعہد کیا گزند
شہ بولے اس بیان سے ہے لرزہ میں بند
اُسکو خلیفہ کرتا ہے سلطان عقلمند
کچھ دن جو اُسکے جہاں میں بسر کرے
مجھ سا نہیں کہ تجھ سے ہی پہلے سفر کرے

۸۷
وہ بولا کہ یہ ہے پیچ کیا سیدِ اُمم
فرمایا شاہ نے کہ میں ہونگا شہیدِ سم
کی عرض کسکی تاب جو شریر کرے ستم
اک آہ سرد بھر کے پکارے بچشمِ نم
کیفیتِ وفات سناؤں جو تو کہے
قاتل کا اپنے نام بتاؤں جو تو کہے

۸۸
غصہ سے تب یہ کہنے لگا حاکمِ لعین
بیکار یہ کیجے نہ مجھ پہ آپ خشمگیں
کچھ دل میں میری سطوتِ شاہی کا ڈر نہیں
سُنتے ہوے آپکے تر ہو گئی یہ زمیں
قطعی یہ فیصلہ ہے اب اصرار کیا کرو
شہ نے کہا جو یہ ہے تو انکار کیا کرو

۸۹
خود اپنے ہاتھوں جان ہلاکت میں ڈالنا
ہے یہ خلافِ حکمِ خداوند ذو العُلا
پر عزل و نصب سے میں ہونگا علحدہ
آئین و رسم کو بھی نہ بدلونگا مطلقا
اپنا طریق ایک ہے ہر ایک کے لئے
میں مستعد ہوں مشورہ نیک کے لئے

۹۰
بعد اسکے بارگاہِ خدا میں دلِ حزیں
کرنے لگا یہ عرض کہ اے ربِّ عالمیں
مجبور کر رہا ہے مجھے یہ عدوے دین
تو جانتا ہے خوب کہ میری خوشی نہیں
تیری نگاہ نیک رہی دانیالؑ پر
یوسفؑ کی طرح رحم کر اس خستہ حال پر

۹۱

آخر یہ پنجشنبہ شعباں کا ذکر تھا
پہلا وہ پنجشنبہ تھا ماہ صیام کا
دربار بادشاہ جب آراستہ ہوا
یکجا الٰہ رزق سب کو خوشی میں عطا کیا
تھی دھوم جوش رحمت پروردگار ہے
اک یہ بھی فیض قاسم فردوس فزا ہے

۹۲

تیار جب وہ بزم ہوئی باشکوہ و شاں
مولا نے ایک خطبۂ اعلیٰ کیا بیاں
الفاظ جس کے روح بلاغت تھے بیگماں
نبیوں سے بکار اٹھتے تھے اللہ کی زباں
کیا خالق کلام کی ہے شان دیکھ لو
اور یہ بولتا ہوا قرآن دیکھ لو

۹۳

فارغ جو خطبے سے ہوئے سلطان دو جہاں
بیعت کے بعد لائے قصیدے قصیدہ خواں
توصیف جان ساقیٔ کوثر تھی ہر زباں
ہر نظم کی زمیں سے تھا پست آسماں
یوں تو سبھی قصیدے بلاغت میں فرد تھے
اشعار یوں تو سب حقیقت میں فرد تھے

۹۴

عجمی کی نظم آپ ہی اپنا جواب تھی
گویا مدح آل نبی کی کتاب تھی
جس پر امام کی نظر انتخاب تھی
جو سطر تھی وہ جادۂ راہ صواب تھی
جب وہ سخن پسند امام ہدیٰ ہوا
عجمی کو سب سے بڑھ کے صلہ بھی عطا ہوا

۹۵

دینار بخشے اور دیئے درہم ہزار ہا
اپنا لباس خاص بھی شہ نے کیا عطا
تھا جس پہ جو عطر عرق سے بسا ہوا
بہتر تھا جناں سے مشک سے بھی زیادہ تھا
جھک جھک کے جس میں پڑھتے تھے قرآن بارہا
اس سے پڑھی تھیں شہ نے نمازیں ہزار ہا

۵۹۶

مضموں طویل وقت قلیل اے امامِ دیں
شاعر ہے بیدلی وہ طبیعت بسی نہیں
لیکن تری ثنا سے نہ باز آیا یہ حزیں
مجھ پر بھی ہو عطائے مددگار مومنیں
پیرا من حضور سے دجبل تو شاد ہے
یہ مدح خوانِ ہند ابھی نامراد ہے

۵۹۷

ممکن نہیں بشر سے تری مدحت و ثنا
شہرہ ہے شہر شہر ترے فیضِ عام کا
تھی تیرے معجزوں سے عیاں قدرتِ خدا
نکلا اثر ہمیشہ بھری ہے تری دعا
پانی حیات بن گیا انساں کیواسطے
جب تو نے ہاتھ اٹھایا ہے باراں کیواسطے

۵۹۸

ہاں کیوں نہ ہو تو ساقیٔ کوثر کا لال ہے
پانی ترے لیے ہے یہ پتھر کا حال ہے
ہے نقش سنگ پر یہ قدم کا کمال ہے
تو شیر بیشۂ اسد ذوالجلال ہے
جب تجھ کو غیظ آگیا دشمن میں دم نہ تھا
قالیں کا شیر شیر نیستاں سے کم نہ تھا

۵۹۹

گھر سے نماز عید کو جس وقت تو چلا
دیوار و در سے آتی تھی تکبیر کی صدا
اسلاف کا وقار سراپا سے رونما
شایانِ رجوعِ خلق نے ثبوت سا دیا
یہ حجتِ خدا ہے دو عالم میں فرد ہے
دنیا اسی کے نقشِ کفِ پا سے گرد ہے
نسخہ: اسلاف وقار تھا صورت سے رونما

۶۰۰

ان معجزوں سے ڈنگ تھا سلطانِ پر فساد
کہتا تھا ان سے تابعِ فرماں ہیں برد و باد
معجز کو اس نے سمجھا یہ کیا از رہِ عناد
ڈھے جائیں یہ جبال سے تو پاؤں میں مراد
مصروفِ قتلِ شاہ وہ مکار ہو گیا
حضرت کو زہر دینے پہ تیار ہو گیا

۱۰۱

انگور نہیں ملا یا گیا از بس اس قدر
کھانے جسے تو نہیں سکتا کوئی بشر
بلوا کے شہ کو پاس یہ بولا وہ بدگہر
دعوت امام دیں کی ہے اس وقت میرے گھر
خاطر سے میری آج چمن نو رکھائیے
آئے ہیں ایک شہر سے انگور کھائیے

۱۰۲

مولا نے چشم پاس سے انگور کو دیکھا
ظالم کے رخ پہ غور سے کرنے لگا نگاہ
انگور نوش کر کے یہ بولا وہ دیں پناہ
در بیچ ایک زہر ہے سب کو عدم کی راہ
تاثیر سم سے قلب و جگر چھن کے چھن گئے
مامون سے کہا آپ کے کام بن گئے

۱۰۳

فرما کے یہ چلے سوئے بیت الشرف امام
حجرے میں آ کے لیٹ رہے سید انام
کچھ دیر بعد آ کے اجل نے کیا سلام
بولے زباں پاس سے مولا کے نیک نام
اے موت ٹھہر دیکھ لوں نور نظر کو میں
آئی ہے تیر کلے سے لگا لوں پسر کو میں

۱۰۴

اتنے میں ایک چاند ہوا غرب سے عیاں
آلودہ غبار تھے رخسار ضوفشاں
مغموم و دردمند و جگر تفتہ خستہ جاں
داخل ہوا وہ حجرے میں با نالہ و فغاں
سر پیٹ کے شاہ دو نے پسر دیکھنے لگے
رو کر جمال نور نظر دیکھنے لگے

۱۰۵

کہنے لگے زبان محبت سے شاہ دیں
تیرا ہی انتظار تھا اے میرے مہ جبیں
بس اب سے بعد تو ہے میرا جانشیں
تجھ کو بھی آہ زہر دغا دیں گے اہل کیں
جس طرح سے جفا ہوئی اس دل ملول پر
تو بھی نہ سہنے پائے گا قبر رسول پر

بند ۱۰۶

دلبر سے کچھ وصیتیں کیں تھام کر جگر
بتلائے سب رموزِ امامت بچشمِ تر
اک شب یہ شکل برق تھی لہرایا اک پر
تھی ایک چیز سینۂ اقدس پہ جلوہ گر
پر دونوں چشمہائے علومِ الٰہ تھے
اب نائبِ محقق نقی بس پناہ تھے

بند ۱۰۷

مولا نے اپنے لعل کے رخسار چوم کر
فرمایا الفراق عدم کا ہے اب سفر
یہ کہہ کے سوئے خلد گئے شاہِ بحر و بر
دنیا سیاہ ہو گئی یہ غم کا تھا اثر
گردوں پہ شور ماتمِ شاہِ زمن ہوا
نورِ نظر کے ہاتھ سے غسل و کفن ہوا

بند ۱۰۸

کافور آیا خلد سے مولا کے واسطے
تھے نالہ کش ملک شہِ والا کے واسطے
روئے نبی مصطفیٰ زہرا کے واسطے
سر پیٹیں اب غلام بھی آقا کے واسطے
رو کر کہیں سب یہ بہ زار الوداع
غربت نصیب بے کس و ناچار الوداع

بند ۱۰۹

آقا تمہارے عالمِ غربت پہ ہم نثار
لیکن تمہارے جد کی غریبی ہے یادگار
اک خلق تھی جنازۂ مولا پہ اشکبار
اس بیکس و غریب کا تھا کون غمگسار
تم کو کفن دیا پسرِ سوگوار نے
اس بیکفن کی لاش چھپائی غبار نے

بند ۱۱۰

بیٹے کے ہاتھ سے تمہیں غسل و کفن ہوا
اس کا پسر اسیرِ جفا و محن ہوا
بیشک لقب تمہارا غریب الوطن ہوا
برباد اس غریب کا سارا چمن ہوا
چھوٹے بڑوں کے قتل سے خستہ دل ملول تھے
پامال اُس کے باغ کے غنچے تھے پھول تھے

۱ اللہ

کنبہ تمام ساتھ تھا لیکن اسیر تھا
ہر شخص پر تھا ظلم نہ کر سکتی تھی بکا
دیکھا تھا اپنے پیکرِ بے سر حسینؑ کا
بس خواہرِ رضاؑ کا یہ غم تھا جا بجا
بھائی کے ساتھ بھائی کی عاشق نہ ہو سکی
قسمت جو پہونچی بھی تو نہ تربت پہ جا سکی

۲ اللہ

جب تین سال تک نہ ملی بھائی کی خبر
گھر سے ہوئی روانہ قم وہ نکو سیر
پہونچی وہاں تو دیکھا کہ ہر اک تھا نوحہ گر
کالا لباس پہنے ہوئے ہے ہر اک بشر
ایسی خبر سنی کہ جگر غم سے جل گیا
دیدار کا جو شوق تھا مٹی میں مل گیا

۳ اللہ

اشراف قم کو ہوئی معلوم یہ خبر
وارد ہوئی ہے قم میں خواہر سلطان بحر و بر
پرسے کو واسطے ہوئے سب جمع یکدگر
پہونچی قلق سے چاک گریباں برہنہ سر
ہر سو یہ دیکھا جو صورت عیاں ہوئی
معصومہ ایک شیعہ کے گھر میہماں ہوئی

۴ اللہ

ذات غریب بھائی کے ہی غم میں تھی دکھی
ہر وقت اشک غم سے تھی آلودہ آنکھیں
چوکھٹ پہ نوحہ کرتے تھے مردان مومنیں
ماتم سرا میں عورتیں رونے کو آتی تھیں
غل تھا مسافرت میں مصیبت اٹھائی ہے
ماتم کی صف غریب بہن نے بچھائی ہے

۵ اللہ

پھر یاد آیا واقعہ اک کربلائی کا
پرسا دیا کسی نے جو زینبؑ کو بھائی کا
جو حال کربلا میں تھا زہراؑ کی جائی کا
غم خواہرِ رضاؑ کو تھا شہؑ کی جدائی کا
گو وہ ملال دل پہ اٹھانے سے اٹھ گئیں
آخر اسی قلق میں زمانے سے اٹھ گئیں

۱۱۶

کل سولہ روز قید میں رہیں بادل حزیں
جنت میں کی زیارت شاہ فلک نشیں
تکلیف درد ہجر سے جانبر ہوئی نہیں
بھائی کی شکل آنکھوں میں تھی وقت واپسیں
باغ جہاں سے سوئے جناں کوچ کر گئیں
بس منہ سے ہائے بھائی کہا اور گذر گئیں

۱۱۷

شیون کا کیا ہجوم جنازہ کے ساتھ تھا
غسل و کفن کے بعد یہ پیش مسئلہ ہوا
قادر غلام آپکا تھا مرد پارسا
معصومہؑ کو لحد میں اتارے وہ باخدا
اس خدمت جلیل کے قابل کوئی نہیں
یاں کوئی اور اس سے سوا متقی نہیں

۱۱۸

یہ باتیں ہوتی تھیں کہ یکایک اٹھا غبار
رخ پر نقاب ڈالے نظر آیا اک سوار
بڑھکر زبان حال سے بولا وہ نامدار
ہاں ہاں پھوپھی کی لاش کو چھونا نہ زینہار
مجھکو بھی امید تھی تم سب کی ذات سے
دفناؤنگا پھوپھی کو مگر اپنے ہات سے

۱۱۹

دو بھائیوں امامؑ جنازے پہ آگئے
بڑھکر نماز دفن کیا لاشہ آپ کا
پنہاں ہوا نگاہوں سے عالم کا پیشوا
آئی جناں سے فاطمہؑ زہرا کی یہ ندا
زینبؑ کی طرح ہے تو مصیبت زدہ بہن
غربت نصیب بھائی کی ہے غربت زدہ بہن

۱۲۰

بھائی کی جان نثار بزرگوں کی یادگار
تو بھائی کی نثار ہوئی ہیں تمہی نثار
زینبؑ کے غم سے رہتا تھا دل بیقرار
اب تیری موت نے بھی جگر کو کیا فگار
دنیا سیاہ سوگ نشیں کی نظر میں ہے
زینبؑ کا زخم دل میں ترا جگر میں ہے

۱۳۱۴

سبحان جس نے کیا انتہائے فضل صبح
نصرت نے سکھلائیں معنی ہیں جیسے دو بالا
سہرہ خدمت اضافہ میں عدو کا سبز باغ نور
یم [illegible] حسن نے اس انجام میں [illegible] خصوص
نصرت میں بیخیں میں [illegible] جالے
[illegible] پھولے

بفضلہ تصنیف مرثیہ ہذا بتاریخ ۵ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء بوقت شب بساعت ۹ بجے باختتام رسید

جو صاحب یہ مرثیہ پڑھیں مصنف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں

عہ میر مہدی حسن صاحب مصنف کے ایک خالص الولا دوست ہیں اُنکی فرمائش سے یہ مصرع دعائیہ کہا گیا

رباعی خبیر

گوہر کی بھی آبرو یہاں پانی ہے ہیرا ہے نہ یاقوتِ بدخشانی ہے
دیکھے کوئی مدحِ شہِ مسموم کا رنگ قیصر ذرہ دل مالِ خراسانی ہے

دیگر

بیتاب ہوں تحصیل سعادت کیلئے سلطانِ خراساں کی زیارت کیلئے
محشر میں کہونگا کہ رضا کا ہوں غلام مشہد کو میں لاونگا شہادت کیلئے

مرثیہ

تقوی نہیں تو نخل عمل میں ثمر کہاں

تعداد بند ۱۱۱

درحال امام محمد تقیؑ

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ اِلْاِمَامِ الْبَرِّ
النَّقِیِّ الرَّضِیِّ الْمَرْضِیِّ وَ حُجَّتِكَ عَلٰی مَنْ
فَوْقَ الْاَرْضِیْنَ وَ مَنْ تَحْتَ الثَّرٰی صَلٰوۃً
کَثِیْرَۃً نَامِیَۃً زَاکِیَۃً مُبَارَکَۃً مُتَوَاصِلَۃً
مُتَرَادِفَۃً کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ
مِنْ اَوْلِیَآئِكَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ فِی
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حُجَّۃَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا
اِمَامَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ وَارِثَ النَّبِیِّیْنَ وَ سُلَالَۃَ
الْوَصِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ
ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ قَصَدْتُكَ زَائِرًا عَارِفًا بِحَقِّكَ
مُعَادِیًا لِاَعْدَآئِكَ مُوَالِیًا لِاَوْلِیَآئِكَ فَاشْفَعْ
لِیْ عِنْدَ رَبِّكَ

تاریخ ولادت دہم ماہ رجب سنہ ۱۹۵ھ ۱۱ تاریخ شہادت آخر ذیقعد سنہ ۲۲۰ھ
جائے دفن کاظمین شریفین

۵۱

تقویٰ نہیں تو نخلِ عمل میں ثمر کہاں
نیساں نہیں تو بطنِ صدف میں گہر کہاں
عرفاں نہیں تو چشمِ حقیقت نگر کہاں
صدقِ زباں نہیں تو دعا میں اثر کہاں
رحمت پہ بھی نگاہ ہو خالق سے یوں ڈرے
جسکو خدا کا خوف ہو بندوں سے کیوں ڈرے

۵۲

قرآں ہے خزینۂ ہدایت کا لا کلام
حقدار جسکے صاحبِ تقویٰ ہیں والسّلام
تقویٰ علیؑ کی ذات سے ایماں کا عین نام
پرہیزگار وہ ہے جو ہے پیرو امام
آلِ نبیؐ میں یوں تو ہر اک متقی ہوا
پر اک امام کا تو لقب بھی تقیؑ ہوا

۵۳

عادت سے روا خلق سخی اہلِ دل جواد
بابِ سخا و گنجِ اماں مخزنِ مراد
وہ صاحبِ کرم کہ کرم اُن کا خانہ زاد
شانِ عطا نشانِ علیؑ ابنِ ثانی کا صاد
ہر اک شرف جو نزد ہو تجلی صورتِ نحو ہے
فضلِ علیؑ وہ نام کہ واجب درود ہے

۵۴

گھر میں رضاؑ کے آئے گہر ہے وہ نونہال
جب چاند کے فراق میں گذریں تھے دو سال
ترسے جہاں میں جبکہ تھی ہجرت کے سال
سرسبز آرزو سے چمن کا ہوا نہال
گل وقفۂ چراغ زچہ خانہ ہو گیا
قندیلِ نور دامنِ ریحانہ[1] ہو گیا

۵۵

نورِ خدا کے جلوے سے روشن تھی شش جہت
ملکِ زمیں کو دیکھ کے ہیبت سے جھکا سر
باتے ختم سے کہ کریں گوہرے نظم
گھر سے گوارا نہ سکے یہ جناب تھا قسم
قدرت نے باب ابنِ رضاؑ نام دھر رکھا
کعبہ نے آستانۂ عالی پہ سر رکھا

[1] ریحانہ نام ماں کا امام محمد تقی علیہ السلام

[illegible]

۱۱۱

راضی ہوئے رضا کہ وہ تجھ سے رہی رضا
حجت تمام کرنے کو مولا نے یہ کہا
اس امر میں بھی تجھ کو نہیں عذر مطلقا
حسرت تمھارے دل میں نہ باقی رہے ذرا
کھل جائیگا کہ جادۂ باطل پہ کون ہے
منزل سے دور کون ہے منزل پہ کون ہے

۱۱۲

ہمراز جس سے دین خدا کا تھا بوستاں
مزدوروں کا لباس پہنکر ہوا رواں
کام اک چمن میں کرنے لگا شاہ انس و جاں
مطلب یہ تھا نہ کوئی یہ دل میں کرے گماں
پہچانتے تھے اہل قیافہ امام کو
اس واسطے چھپا گئے اصلی کلام کو

۱۱۳

نزدیک باغ جمع ہوئے اہل قیافہ داں
مرد ہی نہیں عورتیں بھی گھر سے ہو گئیں یہاں
اک عالم قیافہ نے سب سے کہا کہ ہاں
اس طفل کے پدر کو بتاؤ کہ ہے کہاں
بولا وہ شخص بس وہی پیش نظر نہیں
چھوپیاں میں پہ جھلک ہے وہ لیکن ادھر نہیں

۱۱۴

آتے ہیں اُسی باغ کی جانب جو کی نظر
بولا کہ اس پسر کا یقیناً ہے وہ پدر
زیر شجر کدال جو رکھے ہے دوش پر
پوچھی جو وجہ بولا وہ اے تجھ کو کیا خبر
جنبش لبوں کی ہے وہی گفتار بھی وہی
نقش قدم کی شان بھی رفتار بھی وہی

۱۱۵

صل علیٰ کا شور ہوا گھر میں پھر اٹھا
جبریل آ کے بولے تھی یہی رفتار مصطفیٰ
آئی ندا نبی کی یہ ہے جانشیں مرا
زہرا نے بھی صدا کی مرا لال تجھ پہ فدا
حیدر پکارے یہ مری آنکھوں کا نور ہے
کہنے لگے حسن یہ مرے دل کا سرور ہے

۵۶

شبیر نے کہا کہ یہ ہے میرا گلعذار
سجاد بولے باغ عبادت کی ہے بہار
باقرؑ پکارے علم کا مخزن ہے یہ نگار
جعفرؑ کی بھی صدا کہ ہے صادق سے آشکار
کاظمؑ کا قول تھا یہ مرا ہم حبیب بھی ہے
ہے جانشیں بھی اور مرا ہم نشیں بھی ہے

۵۷

بولے رضاؑ کہ باغ رضا کا یہ پھول ہے
ہم مقابل عدو یہ تقی رسولؐ ہے
حجت خدائے پاک کی ہے نیک اصل ہے
معصوم ہے یہ جان علی و بتولؑ ہے
نور نگاہ حیدر کرار و فاطمہؑ
اسکے پردے میں ہے امت کا فاتحہ

۵۸

سنکر کہا یہ علی بن جعفر نے پھر کہا
کچھ یاد ہے حدیث پیمبرؐ بھی اے چچا
خالق نے اسکی ماں کو دیا ہے وہ مرتبہ
جسکے دہن سے بوئے بہشت آتی ہے سدا
حق نے شکم کو منزل رحمت بنایا ہے
دامن کو گاہوارۂ عصمت بنایا ہے

۵۹

رتبہ بڑھا ہے اپنی بہو کا یہ بیحساب
یکتا ہے اسکی ماں کو نبیؐ نے دیا خطاب
گرتہ تو ہے پسر کا تو ادرو ذرا شتاب
تعمیر علم کی تو فضیلت کے کھولے باب
نقش نگینہ خاتم عصمت نظر پڑی
الحمد لعنت ہر امت نظر پڑی

۶۰

مولا سے اسی صدا کے بابا کی شبیہ ہے
قدرت کی مہر بھی اسی صورت سے جلوہ گر
یکجا ہو علی بن جعفر نے کہا
بسم اللہ امام کے منہ سے نکل کر
کلمہ پڑھا تو امامؑ ہمارا حضور سے
شبہ نے کہا یہ دیکھ کے سب غور سے

۲۰۱ھ

اسعد اقوس کے بعد ہوئے تو آگے ادھر ادھر
بچپن سے تھا تو شوق عبادت تھا اسعد
گھر میں اک غلام کے کا ڈھونڈ بیٹھ کر
صرف طواف کعبہ رہا ہے وہ بیشتر
کرتا تھا جب دعا تو منھ آنسوؤں سے دھوتا تھا
راتوں کو اٹھ کے خوف الٰہی سے روتا تھا

۲۰۲ھ

کل عمر پانچ سال کی تھے باپ کے قریب
انہوں نے رضا کو بنایا تھا غریب
چھٹ کر پدر سے گھر میں آ حق کا وہ حبیب
دو ایک سال بعد یتیمی ہوئی نصیب
مولا نے طفلی ارض کے جوہر دکھلائے تھے
اعجاز سے پدر کے جنازے پر آئے تھے

۲۰۳ھ

غسل و کفن کے بعد پڑھائی تھی خود نماز
دفنا کے طے ہوئی اسی صورت رہ دراز
پہونچے وطن میں ہو کے امامت سے سرفراز
تھی سال عمر آٹھ سال کی عمر شہ حجاز
اس سن میں کب یتیم ہوا ہے کوئی امام
پایہ امام اور ان سے بھی حسن نقی امام

۲۰۴ھ

اعدا میں تھا گھرا ہوا ابن شہ نجف
احباب کم حریف زیادہ تھے ہر طرف
کرتا تھا ہدایت عالم وہ ذی شرف
فقرے نصیحتوں کے تھے موتی دہن صدف
غل تھا پدر بھی ان کے تھے کامل اسی طرح
قرآن سے کم نہیں ہے حمائل کسی طرح

۲۰۵ھ

اک دن کو گھر سے تھے راہ میں پیچھے طفل خورد سال
موجود ان کے ساتھ تھا معصوم کمال
نکلی ادھر سواری مامون شر کمال
وہ خسروانہ شوکت وہ شان ظاہری جلال
سب بچے ڈر کے بھاگ گئے راہ چھوڑ کر
اور آپ نے نظر بھی نہ کی منھ کو موڑ کر

۲۲۶

مامون تھم کے بولا کہ اے طفل بے نوا
کیوں سب کے ساتھ تو بھی نہ بھاگا یہ کیا کیا
شہزادہ مسکرا کے بولا کہ رستہ وسیع تھا
مجرم نہ تھا میں اور نہ کسی کی کوئی خطا
وہ بولا میری سطوت شاہی کا ڈر نہ تھا
فرمایا تیرا دل ابھی اس سے بے خبر تھا

۲۲۷

پوچھا جو نام بولے شہنشاہ اتقیا
میں ہوں محمدؐ ابن علیؑ رضی رضا
یہ سن کے بادشاہ نہایت خجل ہوا
یاد آ گیا رضاؑ کی شہادت کا ماجرا
مغموم ہو کے شاہ غریب الدیار پر
میدان کی طرف ہوا راہی شکار پر

۲۲۸

پہونچا شکار گاہ میں جب وہ بہ کرّ و فر
تیتر ہوا پہ اڑتا ہوا آیا اک نظر
چرخی کلاہ باز کے سر سے اتار کر
چھوڑا شکار کے لیے اُسے بصد ہنر
باز اڑ کے پلٹا راز الٰہی لئے ہوئے
منقار میں زباں کی طرح سے ماہی لئے ہوئے

۲۲۹

مٹھی میں مچھلی لیکے پھر آیا وہ بدگماں
بچے تو بھاگے رہ گیا شہزادۂ جہاں
مامون بولا اے بچے واللہ تم غیب داں
بتلائیے تو کیا ہے مرے ہاتھ میں نہاں
فرمایا بے خبر نہ سمجھ باخبر ہیں ہم
علم خدا کا شہر پیمبر تھے اور در ہیں ہم

۲۳۰

جلتے ہیں صید گاہ میں دنیا کے شہریار
واں باز چھوڑ دیتے ہیں کر کے پئے شکار
زیر فلک بھی چشمۂ قدرت سے آشکار
اور چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اس میں ہیں بے شمار
باز ان کا شکار کر کے جو شہباز لاتے ہیں
ہم اہلبیت راز الٰہی بتاتے ہیں

۱۳ھ

ثانی جواب پا گیا جس دم سوال کا
اور اس پہ لے کے آپ خلف کے ہی گھر گیا
ہمراہ اپنے رہبر ایماں کو لے گیا
اک خانۂ وسیع میں دی ٹھہرنے کو بھی جا
دربار میں بلاتا تھا تکریم کرتا تھا
اپنے قریب بٹھاتا تھا تعظیم کرتا تھا

۲۳ھ

جو کچھ کیا تھا ظلم رضا سے غریب پر
سمجھا تھا اس ستم کی تلافی وہ بدگہر
دریائے فیض تھے جو شہنشاہ بحر و بر
رہتا تھا وہ ہدایت مولا سے بہرہ ور
تحقیق کا خود اس کی طبیعت میں ذوق تھا
اور عالموں کی بحث کے سننے کا شوق تھا

۳۳ھ

یحییٰ کا خوب چرب زبانی میں شہرہ تھا
فہمیدہ تقی سے بحث میں جب بیٹھ رہ گیا
مامون نے تقی سے کیا عقد بیٹی کا
قسمت پکاری راس نہ بیاہ آئیگا
رشتہ یہ توڑ ڈالے گا رشتہ حیات کا
شاخسانہ یہی تھا ستمگر کی وفات کا

۴۳ھ

انکار شاہزادی نے نسبت پہ کچھ کیا مگر
راضی کسی طرح نہ ہوا وہ زبوں سیر
بدبخت کے عقد میں آئی تو وہ بدگہر
مولا کی آبرو کی وہ درپے رہی مگر
ملکہ وہ مست دولت دنیا کی بیع تھی
بنت العنب کی عاشق و شیدائی بھی تھی

۵۳ھ

حضرت کا تھا یہ حال ادھر تو ادھر خلاف
عباسیوں کی ساری جماعت ادھر خلاف
زوجہ خلاف اس کے مددگار سب خلاف
گویا ملائکہ بھی تھے دیوار و در خلاف
صدمے اٹھائے جان علی و بتول نے
کانٹوں میں سب کے عمر گزاری تھی پھول نے

چمن میں مئے نے دل کو ساغر عرفاں بنا دیا
جس آنکھ سے پی اس نے انساں بنا دیا
اک بوریہ نشیں کو سلیماں کو بنا دیا
تا اس کے رہنے والے کو سلطاں بنا دیا
ایماں شراب الفت حیدر میں مل گیا
پردیسی اہلبیت پیمبر میں مل گیا

ساقی کی نگہ سے دجلہ ہو پینے کا اہتمام
عجاز کے چمن کی ہوا سے ہوں شاد کام
دکھلا رہا ہے معجزہ میر انوار امام
تقوی ہو جسکے نشہ میں ہے کا ایک جام
داماں تر کو خشک کرے جو وہ آب ہے
توبہ کے بعد جسکو پیوں وہ شراب ہے

وحشت صبا سے کہا ابن بوجوں سے تھی عیاں
وحشت سے کھل رہی تھیں حبابوں کی مٹھیاں
تحسین غرق بحر بادہ اعجاز مچھلیاں
ساحل کے لب خموش تھے ساکن تھیں کشتیاں
پانی کی تہ میں مردم آبی بھی سو گئے
سارے حباب ساغر معکوس ہو گئے

دجلہ کا واقعہ بھی کسی سے نہیں نہاں
بیٹھے ہوئے تھے تخت سلیماں پہ شہ زماں
ناگاہ معجزے کی ضرورت ہوئی عیاں
پھینکی انگوٹھی آپ نے پانی کے درمیاں
موجوں میں اضطراب جو تھا دور ہو گیا
دریا تمام تختۂ بلور ہو گیا

اک آن زندگی میں نہ راحت ہوئی نصیب
بغداد میں رہا تو تعب ہو گیا غریب
ثابت قدم رہا مگر ایمان کا طبیب
پہونچایا فیض سب کو ہے دور یا قریب
دشمن رہا زمانہ معاون خدا رہا
دریا کراہتوں کا بھی جاری سدا رہا

۳۴۱
ساقی سناٹے میں مجھے اہل شور و شر
دے جام خیر سے کہ نہ باقی رہے خطر
خمخانۂ ظلم و جور کا مطلق نہ ہو اثر
تیری ولا بنی رہے دل کے لئے سپر
مل جائے نقش ساغر مئے سے مراد بھی
نادِ علیؑ بھی لکھی ہو احرز جواد بھی

۳۴۲
راہ نجف کو ہم رہ جنت نہ کہتے ہیں
عاشق مزاج کوچۂ جاناں نہ کہتے ہیں
کچھ لوگ برق طور کا افسانہ کہتے ہیں
ہم اس کو تیرا جلوۂ مستانہ کہتے ہیں
تھا تجلّیِ طور شان تکلّم لئے ہوئے
بجلی تھی تیرا نغم تبسم لئے ہوئے

۳۴۳
جبریلؑ عرش کو ترا کاشانہ کہتے ہیں
کعبہ کو ہم بھی تیرا زچہ خانہ کہتے ہیں
اک داستان عشق ہے روزانہ کہتے ہیں
قرآن پڑھتے ہی ترا افسانہ کہتے ہیں
قول نبیؐ ہے ذکر علیؑ میرا ذکر ہے
کچھ شک نہیں کہ ذکر خدا تیرا ذکر ہے

۳۴۴
ساقی میں کس طرح ترا کاشانہ چھوڑ دوں
کیا وادیٔ غدیر کا خمخانہ چھوڑ دوں
کس دل سے ذکر شیشہ و پیمانہ چھوڑ دوں
بے ربط بیچ بیچ سے افسانہ چھوڑ دوں
حمد خدا کروں کبھی نعت نبیؐ پڑھوں
بے فاصلہ صحیفۂ حب علیؑ پڑھوں

۳۴۵
ساقی دم اخیر مدد کر نصیب کی
لے کر ثنا میں آل رسولؐ قدیر کی
یوں نکلے بعد مرگ تمنا بصیر کی
جس طرح ہے یہ بیت مرزا دبیر کی
غالب نجف میں شمع رواق حسین ہیں
آنکھیں لگا کے روضۂ قاتل کا طیبین ہیں

۵۶

تیرے سایہ پہ حبیبِ خدا سب چلتے ہیں
خضر لباس خلد میں ادریسؑ پہنتے ہیں
عیسیٰ فلک پہ پھرتے ہیں دم تیرا بھرتے ہیں
الیاسؑ و خضرؑ بھی تو ہی بادہ پیتے ہیں
یوسفؑ کے پیرہن کی جو نکہت بنی رہے
یعقوبؑ کے لیے بھی بصارت بنی رہے

۵۷

ہجرت کی شب تو فرشِ رسولِ ہدا پہ تھا
معراج میں گذر ترا عرشِ علا پہ تھا
کعبہ میں دوشِ پاکِ حبیبِ خدا پہ تھا
خیبر میں در تو ہاتھ میں تھا تو ہوا پہ تھا
یہ فیصلہ ہے قولِ رسولِ جلیل پر
قائم تھے پاؤں تیرے پرِ جبرئیلؑ پر

۵۸

روشن تنوں کو مارا تھا یوں گھوم گھوم کر
جیسے زمیں پہ رکھ کے کوئی روئی توم کر
روح الامیںؑ تھے مست ترے پاؤں چوم کر
کرتے تھے تیری مدح و ثنا جھوم جھوم کر
مجھکو صدائے قلقلِ مینا جو بھاتی ہے
لاسیف ولافتیٰ کی ندا صاف آتی ہے

۵۹

مرحب نشست میں وہ ترا درجہ بلند تھا
خیبر میں زیر پا تری خاطر جھکی ہیں
جنت میں حکم تیرا ہے تیغِ چشمہ رعد تھا
مہتاب رخ اُس کے حکم سے دریا رکا ہوا
کیا خاتم النبیؐ سے ہے معجزنما کی شان
حق ہے علیؑ ہے جان پیمبر انہی کی شان

۶۰

ملت ہمیشہ رہتے ہیں یہ گھر کے اربار
ساکن ہوئی ہیں کشتیاں کیونکر زمیں پہ جا
جنبش نہیں ہے موج ہوا میں بھی بہار
ہاتف کی ہے ندا کہ انہیں ہے اختیار
چلتا ہے جن کے حکم سے بیڑا حیات کا
حق نے جنہیں بنایا سفینہ نجات کا

۵۵۱

جو وقت معجزے کی ضرورت نہیں رہی
کہنے لگے غلام سے یہ شاہِ تشنگی
انگشتری نکال کے بس بات ہو چکی
پھر کچھ نہ تھا جو حمد نے تعمیلِ حکم کی
موجیں وہ چڑھ گئیں سمندر کے نام پر
یہ نعمتیں ملیں جو لوگوں نے پائے امام پر

۵۵۲

دنیا کا مال گرچہ بظاہر نہ پاس تھا
تھے مالکِ خزانۂ اسرارِ کبریا
رہتا تھا رنگ پر چمنِ بخشش و عطا
زنبیل کے پتے تو ڈھکے تھے شاہِ اتقیا
مفتاحِ کنزِ قدرتِ حق انگلیاں بنیں
سمجھے نہ کر سکے، تو تھی ہوتی بیتاں نہیں

۵۵۳

اک دوست نے وہ درہم و دینار اٹھا لیے
بازار میں کھرے سے تھے وہ سکے چلا لیے
سلطانِ دیں نے گوہرِ صدق و صفا لیے
حیدر کے جو چلن تھے وہ مولا نے پا لیے
خاکِ قدم سے خلق کی تقدیر بن گئی
ہر ذرّہ اس کے دیدۂ اکسیر بن گئی

۵۵۴

مٹی کی خاک پر نہ بس ہوا فدا
دیکھا جو فاقہ کو گلِ نورس سے کم نہ تھا
اک روز ہاتھ آپ نے منبر پہ رکھ دیا
اب چوبِ خشک بوجھ سے سہہ سکتی کیا بھلا
منبر وہ شہ کے فیض سے ممتاز ہو گیا
تازہ نہالِ گلشنِ اعجاز ہو گیا

۵۵۵

ہر چند دشمنوں میں گھرے سے تھے شہِ ہدا
موجود دوستوں کی مدد کو رہے سدا
بیمار کا پرسش ہو الا یہ تھا انتہا
بیمار تھا ایک شخص تب وہ مردِ باوفا
مزدور پیشہ سب تھے وہ تکلیف سہتے تھے
جو اہلِ دوست اُس کے تھے جو ساتھ رہتے تھے

نظم

[illegible]

نظم

[illegible]

نظم

[illegible]

نظم

[illegible]

نظم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

٦٦٦

استبرق بہشت کے پہنے ہوئے لباس
پوچھا یہ اس سے کہ تو کیوں ایسا ہے اداس
اس نے سنایا واقعہ سارا بدرد و یاس
اُن میں سے اک فرشتہ گیا اُس جواں کے پاس
الحق ہے اس کا مقام کہ کہلائے خوش نگاہ دیکھ
اعجاز اہلبیت رسالت پناہ دیکھ

٦٦٧

یہ کہہ کے یوں کرشمۂ قدرت دکھا دیا
قاضی کو اُس جوان کی صورت بنا دیا
ویسا ہی اک لباس بھی اُسکو پنہا دیا
دونوں میں امتیاز جو تھا سب مٹا دیا
مجرم سمجھ کے فوج نے قاضی شہر کو
پھینکا رسن میں باندھ کے مردود دہر کو

٦٦٨

عیسےٰ کو آسماں پہ خدا نے اٹھا لیا تھا
اُنکی شبیہ دار پہ کر دی تھی رونما
اس شیعہ کے لیے بھی یہی واقعہ ہوا
حق نے اسے بچا لیا دشمن ہوا فنا
آنکھوں پہ ڈالے پردے یہ پردہ کشا نے
قاضی کی جستجو بھی نہ کی اہل نار نے

٦٦٩

اُس طفل کو ہوا پہ بٹھا کر بشکل نور
لائے حضور شاہ فرشتے بصد سرور
بیٹھے تھے جانماز پہ شاہنشہ غیور
کی عرض ادب کے ساتھ کہ حاضر ہے یہ حضور
فرمایا شاہ نے یہی خدمت کیا کرو
تم میرے دوستوں کی حفاظت کیا کرو

٦٧٠

ہاتھوں کو چوم کر یہ فرشتوں نے دی صدا
مولا کے قدموں پہ ہیں شب و روز ہم فدا
گنتی میں ہم ہیں تیس ہزار اے شہ ہدا
مامور ہم نبی کی امانت پہ ہیں سدا
جب ہم کسی محب کو مصیبت میں پاتے ہیں
فرمان حق سے ہم پئے امداد جاتے ہیں

ایضم

بدلے پھریں نصیب سے ایام مرد یک بار

نہ سبکی فضل خدا سے الٰہ ان بخشی کی بس ایک بار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۲۶

ہر چند بیٹی دیکھ کا تھا شہ کو وہ شقی
لیکن ہمیشہ ابن رضا سے رہا بغی
دختر نے ایک شب جو کیا شکوۂ ستم شقی
اُسوقت نشے میں تھا وہ مردود ابتری
خود سوئے منزل شہ صابر رواں ہوا
شمشیر اٹھا کے قتل کی خاطر رواں ہوا

۵۲۷

دختر کو ساتھ لیکے چلا وہ زبوں شعار
سوتا تھا ایک حجرے میں یاں کا تاجدار
تلواریں ماریں شاہ کو بیحد و بیشمار
اپنے خیال میں کیا صد پارہ جسم زار
رکھی گلے پہ تیغ جفا قطع سر کیا
مطلق مگر نہ ظلم نے اُسکے اثر کیا

۵۲۸

اُسکو اور اُسکی بیٹی کو آتا تھا یہ نظر
ٹکڑے پھڑک رہے ہیں جسد کے زمیں پر
دل میں شریر خوش تھا یہ احوال دیکھکر
آیا محل میں پھر کے کٹی شب ہوئی سحر
اترا جو نشہ بیٹی نے سب ماجرا کہا
شرمندہ ہو کے بولا اسے تو نے کیا کہا

۵۲۹

واقف اب زمانے میں مجھکو نہیں مفر
ہے ہے شہید ہو گیا وہ شاہ نامور
اُسوقت جو نشہ میں تھا کچھ نہ تھی خبر
یاسر سے بولا جا ابھی شاہ امم کے گھر
ہر گز نہ دیر اب ایک آن کر
جلد آ کے مجھ سے کیفیت اُنکی بیاں کر

۵۳۰

یاسر کہے بیان کر پہونچا جو میں وہاں
مسواک کر رہا تھا وہ اللہ کی زباں
میں بعد اذن گھر میں گیا تھا یہی گماں
زخمی ضرور ہونگے شہنشاہ انس و جاں
مسند میں غرق حشمت و حرمت نظر پڑا
پیکر تمام صندل جنت نظر پڑا

۱ع

بابر سے پہلے عرض کی اے سرور زمن
مجھکو عطا ہو آپ جو پہنے ہیں پیرہن
شہ نے کہا یہ خلعت نو دوں یہ ہے کہن
بولا وہ ہاتھ جوڑ کے یہ ہے جو زیب تن
شہ اسکی نہ سمجھ تو گئے اور عطا کیا
بابر نے دی دعا کبھی شکر خدا کیا

۲ع

دیکھا یہ غور پیکر شاہ ملک سیر
کوئی نہ زخم تھا نہ خراش آئی کچھ نظر
رخصت ہوا امام سے وہ پاؤں چوم کر
مامون منتظر تھا اُسے جا کے دی خبر
خوش ہو امیر زندہ سلامت امام ہے
یہ رخت پاک دلبر خیر الانام ہے

۳ع

مامون نے خوشی میں کیا سجدۂ خدا
انعام اسکو دیکے یہ تاکید سے کہا
دینار دس ہزار لے، اور پھر اباد یا
تب نذر امام دیں کو یہ پھر کرنا التجا
آتا ہیں خود ہی آپ کی سرکار میں حضور
تشریف لائیے مرے دربار میں حضور

۴ع

بابر نے شاہ کو دیا مامون کا پیام
تشریف لائے بزم میں حاکم کی جب امام
تعظیم کر کے پاس بٹھایا بہ احترام
پھر سر جھکا کے بولا کہ نادم ہے یہ غلام
بیشک میں مستحق ہوں خدا کے عذاب کا
فرمایا شہ نے چھوڑئیے پینا شراب کا

۵ع

بیٹی پہ بھی خفا ہوا وہ حاکم لئیم
آخر وطن میں جا کے ہوئے شہ دیں مع مقیم
باتوں سے ام فضل کی دل ہوتا تھا دو نیم
عاجز تھے اسکے طرز عمل سے شہ کریم
پرہیز دل دکھانے سے اصلا نہ کرتی تھی
بالکل اطاعت شہ والا نہ کرتی تھی

۵۵۶

کہتی تھی روز باپ کو جھوٹی شکایتیں
اُسکے خلاف گڑھتی تھی فرضی حکایتیں
حاصل جو رشتہ دارو نبی بھی عنایتیں
اور رہ چکی تھیں باپ کی بیجا حمایتیں
بے خوف بانی ضلالت میں صرف تھی
کچھ جھوٹ لکھنے میں نہ تامل کرتی تھی

۵۵۷

حاکم کبھی جواب میں لکھتا تھا صاف صاف
اچھا نہیں ہے حکم الٰہی سے انحراف
بیہودہ باتیں مجھکو لکھو وہ دروغ باف
لیکن وہ بے حیا ہی نبی سے رہی خلاف
دشمن رہی ہمیشہ امام کبیر کی
مولا کا فخر فقر وہ بیٹی امیر کی

۵۵۸

وہ اور نبی کی بھی دشمن رہی مدام
سُن بھی کبھی سکی تھی اس صحیفہ کا نام
تبلیغ دین حق سے رہا شاد دین کو کام
ترتیب میں ساڑھے سات برس تک رہے امام
پھیلایا نور علم کا آفاق کے نور نے
حل کر دیئے ہزاروں مسائل حضور نے

۵۵۹

جب علم ساز ملنے سے اصول پر رہا
اور معتصم کو تخت حکومت کا مل گیا
لکھا یہ ام فضل نے اسکو کہ اے چچا
بلوایئے مدینے سے مجبور ہے خدا
احکام حق پہ چلنا مجھے ناپسند ہے
عاجز سہاگ سے ہوں یہی ناپسند ہے

۵۶۰

مکار نے تقی کو یہ خط میں کیا رقم
کچھ دن کو میرے پاس بھی آئیں شاہ امم
عبدالملک نے کہا حاکم کتاب پر شم
جس کو الگ سے لکھا مضمون پر ستم
غفلت تقی کے سبب بیحی نہ ذرا دیر کر
آئیں نہ دو سو جب سے بلوا کر

۵۹۱

عبدالملک کی جب برائی دلی مراد
مولا کے علم و فضل سے رکھتا تھا وہ عناد
ہر دم بجمع خلق سے برہم تھا بدنہاد
مجبور دشمنی نے قبلۂ دیں کو کیا زیاد
فاسد ارادے اس کے جو معلوم ہو گئے
آمادۂ سفر شہِ مظلوم ہو گئے

۵۹۲

رخصت ہوئے پسر سے بصد حسرت و ملال
کی عرض اک محب نے کہ تشویش ہے کمال
کب واپسی کا قصد ہے اے شاہِ خوش خصال
فرمایا اب پلٹ کے نہ آئے گا خستہ حال
بغداد سے رسول کی خدمت میں جانا ہے
اور اپنے دادا جان کا پہلو بسانا ہے

۵۹۳

اب میکدہ بغداد ہو گا مراد لے امام
جن بیٹوں کا لقب ہے نقی اور علی ہے نام
حسرت سے جد کے روضہ کو شہ نے کیا سلام
سوئے بقیع کر کے اشارہ یہ تھا کلام
آئے ہیں سب جہاں سے گزرنے کے واسطے
آ دادی جان جاتا ہوں مرنے کے واسطے

۵۹۴

بعد اس کے شاہِ دیں ہوئے بغداد کو رواں
بلوایا معتصم نے بہو بہو جو خستہ جاں
مسند پہ اپنے پاس بٹھایا بہ عزّ و شاں
اور ام فضل جا کے ہوئی داخل مکاں
کی چند روز عزت و حرمت امام کی
لی جان آخر بصیرت نے شاہِ انام کی

۵۹۵

صدمہ سے دو دنوں میں چھٹے لوگ بے خلاف
ہو کیسا انتقال تو قطعی اسی میں تھا اختلاف
پوچھا جو شہ سے تجھ سے اگر تو کرو معاف
عالم مصر ہوا تو کہا حکم ہے تجھے صاف
عصمت سے تجھ کو بھی حفاظت ضرور ہے
اور جو رہ سکے یہ عدم تو بیعت ضرور ہے

۵۹۶

اسواسطے ہوں قطع فقط اسکی انگلیاں
چوری سے تا کہ باز رہے پھر یہ جاوداں
مولا کی بات سنکے ہوا خوش وہ بدگماں
کٹ کے گئے دل میں رہ گئے وہ سارے فقط دل
ہر چند پوش صاحب علم و حسب رہا
داؤد کا پسر جو تھا علامۂ عجب رہا

۵۹۷

چوروں کے ہاتھ کٹنے میں احتیاط راہ
اسوقت یاد آگئے مجھے چند بیگناہ
جب باغیوں نے گلشن زہرا کیا تباہ
تھی کربلا میں لاکھوں مسلمانوں کی سپاہ
شانوں سے کاٹے دلبر خیبر شکن کے ہاتھ
گستاخوں سے قطع کر دیئے ابن حسن کے ہاتھ

۵۹۸

جالک نے جدا کئے سبط نبی کے ہات
جس نے سکھایا سجدۂ خالق یہ تھی وہ ذات
کس منہ سے میں بیان کروں ساری واردات
تمیمی تھا معتصم بھی مگر اہل شر کی بات
ہاں ناگوار ابن داؤد کو ہوا
سب سے سوا قلق اسی مردود کو ہوا

۵۹۹

مجھ سے بھی چند روز نہ نکلا وہ بے حیا
خلوت میں معتصم کی خوشامد کی اور کہا
بیحد ذلیل و خوار ہوئے ہم بتائیں کیا
ابن رضا کا علم بجا اور ہم بجا
ہم خیر خواہ تخت حکومت ہوئے ہیں
اس بوریہ نشیں کے محب شاد ہوتے ہیں

۶۰۰

میں اسکے سر الحق نمک کرتا ہوں ادا
اسوقت سے سوا ہوں میں پوشیدہ شو نما
پڑھتا نہ ہم اگر ہو اکبر شاہ و القب
پھر تیری سلطنت کا لگے گا نہ کچھ پتا
فہمید سے ہر ایک دقیقہ میں کیا کہوں
تو ہی نکال کوئی طریقہ میں کیا کہوں

بند ۱

پھیلتی ہوئی یہ بات تھی فقرہ بھی چست تھا
اک تیر تھا کمان عداوت سے چل گیا
دل سے پسند آگیا اسکو یہ مشورا
جا کر کہا بھتیجی سے اسے میری دلربا
یہ زہر دے تو حق کو، تو حاصل نجات ہو
لیکن کسی پہ کھلنے نہ پائے وہ بات ہو

بند ۲

راضی وہ ظالمہ ہوئی اغوئے خوش نما
انگور رازقی میں بھرا زہر بے وفا
شاہ ہدیٰ سے کھانے کو اصرار سے کہا
انگور رکھا ہاتھ کہ اجل کا تھا سامنا
ایسا اثر ہوا دل اندوہ ناک پر
آیا ورم امام کے سب جسم پاک پر

بند ۳

رونے لگی دکھانے کو سب کے وہ بے حیا
فرمایا شہ نے روتی ہے اب کس لئے بھلا
دنیا میں اپنے جرم کی پا لیگی یہ سزا
ہوگا مرض وہ جس کی نہیں ہو دوا
منہ آنسوؤں سے تر کرکے، وہ چھوڑ کے گئی
کہتی ہی کیا جواب بس چپ ہو کے رہ گئی

بند ۴

مسموم شاہ دیں ہوئے ہر اک کو ہے ماننا
بانی ستم کا معتصم بد نہاد تھا
البتہ راویوں نے لکھا ہے جدا جدا
ترکیب کیا تھی زہر کی تھا کون واسطہ
تاریخ کی کتابوں سے یہ اقتباس ہے
جو قول میں نے لکھا قریں قیاس ہے

بند ۵

جب زہر رفتہ رفتہ اثر اپنا کر چکا
دو چار روز بعد شہ دیں کی قضا
جب وقت موت آگئی بیکس کا حال تھا
ہمدرد تھا کوئی نہ تدارک نہ کچھ دوا
غربت تھی ایک عالم اندوہ و یاس تھا
بچے تو با ترتیب فرزند پاس تھا

ولہ ۱۰۶

یوں تو ہر اک امامؑ پہ ہوتی رہی جفا
پایا کسی نے زہر کسی کا گلا کٹا
زندہ ہے اک امامؑ اسے قائم رکھے خدا
کمسن کوئی جناب تقیؑ سے سوا نہ تھا
واقع ہوئی تھی موت جب اس نونہال کی
اسوقت عمر پاک تھی پچیس سال کی

ولہ ۱۰۷

یوں سے پہلے جفا نے کو پوچھا جب الم
دل ٹکڑے ٹکڑے ہے چاک گریباں بہجوم غم
اعجاز سے جناب نقیؑ ہادیٔ امم
آئے برائے خدمت آخر بچشم نم
غسل و کفن کے بعد پڑھائی نماز بھی
دفنائی خود ہی لاش امامؑ حجاز بھی

ولہ ۱۰۸

جس جا جناب موسیٰؑ کاظمؑ کا ہے مزار
دادا کے پاس دفن ہوا وہ فلک وقار
یاد آیا پھر مسافر زہراؑ ہوا بیقرار
آئے تھے قید خانہ سے سجادؑ سوگوار
ماتم کیا تھا باپ کا ہر شہر غاسق عام کو
دفنایا تھا امامؑ نے لاشہ امامؑ کا

ولہ ۱۰۹

پنہاں ہوئے جناب تقیؑ تھے جو تاجدار
بالائے قبر دوست احباب تھے اشکبار
کیا لکھوں حال لاشۂ شبیرؑ نامدار
سر شام میں تھا جسم تھا رن میں کھلا تار
اعضائے جسم شاہ شہیداں نہ مل سکے
تھے منتشر جو پارۂ قرآں نہ مل سکے

ولہ

اک لاش کے بھی تن پہ نہ سر تھا نہ گور آہ
بے سر ہی دفن ہو گئے معصوم بیکس آہ
خونیں لباس جسم میں ہے سے کفن کے وہ
دو چار قبریں بن بیکس با حالت تباہ
جنگل کو شہ نے خلد بریں بنا دیا
اور اک جگہ پہ گنج شہیداں بنا دیا

اللہ

کرون اب ختم سخن یہ مضمون تا ابد

دل صاف ہو جو جوہر نظم و بیان دکھائے

یا رب شفیع فراست ہو روز حشر بنائے

سایہ بجائے سر پہ علم لواء کا اٹھائے

محو ہے ہر طرح زیبائش شبیر ہیں

بخشو خدا یا سب کو فراست حسین کو

تمام شد

مصنف مرثیۂ ہذا سید سرفراز حسین صاحب خبیر کو علاوہ حضرت اوج

و رفیع مرحوم کے جناب میر فراست حسین صاحب فراست مرحوم زیدپوری

سے بھی تلمذ حاصل ہے جناب فراست اعلی اللہ مقامہ نے بتاریخ

۲۷ صفر ۱۳۶۷ھ بمقام زیدپور انتقال کیا

تصنیف مرثیۂ ہذا بتاریخ

۲۰۔ دسمبر ۱۹۵۲ء

باختتام رسید

رباعی خبیر

کیا ناخن پیری کی خراشیں نکلیں — گویا دل صد چاک کی قاشیں نکلیں
دانتوں نے دہن چھوڑا قیامت کی ہے بات — اک قبر سے بتیس یہ لاشیں نکلیں

دیگر

رہتی تھی جو ذلتوں کی بانی پہنچی — بدنامی دنیا کی نشانی پہنچی
طفلی نے نہ پیری نے دیا ساتھ خبیر — جنت میں مرے پاس جوانی پہنچی

دیگر

آزادی دنیا سے اسیری اچھی — سرکش جو شباب ہے تو پیری اچھی
بندوں میں خودی کی شان آجاتی ہے — ہمکو تو امیری سے فقیری اچھی

مرثیہ ۱۲

بس بارہ امام مومنیں یہی چار علیؑ ہیں

تعداد بند (۱۱۰)

در حال امام علی نقی علیہ السلام

مصنفہ

سید سرفراز حسین رضوی

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

باسمہ

زیارت حضرت امام علی نقی علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَصِیَّ الْاَوْصِیَاءِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْاَتْقِیَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا
حُجَّةَ اللهِ عَلَى الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
یَا خَلَفَ اَئِمَّةِ الدِّیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا الْحَسَنِ
یَا عَلِیَّ بْنَ مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا
التَّقِیُّ الْعَسْكَرِیُّ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا
نُوْرَ اللهِ الْمُضِیُّ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

تاریخ ولادت باسعادت ۵ رجب ۲۱۴ھ تاریخ شہادت ۳ رجب ۲۵۴ھ
جائے دفن سامرہ

۲۰۶

سب بارہ اماموں میں ہیں یہ کامل ہیں
یکتا ہو با فضل بزرگی میں وہ یکتا ہیں
ہم حضرت سجاد و ولی ابن ولی ہیں
یہ ایک نہیں سب ہی ابرار کے قابل ہیں
تعریف نبی ہم و صفت ابرار نقش ہیں
اے شر کا بیان ہو ذکر ذکر ہی کا ہو

۲م

کونین میں ان سے ہی کا ذکر عبادت
لب طاعت حق الحمد کی آو وحدت
اک میں ہی کی روح علی آئینہ طہارت
جنا ہی کے فیض سے علو ان لطافت
سجدے کی جبیں صفحہ کا غذ پہ نقش ہی
جب سے دعا کی الا وہ وہ حق کی ہی

۳م

اس نے یہ دین کا جو مقصد نہ کھو
اور دل آئینہ ہی کا بنا ہا
خالق نے بھی اسے ہی مسند جہاں
اور ظلم سے زمانہ کا تشنگان
اس نے ہم سے ہی کہ جو انسان کا دانا
ان سے آن سے ان کا منصوب کیا تھا

۴م

دنیا پہ ہیں ایت محبت کی طاری
بن بن کے گھٹا آئے گی عرش جاری
اسلام کے گلشن میں ہیں جاری ہر باری
دل سے یہ حسرت سے اس نے باری
یہ نغمہ ہے دعا کا صحیفہ اولین
سب جو اس کا احسان ہو جس

۵م

ایمان کا سب سے جس میں جلوہ بھی
اور ولی الاولیا کی اللہ بھی
سب ہی کا باغ جنتی بھی
عصمت کا ہر اک کا جلوہ بھی
ہر بزم ہو داد ادا جلی ہیں
اس کا لطف کا دل ہے نہیں

٦

اک روز نقی صاحبِ معراج کے دلدار
تھے زینتِ مجلس صفتِ احمدِ مختار
عمار بن زید بھی تھے حاضرِ دربار
وہ بولے کہ کیا چرخ پہ جا سکتے ہیں کرار
یہ سنتے ہی بالائے ہوا شاہِ زماں تھے
جھپکی نہ پلک بھی کہ نگاہوں سے نہاں تھے

۱۰

٧

جبریل نے کی عرض جو ہو حکم براق آئے
مدت سے کھڑا در پہ یہ خادم بھی شرف پائے
پھولوں سے بچھا اور کہ گلستانِ جناں لائے
معراج کے منظر شہِ کونین نے دکھلائے
دم بھر میں گئے مثلِ نبی عرش پہ مولا
تھے عرش پہ مولا اور ابھی فرش پہ مولا

٨

پھر اسی جگہ آ گیا وہ فخرِ سلیماں
یا چھوڑ کے چرخ آ گئے تھے عیسیٔ دوراں
یا بحرِ شرف میں تھا عیاں نیرِ ایماں
یا عرش سے نازل ہوا تھا کعبہ میں قرآں
ہمراہ تھا شہ کے چمنِ راز کا طائر
اُڑتا ہوا اک گلشنِ اعجاز کا طائر

٩

پر اس کے سنہرے تھے دُرِ نایاب بھی منقار
تھا وردِ زباں کلمۂ توحید بتکرار
کہنے لگا حضرت سے وہ اے خلق کے مختار
صدقے قدمِ شہ پہ ہے جنت کا بھی گلزار
کیا حکم ہے آیا ہوں جہاں سے میں وہیں جاؤں
فرحت میں یہاں سے سوئے فردوسِ بریں جاؤں

١٠

قُل تھا کہ ہے یہ شانِ شہِ معجزہ آرا
اُترا تھا جو ہمیں خانۂ حیدر میں ستارا
راضی جو ہوا مالکِ فردوس کا پیارا
پھر اُڑ گیا وہ سوئے جناں پا کے اشارا
پہلے سے ہوا شہرہ جہاں میں بھی زیادہ
خوش لحن و خوش آواز و خوش آہنگ زیادہ

١١

رنگین وطرح دار تھے مرغ جناں اور
اس طائر مخصوص کی حالت پہ کیا غور
کہتے تھے کہ اسوقت میں کچھ اسکے ہیں طور
ممتاز ہوا سارے پرندوں میں وہ فی الفور
طائر نے کہا آتا ہوں گلزار علیؑ سے
عزت یہ ملی ہے مجھے دربار نقیؑ سے

١٢

اے صل علی ذات نقیؑ سید ذیجاہ
مختار جناں شاہ زماں عاشق اللہ
بعد تقیؑ عرش نشیں تیرہ برس آہ
یثرب میں رہا منزل الاسلام کا وہ ماہ
عباسیوں کا دور تھا اور پھول علیؑ کا
تھا عقربوں کے بیچ میں وہ جان نبیؐ کا

١٣

عبداللہ مردود مدینے کا تھا والی
ایماں کا عدو دشمن شاہنشہ عالی
حضرتؑ کے ستانے کو یہ راہ اُسنے نکالی
خط میں متوکل کو لکھا تجھ پہ ہو حالی
سادات میں ہیں تو ترے بدخواہ بھی ہیں
اک فوج کی ترتیب میں اُن روز نقیؑ ہیں

١٤

کذاب نے جو لکھا تھا وہ جھوٹ تھا یکسر
واقف تھے سبھی اسلام سے فرزند پیمبرؐ
حضرتؑ نے بھی خط بھیجا یہ اُسکو یہ لکھکر
والی نے جو تحریر کیا کیجو نہ باور
کچھ یہ نہیں برہم ہے وہ بدخواہ مجھی سے
بے فائدہ رکھتا ہے عناد آل نبیؐ سے

١٥

یہ دونوں خطوط اُسکو بیک وقت ملے جب
حضرتؑ کو خوشامد سے لکھا شوق میں تب یہ
واقف تھا متوکل ان باتوں سے کیا اُسکا مطلب
والی مدینہ کو بھی معزول کیا اب
ہرگز نہ قدم راہِ عداوت میں دھریگا
اب اُسکی جگہ کام ابوالفضل کریگا

١٦

پھر نہ بھیجا گیا شہ کو یہ نہیں تاب رہا
ہر خط میں وہ مکار یہ لکھتا تھا بیٹا
مشتاق زیارت ہے غلام آپکا آقا
سرکار مع اہل و عیال آئیں تو اچھا
باہر نہیں ہے آپکی خدمت سے یہ خادم
محروم نہ رہ جائے سعادت سے یہ خادم

١٧

ہر نامے کے مضمون ہوا کرتے تھے ایسے
شبیر کے پاس آتے تھے خط کوفے سے جیسے
عیاریہ سلطان ہوا کرتے تھے کیسے
یہ جیسے تھے وہ شامی و کوفی بھی تھے ویسے
بد اصل تھے پیشہ تھا بُوں کا رہے دونوں
چالاک تھے غدار تھے مکار تھے دونوں

١٨

آخر متوکل نے کیا تازہ ستم آہ
دربار سے کچھ چن لئے مخصوص ہوا خواہ
اک فوج بھروسے کی بصد شوکت و باجاہ
الغرض سب کو بن ہرثمہ کے کر دیا ہمراہ
بھیجا طرف شاہ نمائندہ بنا کر
سمجھا یا بن ہرثمہ کو گھر میں جا کر

١٩

کیا کہہ دیا پیچھے سے یہ معلوم نہیں ہے
اک خط بھی دیا شاہ کے نام اپنے لکھ کر
یہ لکھ ہوا خواہ یہ سردار لشکر
حاضر ہیں اطاعت کو جو فرمایئے گھر پر
جس طرح بھی ہو سید ابرار چلے آئیں
ممنون میں ہونگا جو سرکار چلے آئیں

٢٠

یہ خط جو ملا قبلۂ ارباب صفا کو
مولا نے کیا یاد شہ کرب و بلا کو
مطلب یہ تھا آمادہ ہیں غدار جفا کو
میں نعمت حق سمجھا ہوں ایک بلا کو
نامہ طلبی کا نہیں پیغام قضا ہے
یہ آپکا فرزند بھی پابند رضا ہے

۲۱

بڑلا ہوا تھا اسکے بلانے کا قرینا
انداز حرارت کا بالفاظ دگر تھا
محفوظ رہیں تا کہ مرے دوست احبا
انکار مناسب نہیں سمجھے نہ و الا
بولے یہ بن مرتضیٰ ہم سے شاہ چلوں گا
جو خدا نے ہے
اللہ نے چاہا ہے ہمراہ چلوں گا

۲۲

بہتر ہو جو اک ہفتے کی دے مجھ کو مہلت
وہ بولا مناسب ہے بڑے شوق سے حضرت
احباب ہیں پایا ہوا اک شور قیامت
یثرب نے کہا ہائے پیمبر کی ریاضت
حیدر سے چھٹا چھوڑا حسین ابن علی نے
پھر موسیٰ کاظم نے رضا اور تقی نے

۲۳

دسواں چمنستان امامت کا جو مہ گل
تیار سفر کے لیے اس وقت ہے بالکل
نور صمدی شمع شبستان توکل
اندیشہ یہی ہے متوکل کرے گا کل
دنیا میں ہے اب یہ امامت کے سوا کیا
پھر بزم شریعت میں ہے ظلمت کے سوا کیا

۲۴

ہر چار طرف پھیلا تھا دو دن غم ہجراں
اور کوچ پہ تیار رکھے تھا شہنشہ ایماں
ناگاہ دیا حکم بنے جانے کا ساماں
خیاط جو آئے تو کہا در ہوا فرماں
کر زیب ہے ہر اک چیز جو دو فی ہوں قبائیں
صد ہوں زیادہ تو روئی کی دو فی ہوں قبائیں

۲۵

بارانیاں تیار ہوں اور گرم عبائیں
وافر ہوں لحاف اور متعدد ہوں ردائیں
موٹی ہوں قمیصیں جو ہواؤں سے بچائیں
کمل ہوں دبیز ایسے کہ ٹھنڈک کو مٹائیں
موجود وہ سامان ہے رخت سفر ہو
جس سے نہ تو اولوں کا نہ بارش کا اثر ہو

٢٦

اک ہفتے کے اندر ہوا تیار وہ ساماں
کہتا ہے بن ہر فرد دلیل تھا میں حیراں
واقف نہیں شاید کہ سفر سے تہِ ذیشاں
ہے دور کئی ماہ ابھی فصلِ زمستاں
بیکار یہ اسباب ہے بے سود یہ ڈر ہے
ہے بھی تو یہ اک ہفتہ دو ہفتہ کا سفر ہے

٢٧

جو شخص سفر سے بھی نہ واقف ہو ذرا سا
وہ رازِ الٰہی کو سمجھ سکتا ہے پھر کیا
ایسے کو بھی لوگوں نے امام اپنا بنایا
یہ سوچ کے ہنس دیتا تھا شخص اور ربِ اعلیٰ
اک شیعہ جو ہم لوگوں کے ہمراہ تھا چپ تھا
وہ آلِ پیمبر کا بہی خواہ تھا چپ تھا

٢٨

سامانِ سفر ہو گیا جس وقت مہیا
رخصت ہوئے روضے سے نبی کے رخِ والا
پھر اور بزرگوں کی لحد پر گئے آقا
گویا یہ اشارہ تھا کہ رخصت کو ہوں آیا
آباد مکانوں میں بھی بستی تھی اداسی
ہر در و دیوار پہ برستی تھی اداسی

٢٩

روتا ہوا نکلا جو پیمبر کا مسافر
بولے در و دیوار خدا حافظ و ناصر
جب مل چکا احباب سے وداع وہ صابر
نقارہ بجا کوچ کا مرکب ہوا حاضر
یثرب سے وہ اہلِ کرم و داد سدھارا
زہرا کا قمر جانبِ بغداد سدھارا

٣٠

شہروں سے گزرنا کبھی جنگل میں ٹھہرنا
وہ تپتے ہوئے دشت وہ جلتی ہوا موسمِ گرما
کھولا ہوا پانی تھا جو تھا بھی کہیں چشمہ
سوکھے ہوئے چھتر وہ دہکتا ہوا صحرا
جنگل میں بگولے کرہ نار بنے تھے
جلتی ہوئی شمعوں کی لویں فضا بنے تھے

۳۱

آیا تھا اسی راہ سے جب لشکرِ غدار
اک شیعہ تھا ساتھ اُس کے یہ کہتا تھا وہ پُر زار
ہے قول علیؑ جو ہے فرق کے سردار
خالی نہیں ہے کوئی زمیں قبر سے زنہار
یہ ضحکہ کی بات یقیں کوئی کریگا؟
اس دشت کو دیکھیں یہاں کون مریگا؟

۳۲

اُس وقت وہ چپ ہو گیا تھا عاشقِ مولا
ناگہ وہی دشت آ گیا پھر پڑ گیا ڈیرا
اُترے ہیں اُٹھا ابر سیہ چھایا اندھیرا
وہ سرد ہوا اور وہ اولوں کا برسنا
جاڑا وہ کڑاکے کا وہ تھمتا ہوا پانی
وہ گرتی ہوئی برف وہ جمتا ہوا پانی

۳۳

وہ موت کے ناخن کی ہوا اور نئی خراشیں
وہ اُنکی جگہ کا وہ یاں وہ اُنکی تراشیں
اولوں کے وہ انبار کہ سب بن گئیں لاشیں
خیموں کی طنابیں بھی ہیں ٹوٹی کی نقشیں
طوفانِ فنا سے جو ہم آغوش تھا میداں
تخریب نہ تھا بلکہ کفن پوش تھا میداں

۳۴

جب شاہ کو سردی کی نظر آئی یہ حالت
اُس جاڑے کے سامان ہوئی دور وہ حجت
مولا کے جو ہمراہ تھے پانے لگے راحت
ناقوں پہ بھی ڈالے گئے کمل بفراغت
خیمہ میں بن ہرثمہ بھی کانپ رہا تھا
حجرہ وہی عاشق ضرغام خدا تھا

۳۵

ناگاہ وہ چلایا یہ غلام شہ والا
سرکار نے یہ جاڑے کا سامان نہ سمجھا
دیکھا جو بن ہرثمہ نے تحفہ مولا
دی کال دعا شکر کیا شکر خدا کا
سردی کے سبب جھیلے سے بے ہوش تھے دونوں
اب بیچ ہوئے جاڑے کا ماہوس تھے دونوں

۱۰

۳۶

کیوں متو حُر پیاسا تھا اور پانی تھا نایاب
اُسکو مع لشکر کیا شبیرؑ نے سیراب
پانی جانے کی شدت سے جو سب لوگ تھے بیتاب
حضرتؑ نے مہیا کیے آرام کے اسباب
اعدا کو وہاں پانی دیا سبطِ نبیؐ نے
اغیار کو خلعت یہاں بانٹے ہیں نقیؑ نے

۳۷

اپنے ہوں کہ بیگانے ہوئی سب پہ عنایت
موت آئی نہ تھی جنکی ہے زیست کے غفلت
محروم ہے جنکی نہ یاد رہی ہوئی قسمت
مُنکر بھی پکارے یہ ہے اللہ کی حجت
جو پا چکے تھے شاہ سے انعام وہ سوئے
مرنے سے بچا اور بآرام وہ سوئے

۳۸

جب غش سے پھر آئی تو سدھرنے لگی حالت
بادل بچھایاں ہر میں کی ہوئی ظلمت
دکھلائی پھر آکر یہیں خالق نے یہ قدرت
مطلع ہوا اب صاف تو ہوئی خوب عیاں حرمت
اب جان کے بچنے کی نشانی بھی ہوئی پیدا
پھر خون میں پہلی سی روانی ہوئی پیدا

۳۹

فرمایا مرے ہمرہ تشنہ شاہ نے سن کر
ہمراہیوں کی اپنے خبر لاؤ کسی عنوان
کیا دیکھتا ہے جا کے وہ ہے ختم کا سامان
اُن ساتھیوں میں اتنے غش ہو گئے بیجان
حضرتؑ کو گلہ اُسنے کیا جسم کفن کا
شہ نے کہا سامان کرو اب غسل و کفن کا
و دفن

۴۰

کچھ دیر میں قریب ہی بنیں اُس دشت میں شاد
حضرتؑ نے کہا جد کا یہ قول ہے کچھ یاد
واللہ ہے حق حیدرِ کرار کا ارشاد
محبوب منافق ہو تو مومن ہو دلشاد
کہتا تھا محبت شان ہے رب ازلی کی
کیوں بھائی یہ تصدیق ہوئی قول علیؑ کی

۴۱

اس واقعہ کا گرچہ اثر سب پہ ہوا تھا
یحییٰ ہوا تھا حرؑ کی طرح عاشق مولا
پھر چلنے پہ تیار ہوا قافلہ سارا
جب سامرے میں پہنچے اسی طور سے مولا
رستے کی زمیں گوہر اعجاز سے بھر دی
حاکم کو بن ہرثمہ نے جا کے خبر دی

۴۲

پہلے متوکل کو تھا وہ شوق زیارت
جو خط میں لکھا تھا کہ چلے آئیے حضرت
سب مکر کی باتیں تھیں نہ تھی کوئی حقیقت
بولا یہ بن ہرثمہ سے صاحب نخوت
ایوان نہ کسی خانۂ روشن میں جگہ دو
اس شخص کو محتاجوں کے مسکن میں جگہ دو

۴۳

وہ جائے کثیف آہ تھی آبادیوں سے دور
پڑے رہتے تھے واں جا کے فقیروں کا تھا دستور
اک حجرۂ تاریک میں ٹھہرے شہ پرنور
سامرے میں ہر سو یہ خبر ہو گئی مشہور
ان ذروں پہ یاں جلوہ نما ماہ مدینہ
محتاجوں کے ساتھ مکیں شاہ مدینہ

۴۴

صالح تھا محب آپ کا اُسنے یہ سنا جب
حاضر ہوا وہ خدمت اقدس میں مؤدب
حضرت نے گلے اُسکو لگایا ہوئے خوش تب
جب حکم ملا بیٹھا محب آکے مہذب
کی عرض یہاں کس لئے سلطان غیور آئے
دشمن کے طلب کرنے پر افسوس حضور آئے

۴۵

واللہ کبھی آپ کے لائق نہیں یہ جا
شہ بولے مصیبت میں رہے ہیں مرے آبا
سجادؑ کہاں اور کہاں قید کی ایذا
زنداں کا سفر حضرت کاظمؑ نے کیا تھا
ہاروں کو عداوت تھی رئیس امم سے
مرنے پہ رہائی ہوئی تھی قید ستم سے

۴۶

صاحب تو مری حالت ظاہر پہ ہے مغموم
دیکھ آنکھ اُٹھا کر تو ذرا قدرت قیوم
کیا دیکھتا ہے وہ کہ جہاں بنتے ہیں معصوم
اک باغ ہے جنت سے جسے کہیے موسوم
بلبل کی زباں پر ہے ثنا آل عبا کی
آتی ہے ہواؤں سے صدا صل علیٰ کی

۴۷

وہ طائروں کی زمزمہ خوانی کی بہاریں
شاداب نہالوں میں جوانی کی بہاریں
وہ نہر مصفا کی روانی کی بہاریں
تھالوں میں چھلکتے ہوئے پانی کی بہاریں
ہر عکس سے شاخوں کے اثر ہوتے ہیں پیدا
کچھ زیر شجر اور شجر ہوتے ہیں پیدا

۴۸

پھولوں میں حسینوں کی نزاکت کی ادائیں
پتوں میں زمرد کی لطافت کی ادائیں
قامت میں صنوبر کے قیامت کی ادائیں
نرگس کی وہ آنکھوں میں بصارت کی ادائیں
ہر غنچے میں وہ جام مے نور کا عالم
انگوروں میں وہ دیدۂ مخمور کا عالم

۴۹

ساقی ترے قرباں وہی جام وہی جام
جس جام پہ لکھا ہے ترا نام وہی جام
کہتے ہیں جسے ساغر اسلام وہی جام
دیتا ہے جو ایمان کا پیغام وہی جام
نشہ میں کبھی حد سے زیادہ نہ بڑھونگا
ہر گھونٹ پہ کلمہ ترا لطف میں پڑھونگا

۵۰

بہتر ہے زم زم سے کہیں ہے یہ بادہ
الیاس و خضر عیسیٰ کا بھی ہے جادہ یہ بادہ
عرفان کی منزل میں ہے نور یہ بادہ
خاک در میخانہ ہے دُرد تہ بادہ
ذروں میں ہر اک درد مصیبت کی دوا ہے
عصیاں کے مریضوں کے لئے خاک شفا ہے

۵۱

ساقی تو مرے ظرف کو پیمانہ بنا دے
پھر اپنے کرم سے خم میخانہ بنا دے
بیکس مرے دل کو در جانانہ بنا دے
ہشیار ابھی ہوں اب مجھے دیوانہ بنا دے
کچھ اور نصیری کی طرح کہہ نہیں سکتا
پھر کوئی کہ میرا اگر رہ نہیں سکتا

۵۲

ہے چرخ پہ عیسیٰ ترے بیمار محبت
زنداں میں یوسف تھے گرفتار محبت
کعبہ میں اٹھائے تھے نبیؐ بار محبت
معصوم ہیں یہ سب ہیں گنہگار محبت
وہ اور ہیں جن کردہ گناہوں کی سزا ہے
ناکردہ گناہی بھی محبت میں خطا ہے

۵۳

ساقی ترے در پہ مجھے مرنا ہے مجھے جینا
جینے کے سہارے ہیں یہی خم و مینا
اب تو ترے میکش کا ہوا ہے یہ قرینہ
واعظ کو جہاں دیکھ لیا بس وہیں پینا
ہے وجد میں خم، نکہت مے جھوم رہی ہے
توبہ ترے میکش کا دہن چوم رہی ہے

۵۴

اس میکدے سے پہلے تو پایا نبوی جام
پھر فاطمی اک جام ملا اک علوی جام
وہ پی چکا جب جام اٹھایا رضوی جام
اس سلسلے میں پھر تقوی و نقوی جام
چودہ کی محبت میں وہ نکلا تو جو نکلا
باقی ہیں جو دو جام ابھی وہ پیو نکلا

۵۵

سب نشۂ صہبائے کہن دیکھ رہے ہیں
در ہائے ولایت کے عدن دیکھ رہے ہیں
ہم نجف و شاہ زمن دیکھ رہے ہیں
صالح کی طرح طرفہ چمن دیکھ رہے ہیں
تو بھی ہے علیؑ یہ ترا دلبر بھی علیؑ ہے
کیا باغ کرامات نقیؑ ابن نقیؑ ہے

۵۶

مومن نے ذرا غور سے جب باغ کو دیکھا
دروازے پہ لکھا تھا ریاضِ گلِ زہرا
تھے قصر ہزاروں پئے اصحابِ وِلا
چھپتا ہے غلاموں سے کہیں دامنِ آقا
صالح نے کہا شاہِ حجازی کے تصدق
مولا تری اس بندہ نوازی کے تصدق

۵۷

فرمایا شہِ دیں نے کرے میرے ہی خواہ
بن جاؤں جہاں بھی، یہ حسین ہے ہمراہ
وہ بولا کہ دکھو ہے یہ صدمہ جانکاہ
حاکم ہے عدو آپ کا اے سیدِ ذیجاہ
شہ نے کہا دشمن متوکل ہے ہمارا
لیکن یہ نہیں دیر تک قائم ہے ہمارا

۵۸

آخر وہ محب ہونے لگا آپ سے رخصت
مولا نے گلے اسکو لگایا بہ محبت
پھر آگیا سجادے پہ خورشیدِ امامت
پیشانیِ تاباں سے زمیں کو ملی طلعت
سر خاک پہ تھا اور قدم راہِ خدا میں
مصروف زباں ہو گئی تسبیحِ خدا میں

۵۹

دو تین ہی دن گزرے تھے حضرت کو بھی آہ
مائل بہ تشدد ہوا وہ حاکمِ گمراہ
دربار میں زراقی اک رکھا تھا بدخواہ
اب اس کی حراست میں گئے سیدِ ذیجاہ
روحی تھا وہ اور دلمیں شقاوت بھی بھری تھی
قدرت کی مگر دوری پہ جلوہ گری تھی

۶۰

اُسپر تو یہ قدغن تھا کہ بیکس پہ کرے جور
افعال پہ کردار پہ ہر وقت رکھے غور
لیکن نظر آئے اسے مظلوم کے وہ طور
داخل ہوا مولا کے محبوں میں وہ فی الفور
ملنے کے لئے آتے تھے احباب شہِ دیں
بھٹکے ہوؤں کو آپ بتاتے تھے رہِ دیں

۶۱

زراقی اسی طرح رہا حاضر خدمت
معلوم ہوئی جب متوکل کو یہ حالت
دراصل تھا منحوس شقی اہل شقاوت
اُسکے متعلق ہوئی بیکس کی حراست
بداصل تھا بدنسل تھا بدبخت تھا ظالم
نرمی سے نہ واقف تھا بہت سخت تھا ظالم

۶۲

ہر لحظہ نئی دیتا تھا مظلوم کو ایذا
قسمت نے یونہی دہ برس قید میں رکھا
حاکم سے مگر کہتا تھا جا کر ستم آرا
حضرت سے کوئی بات نہیں ہوتی ہے بیجا
ہرچند نہ راحت ہے نہ آرام ہے اُنکو
اوراد و وظائف سے مگر کام ہے اُنکو

۶۳

آخر متوکل نے نکالی نئی تدبیر
دربار میں بلوایا گیا وہ شہِ دلگیر
جلادوں کو فرمان دیا کھینچ لو شمشیر
جب آئیں وہ یہ قتل میں اُنکے نہ ہو تاخیر
شہ آئے تو عنوان نرالا نظر آیا
تلواروں کے سایے میں علی کا پسر آیا

۶۴

جلاد پریشاں متوکل کو تھا لرزا
اعزاز سے حضرت کو قریب اپنے بٹھایا
پوچھا یہاں کیوں آئے تری غرض کیا تھی
کہنے لگے مولا کہ طلب تو نے کیا تھا
کی عرض کہ آقا مرے اب شوق سے گھر جائیں
زحمت ہوئی بیجا وہ شہِ جن و بشر جائیں

۶۵

جب پاؤں رکھا آپ نے دروازے کے باہر
جلادوں نے سر جھک کے رکھے اُنکے قدم پر
راہی سوئے منزل جو ہوا ماہ پیمبر
سرہنگوں کو بلوا کے یہ کہنے لگا کافر
کسواسطے فرزندِ پیمبر کو نہ مارا
کیوں مجھ سے چھپے دلبرِ حیدر کو نہ مارا

۲۶۴

علاوہ دل کے کیا کوئی حالت کا [illegible]
دروا سے مری دل اصل بیداد جاں سے [illegible]
اک نغمہ انداز آتا تھا کہنے لگی جو [illegible]
کہتا تھا جو ادا بیداد کی [illegible] القصہ
محفوظ ہے [illegible] سے جو بیدار [illegible] کا
ہم جارو دل کی [illegible] کا

۲۶۵

عاقبت کیا ہمیں [illegible] کی [illegible] جاں
بن بنا ہوں [illegible] کی [illegible]
فانی [illegible] سے [illegible] ہے
ابلہ [illegible] کا [illegible]
کہو [illegible] نغمہ [illegible] صبح
دانا [illegible] بیداد [illegible]

۲۶۶

باغ [illegible] جو ان [illegible]
جنبان [illegible] ہوتا تھا [illegible] طلبگار
کہتا تھا [illegible] بیداد
[illegible] ہمیں [illegible] اسرار
[illegible] ہم [illegible] فدا ہو
عجب [illegible] دل [illegible] آج ہو

۲۶۷

جو دیکھو [illegible] بیداد [illegible] ہو
دانا [illegible] کا ہوں [illegible] والا
دو [illegible] طرف دنیا
[illegible] اپنا [illegible]
[illegible] فدا ہیں
[illegible] صبح [illegible]

۲۶۸

موالات [illegible] کہنا [illegible]
دو [illegible] ہو کا [illegible]
[illegible] عبادت [illegible] کا [illegible]
مصروف [illegible] طالف [illegible]
افلاطون [illegible] بیدار [illegible]
حیران [illegible] عبادت [illegible]

۱

حیوان بھی پہچانتے تھے رتبۂ مولا
حیوانوں سے بدتر تھے وہ انساں سگ دنیا
جن لوگوں نے حق آل پیمبر کا نہ جانا
دیکھا تو کل نے جو قدرت کا یہ نقشا
شرمندہ ہوا دل میں بہت اور دیا حکم
اب جانے دو فی الحال نہیں کوئی نیا حکم

۲

کھولا گیا پھاٹک تو بر آمد ہوئے سرور
پہنچانے کو ساتھ آئے وہ حیوان بھی تا در
آرام سے گھر کو گئے وہیں آئے پلٹ کر
تکلیف دی پر آپ کو ظالم نے برابر
کچھ قدر نہ کی جان رسول دوسرا کی
نی گھر کی تلاشی کبھی کچھ اور جفا کی

۳

اک مرتبہ دربار میں پھر شہ کو بلایا
تعظیم کی مولا کی اٹھا اپنا پرایا
مردود نے پاس اپنے باعزاز بٹھایا
حضرت کی طرف جام مئے ناب بڑھایا
معصوم نے فرمایا برا کرتا ہے ظالم
ساغر کو ہٹا فتنہ کیا کرتا ہے ظالم

۴

ہم جلد رسولان و ائمہ کے ہیں وارث
جن بندوں میں ہے شان قدم ہم وہ ہیں حادث
قرآن میں تطہیر کی آیت کا ہیں باعث
ہم طیب و طاہر ہیں یہ ہے ام خبائث
یہ راہ ضلالت کی بھی دکھلاتی ہے تجھکو
اللہ سے کچھ شرم نہیں آتی ہے تجھکو

۵

محجوب ہوا دل میں بہت وہ ستم ایجاد
پھر کر نہ سکا قبلہ ایماں سے وہ اصرار
حضرت سے لگا کہنے کہ یہ بولا وہ خطاکار
کچھ کھانے کا بھی شوق ہو اے سید ابرار
برہم ہوئے مولا کہا یہ ہو نہیں سکتا
میں دولت ایماں کو کبھی کھو نہیں سکتا

[illegible]

بدلا وہ نقش [illegible]
راضی ہوا وہ [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۸۱

معلوم تھا ہر چند یہ ظالم کو سراسر
اولادِ نبیؐ خلق میں ہے حجتِ داور
باز آیا نہ لیکن ستم و جور سے خود سر
نافذ یہ کیے حکم جفا کار نے اکثر
جائے نہ زیارت کو کوئی سبطِ نبیؐ کی
برباد ہو تربت بھی حسینؑ ابنِ علیؑ کی

۸۲

ہر روز نیا ظلم کیا کرتا تھا اکثر
تھی فکر کہ مٹ جائے مزارِ شہِ بے سر
ظاہر ہوئے اعجاز جگر بندِ پیمبرؐ
عاجز رہے غدار بنا روضۂ انور
طوفانِ ستم گرچہ اٹھانے پہ تُلے تھے
خود مٹ گئے وہ جو کہ مٹانے پہ تُلے تھے

۸۳

ہے روضۂ شبیرؑ بھی حیدرؑ کا بھی روضہ
اعدا ہوئے برباد پتہ بھی نہیں چلتا
گزرا متوکل کا بھی جانکاہ زمانا
اک ظلم کا افسانہ رہا اور رہے گا
منظور تھی ذلت اُسے اولادِ نبیؐ کی
کرتا رہا تا زیست وہ تحقیر نقیؑ کی

۸۴

لیکن جسے عزت دے خداوند تعالیٰ
توہین بھی اُس کی کوئی کر نہیں سکتا
ظاہر ہے خلیلؑ آگ میں پھینکے گئے تو کیا
خود کھل گیا تپنے سے کہ سونا وہ کھرا تھا
بڑھتا رہا اعزاز رسولِؐ عربی کا
قابل نہ طمانچے کے تھا رخسار نبیؐ کا

۸۵

معصوموں کی ذلت کے ہمیشہ ہوئے ساماں
توقیر بڑھاتا رہا پر خالقِ سبحاں
تحقیر نقیؑ کا متوکل بھی تھا خواہاں
آخر یہ نکالا ستم ایجاد نے عنواں
فرمان جفا جو نے دیا غیظ و غضب میں
دوڑیں نقیؑ دیں میری سواری کے عقب میں

۲۸۶

وہ دھوپ وہ لو اور وہ گرمی کا زمانہ
بھُن جاتا تھا گر خاک پہ گر جاتا تھا دانہ
خود تخت رواں پر تھا وہ مردود دیوانہ
اور خاک بسر دین کا وہ دُرِّ یگانہ
پیدل عقب تخت رواں دوڑ رہا تھا
قدموں پہ وہ تھا سر سے پسینہ جو بہا تھا

۲۸۷

محلوں کو تھا حاکم شقی تیز ہو رفتار
حضرت کی طرف دیکھ کے ہنستا تھا ستمگار
شہ دوڑتے جاتے تھے برابر سر بازار
مرجھائے ہوئے پھول تھے تو نے ہوئے رخسار
کہتا تھا شقی مر کے کرم کیا ہو جیں کیا ہوں
فرماتے تھے مولا کہ میں راضی بہ رضا ہوں

۲۸۸

اک شخص نے کی عرض کہ اے سید والا
واللہ بہت آپ کا ہے مرتبہ بالا
توہین کا حاکم نے طریقہ یہ نکالا
شہ نے کہا ہے شکر خداوند تعالیٰ
دشمن ہو زمانہ مرا اللہ معین ہے
حرمت مری کم ناقۂ صالح سے نہیں ہے

۲۸۹

اک لے ازلی تھا جو فرماتے مولا
جن لوگوں نے پے ناقۂ صالح کو کیا تھا
وہ تیسرے دن چل بسے تھے چھوڑ کے دنیا
اتنے ہی دن اُس حاکم جابر کو تھا جینا
ظاہر ہوا جو شہ نے کتابوں میں کہا تھا
اک بات کوئی ان کا رد و مردود ذرا تھا

۲۹۰

تھا باغ نوردی جو غلام متوکل
ظالم نے یہ سمجھا تھا وفا بیں ہے وہ کامل
تلوار کا ایسی اُسے خوگر کیا حامل
آخر وہی ثابت ہوا مردود کا قاتل
بیٹا متوکل کا پدر سے جو خفا تھا
باغی کو اسی شخص نے ہموار کیا تھا

۹۱

بس منتظر آخر ہوا اُس تخت کا مالک
پھر ماہ رہا صاف طریقہ کا وہ سالک
موت آ گئی اُسے بھی کہ مرض اُس کا تھا مہلک
پھر طرح کے اوروں نے حکومت کے مسالک
ہوتے رہے دن رات فسادات کے حملے
ترکوں کی چڑھائی کبھی سادات کے حملے

۹۲

آرام سے وہ اہلِ جفا رہنے نہ پائے
آمادہ فلک رہتا تھا ہر دم کہ مٹائے
تلواریں یہ برسیں کہ عدو خون میں نہائے
خلعت جو پہنتے تھے کفن اُنکو پنھائے
تھا وقت مصیبت کا جو اربابِ جفا پر
اُن سب نے توجہ نہ کی سلطانِ ہدیٰ پر

۹۳

مصروف ہدایت میں تھا وہ دین کا سردار
کچھ کم تھے برس چالیس سے سید ابرار
معتز ہوا اس سلطنتِ ظلم کا مختار
مولا کی ہلاکت کا سبب تھا یہی غدار
مسموم کیا احمدؐ و زہراؑ و علیؑ کو
زہر اس ستم ایجاد نے دلوایا نقیؑ کو

۹۴

جب زہر اثر کرنے لگا یہ ہوئی حالت
تھا جسم مقدس پہ ورم زرد تھی رنگت
آیا تھا گہن میں وہ مہ برجِ امامت
دل ٹکڑے تھا اور زخم کلیجے میں بکثرت
مہمان کوئی دیر کے تھے دارِ جہاں میں
تھے فرش پہ تشریف لیے صحنِ مکاں میں

۹۵

مجمع تھا بہت گھر میں قریبِ شہِ ذیشاں
نزدیک پدر کے آئے حسن عسکریؑ اُس آن
استادہ ہوئے وہ بھی طرف با دلِ نالاں
مولا نے کہا آ گیا اللہ کا فرماں
مرتا ہوں مری جان خدا حافظ و ناصر
اے لال میں قربان خدا حافظ و ناصر

۹۶

روئے لگا وہ دلبر زہرا و پیمبر
دنیا سے سفر کر گیا وہ دلبر حیدر
بیٹے نے دیا غسل و کفن با دل مضطر
تیار جنازہ جو ہوا رو دیئے سرور
عالم کے بھی تھے ساتھ طرفدار ہزاروں
احباب کے ہمراہ تھے اغیار ہزاروں

۹۷

مولا نے پڑھائی جو نماز اپنے پدر کی
افلاک سے روح انبیا نے جھک کے نظر کی
جب جا رہی تھی لاش شہ جن و بشر کی
تھا چاک گریباں، یہ حالت تھی پسر کی
آنکھوں سے رواں اشک تھے اور لب پہ فغاں تھی
اور ناقہ کی حسرت کی غلش دل میں نہاں تھی

۹۸

پر دیکھ کے کہنے لگا اک دشمن بے باک
جو شخص مصیبت میں گھرے یہاں کرے چاک
اللہ کے اسرار سمجھ سکتا ہے کیا خاک
یہ سن کے بکا شہ دیں بادل غمناک
میں جیب دریدہ ہوا بابا کے الم میں
موسیٰ کا یہی حال تھا ہارون کے غم میں

۹۹

حضرت کی عبادت کا مقام آگیا جس جاں
تیار ہوئی تربت شاہنشہ ذیشاں
بیٹے نے کیا زیر لحد باپ کو پنہاں
ماتم کا ہوا قبر مطہر پہ بھی ساماں
تھا کو بھی زمیں مہ سے کی اہل شرف ہے
یثرب ہے نبی سے، علی سے نجف ہے

۱۰۰

ناگاہ جواد دیں سے آواز یہ آئی
یثرب سے ہوئی میری طرح تیری جدائی
غربت میں مصیبت پہ مصیبت بھی اٹھائی
دوری ہی پہ مجھ سے لحد تو نے بھی پائی
پہلو سے پدر میرے الگ آ کے بسایا
کیوں لال مری قبر کا کونا نہ بسایا

۱۰۱م

[illegible] سیاں بیان

[illegible] سالان

[illegible] مسلمان

[illegible] سلطان

[illegible] ۰

۱۰۲م

[illegible] بیجان

[illegible] ذوالقتیان

[illegible] مسلمان

[illegible] سالان

[illegible] ۰

۱۰۳م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰۴م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰۵م

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰۶

مرجاتا ہے جب باپ تو روتی ہے پسر
تھے مارے ہیں کیسے مسلمان ستمگر
لیٹی جو سکینہؑ تنِ شبیرؑ سے آکر
دُرّوں کی اذیت سے پھر آئی گئی مضطر
خواہر کو بھی رسّی سے بندھا بھائی کے غم میں
جکڑا گیا فرزند بھی زنجیرِ ستم میں

۱۰۷

اُمِّ سلمہؓ قسمت میں عاشور کا دن تھا
ہچکی جو مری آنکھ ذرا خواب میں دیکھا
آلودہ بخوں ہے سرِ لولاک کا چہرا
ہیں گیسوؤں پر خاک ردا ہے نہ عمامہ
پوچھا باادب میں نے جو احوال نبیؐ کا
فرمایا ہے یہ خون حسینؑ ابن علیؑ کا

۱۰۸

اُمّت نے مرے پیارے کو مہمان بلایا
پھر تین شب و روز نہ پانی بھی پلایا
اور آج سحر سے لے کے تا عصر ستایا
بے جرم مرے لال کا پھر خون بہایا
پامال کی زہراؑ کے جگر بند کی میت
بے گور پڑی ہے مرے دلبند کی میت

۱۰۹

لازم ہے مسلمانو! تاسیِ پیمبرؐ
ماتم کرو شبیرؑ کا، عیاں کر کے دل و بر
داغِ غمِ شبیرؑ ہے بخشش کی سند پر
محشر میں محمدؐ کی شفاعت ہو میسّر
جو پیرویِ سرورِ عالم نہیں کرتے
وہ زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

۱۱۰

ہے طاقتِ دل طاق خبر اب ہے نہ فرموش
مجلس میں اک شخص نظر آتا ہے بیہوش
ہے کیفیتِ بادۂ اخلاص کا یا جوش
فردوس میں ہے بلبلِ سدرہ ہمہ تن گوش
ہے وصفِ غمِ عترتِ محبوبِ خدا کا
اس نظم پہ ہے صاد رسولِ دوسرا کا

تمام شد
تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا
۶ جنوری ۱۹۵۵ء

مرثیہ ۱۳

ہے مہم فوج مضامین سر میدان سخن

در حال امام حسن عسکری علیہ السلام

تعداد بند (۱۲۴)

مصنفہ سید سرفراز حسین رضوی خبیر

مطبوعہ

نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

باسمہ

زیارت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ الْعَسْکَرِیِّ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْبَرُّ الصَّادِقُ الْوَفِیُّ
اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اَمْرِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ یَا خَازِنَ عِلْمِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَابْنَ حُجَجِ
اللّٰهِ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ اَصْفِیَائِكَ وَ حُجَجِكَ وَاَوْلِیَائِكَ
وَ ذُرِّیَّةِ رُسُلِكَ وَاَنْبِیَائِكَ اٰمِیْنَ یَا
رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

ولادت باسعادت ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۲۳۲ھ تاریخ شہادت ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ

جائے دفن سامرہ

۲۸۲

بکامم [illegible] برید از ان سخن
درایت [illegible] الفاظ [illegible] عنوان سخن
نظر کن [illegible] کلاه داران سخن
[illegible] فشانان سخن
[illegible]
[illegible]

۲۸۳

دوستان [illegible] بلوا [illegible]
[illegible] دود [illegible]
[illegible] معنی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۸۴

[illegible] سخن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سلیمان [illegible]

۲۸۵

[illegible] مولود [illegible]
[illegible]
[illegible] حسین [illegible]
[illegible] حسن [illegible]
[illegible]

۲۸۶

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٤

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٥

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٦

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٧

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

٤٨

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سنه ١١٢٥ [illegible]

١١م

[illegible]

١٢م

[illegible]

١٣م

[illegible]

١٤م

[illegible]

١٥م

[illegible]

۵۱۶

جب یہ سب کہہ چکے وہ خالقِ یکتا کی کنیز
اُس کے مالک کو تو سمجھاتا با اخلاق و تمیز
اہلِ دنیا کیلئے ہے دولتِ دنیا کیا چیز
دی شرف ایک ہے ایسا کہ خدا ہے عزیز
دام میں بھیجے ہیں تجھے اور اسے خط بھیجا ہے
اب تو تجھکو بتا تیرا ارادہ کیا ہے

۵۱۷

ہوا اجازت تو وہاں اس جاریہ کو وہ تحریر
خطِ رومی میں یہ نامہ ہے ہوشمند تاثیر
پڑھ سکے خط ہو جو وہ رضی تو تو ہو ناگزیر
کیجیو میرے حوالے اُسے بے حجت بے تاخیر
میرے ہمراہ یہ ہو جس میں اسکو تو کر دینا
قیمت اس کی جو کہے شرط یہ کہ وہ پہلے لینا

۵۱۸

کرچکا ختمِ سخن جب تو تقی عرش پناہ
کہا بسم اللہ اب اے میرے محب بسم اللہ
نُشر نے جو رکھے قدم اور لی بغداد کی راہ
جب وہاں پہنچا تو پیش آیا وہ سب خاطر خواہ
حق کی باتوں سے کیا زیرِ اثر تاجر کو
خط دیا جاریہ کو کیسہ زر تاجر کو

۵۱۹

سب کے قیمت ہوا مسرور بہت سوداگر
نُشر کے ساتھ وہ خاتون چلی خوش ہو کر
ٹھہرا اک حجرہ میں وہ مومنِ فرخندہ سیر
تھا ہمراہ وہ مخدومہ عالی گوہر
مثلِ خاتونِ معظم کا نہ تھا حرمت میں
نُشر حاضر تھا غلاموں کی طرح خدمت میں

۵۲۰

بس کہ بیٹھی ہی تھی حجرہ میں وہ خاتونِ یمن
ابھی سمجھا رہی بھی نہ تھی قلب پر آہ محن
شہ کا خط زیرِ بغل تھا وہ نکالا فوراً
نامہ اک ہاتھ میں اک ہاتھ رکھے زیرِ ذقن
کبھی ہر لفظ کو آنکھوں سے لگا لیتی تھی
کبھی ہر نقطہ پہ وہ اشک بہا دیتی تھی

۲۱

دیکھ کر حالتِ مجذوم وہ مومن بولا
ہے تعجب مجھے اس خط کا ادب ہے اتنا
جس کے کاتب سے بھی واقف نہیں ہے کیا بھلا
پھر یہ تعظیم و تکلف کا سبب کیا ہے بھلا
سُن کے اس بات کو غصہ میں وہ دلگیر آئی
کہا افسوس تجھے شرم نہ اے پیر آئی

۲۲

حیف صد حیف ہوئی تیری بصیرت زائل
تجھکو عرفانِ الٰہی نہیں شاید حاصل
ہیں مرے حال میں امرِ عجیب شامل
سُن مرا واقعہ دل سے کہ ہو روشن ترا دل
کس طرح مجھ پہ ہوا فضلِ خدا کہتی ہوں
تو ہر اک بات پہ کہہ صلِّ علیٰ کہتی ہوں

۲۳

جد مرا قیصرِ رومی ہے میں شہزادی ہوں
گرد سے [illegible]
میرے دیدار سے ماں باپ کو بھی رہتا تھا سکوں
تھی یہ چشم تھی آسائشِ قلبِ محزوں
کون تھا جو نہ ادب کرتا تھا گھر اپنے میں مرا
نام مشہور تھا یکتا تھا زمانے میں مرا

۲۴

گزرے تھے عمر کے میرے ابھی کل تیرہ سال
میرے ماں باپ کو پیدا ہوا شادی کا خیال
ابنِ عم کا مرے شہرہ تھا کہ ہے نیک خصال
اس سے طے پا گیا امرِ عقد بتعجیل کمال
دن مقرر ہوا تاریخ بھی اور ساعت بھی
ہو چکی آراستہ اک بارگہِ عشرت بھی

۲۵

آئے تقریب کو ہزاروں شرفا و نجبا
غیر ملکوں کے بھی موجود تھے کافی رؤسا
پیشوایانِ مذاہب علما و فضلا
شعرا و فصحا و کملا و ادبا
پڑھ رہا تھا کوئی انجیل فقط لوقا کوئی
لا رہا نذرانے کوئی تحفے تحائف کوئی

۲۶

شادیانے کہیں بجتے تھے کہیں چنگ و رباب
بزم سجتی تھی یہیں کی تخت فلک کا تھا جواب
زینے چالیس جڑے تھے جن پہ جواہر نایاب
موتیوں کی کہیں تھی بہار کہیں یاقوت کی آب
بیٹھا تھا تخت پہ نوشاہ قمر کی صورت
دل پچھاور کرے لوگوں نے گہر کی صورت

۲۷

دیر کو چھوڑ کے آئے تھے بہت سے راہب
کہیں بیٹھے تھے سلاطین کہیں اُن کے نائب
عقد کی رسم ادا ہونے کے سب تھے طالب
ناگہاں قہر خدا آیا ہوا سب غائب
زلزلہ آیا عیاں حشر کے آثار ہوئے
آئینے جھاڑ قندیل ٹوٹ کے مسمار ہوئے

۲۸

غش میں سب تھے جد (یحییٰ) مرے نوشہ بیہوش
جب افاقہ ہوا تو ڈر گئے تھے سب کے ہوش
اُڑ گیا چہرے کا یوں رنگ اُڑے سب کے ہوش
ایک سے ایک یہ کہتا تھا کہ کھو گئے تھے ہوش
قول تھا سب کا اگر یہ بیاہ نہ ہوگا مسعود
کوئی کہتا تھا کہ ہے قطعاً دولہن نامسعود

۲۹

ذکر تھا خلق سے عقدہ یہ کھلے گا سب پر
خلق سے دین مسیحؑ کا اُٹھے گا یکسر
فال بد جان کے آزردہ ہوا پیر پدر
کہہ رہا تھا کہ تباہی ہے مرے پیش نظر
نہ تو حاکم کی ہے خیر اور نہ حکومت کی ہے خیر
سلطنت کی ہے نہ اب خیر نہ ملت کی ہے خیر

۳۰

قیصر روم کی تجویز یہ تھی ہے یہ بہتر
تخت پر پھر سے کرے نصب صلیبیں یکسر
ہے جو نوشہ کا بڑا بھائی وہ ہے نیک اختر
ساتھ ہو اس کے جو ہو شادی تو ہو زائل ہر ڈر
اب یہ لازم ہے علاج دل رنجور کرو
نحس ہے یہ ملا یہ نوشاہ اسے دور کرو

۵۳۱

حکم قیصر کے بجا لانے میں کیا ہوتا قصور
ہو گئی آراستہ پھر بزم کدورت ہوئی دور
تخت پر بیٹھا جو یہ دوسرا حسب دستور
پھر اسی طرح ہوا قہر الٰہی کا ظہور
خوف سے سینوں میں ہلنے جو لگے دل بھاگے
توبہ کرتے ہوئے سب صاحب محفل بھاگے

۵۳۲

قیصر روم گیا قصر میں لیکن غمگین
انتظامات جو برہم ہوئے ٹوٹے آئین
ہر طرف چرچے تھے دو بار کے ہنگامے قرین
میں بھی خاموش تھی رنجیدہ و مغموم و حزین
نیم شب یہ واردات نمودار ہوئی
مجھ کو نیند آ گئی قسمت مری بیدار ہوئی

۵۳۳

خواب میں دیکھتی کیا ہوں کہ ہے اک بزم سرور
جس جگہ تخت رکھا تھا ہے وہاں منبر نور
آئے ہیں حضرت عیسیٰؑ بھی خوشی کا ہے وفور
بیٹھے ہیں سامنے شمعونؑ حواری مسرور
ناگہاں پردہ در اٹھا پیمبرؐ آئے
اور معصومؑ بھی ایوان کے اندر آئے

۵۳۴

پیشوائی کے لیے دوڑے جناب عیسیٰؑ
ہر طرف شور اٹھا صل علیٰ صل علیٰ
التفات شہ مرسلؐ جو ہوا اور سوا
اپنے سینے سے مسیحا کو لگا کر یہ کہا
ہے تمنا مری شمعون سے قرابت ہو جائے
کر دو رشتہ کہ علاقۂ محبت ہو جائے

۵۳۵

عسکریؑ ہے مرا فرزند سعید ازلی
اور نواسی کی تمھارے ہے ملیکہ پوتی
شرف بخش ملائک ہے مرا بیٹا بھی
رشتہ بہتر ہے جو شمعون کی بھی ہو مرضی
نہیں اب یہ سخن میمنت انجام کہو
وہ تمھارے ہیں وصی اُن سے یہ پیغام کہو

۳۶

سنکے یہ مژدۂ جاں بخش مسیحاؑ نے کہا
آنکھوں سے آپکا ارشاد بجا لاؤنگا
بعد شمعون سے عیسیٰؑ یہ تقاضا کیا جائے
تری بی بیؑ کو ملی مسند پاک زہراؑ
ہو مبارک تجھے محبوب خدا سے پیوند
پارۂ دل کا تری آل عباؑ سے پیوند

۳۷

کہا شمعون نے دل سے ہمیں سب منظور
سنکے یہ خبر تبسم آئے سر قیصر پر نور
حجرۂ نوری میں شگفتہ ہوئے لب ہائے حضور
وہ پڑھا خطبہ کہ اعجاز سے جو تھا معمور
بس یہ پیغام مسرت کا پیمبرؐ نے دیا
عسکریؑ کی تجھے تزویج میں فرزند نے دیا

۳۸

تہنیت حضرت عیسیٰؑ نے دولہا کی ادا کر
اولیا بولے مبارک ہو ہو ہے سرور
سب ملک ہوئے خوش شاد جناب حیدرؑ
دی ملائک نے عقد کی ہر اک نے گواہی بڑھ کر
مصطفیٰؐ بولے کہ ہر عقد کا یہ ارشاد ہے
کہا جبرئیلؑ نے آکر کہ خدا شاہد ہے

۳۹

خواب یہ دیکھ کے بیدار ہوئی میں جس آن
میرے سینے سے تھے آثار مسرت کے عیاں
میرا جد قیصر رومی تھا عدوئے ایماں
سب سے میں نے رکھا خواب یہ پنہاں
صبر سے کام لیا عشق تھا کامل میرا
طبع مسرور تھی مجھ سے تھا مگر دل میرا

۴۰

رنج فرقت میں تھا شغل سوا رونے کے کچھ اور نہ تھا
مسکرانا تو کجا اب بھول گئے تھے گویا
تھا یہ درد و غم زرد ہوا تھا چہرا
خون دل پینے کو میں جاتی تھی کھانا کیسا
حجرہ میں بیٹھ کے منہ آنسوؤں سے دھو لیتی تھی
چھپ کے چپکے کبھی منہ ڈھانپ کے رو لیتی تھی

١٣٤١ه

نہ تو پوشاک بدلنے کا کبھی آیا خیال
دو قدم چلنا تھا مشکل یہ بڑھا اضمحلال

لگ گئی پیٹھ بچھونے سے یہ آخر ہوا حال
کہہ دیا بعض حکیموں نے کہ صحت ہے محال

نہ تو اعوان و اقارب کی دعا کام آئی
نہ طبیبوں کا تدارک نہ دوا کام آئی

١٣٤٢ه

جبکہ مایوس ہوا میری شفا سے قیصر
ایک دن وہ کے یہ کہنے لگا اے نور نظر

مجھ سے کہہ دل میں ترے کوئی تمنا ہو اگر
کہا میں نے کہ مجھے پاس ہے صحت سے مگر

جو مسلمان ہیں قید ان کی رہائی کر دے
شاید اللہ مری عقدہ کشائی کر دے

١٣٤٣ه

ان مسلمانوں کو آزاد کیا قیصر نے
کچھ سکوں پایا ادھر میرے دل مضطر نے

مجھ کو بشاش جو دیکھا پدر و مادر نے
تہنیت قیصر کو دی سارے گھر نے

چودہ راتیں اسی صورت سے گزاریں میں نے
زیست کی گھڑیاں مصیبت سے گزاریں میں نے

١٣٤٤ه

لگ گئی آنکھ مری خواب میں کیا دیکھا نگاہ
ایک خاتون نظر آئیں باصد عزت و جاہ

اور حضرت عیسیٰ بھی تھیں ان کے ہمراہ
مجھ سے مریمؑ نے کہا کیوں تری حالت ہے تباہ

ساعت نیک مقابلے نے دکھائی خوش ہو
یہی تقدیر تری راہ پر آئی خوش ہو

١٣٤٥ه

جنکا گھر عرش پہ ہے وہ ترے گھر آئی ہیں آج
یہ نبی کے والد ماجد کو ہوئی ہے معراج

چوم لے ان کے قدم بس یہی تیرا علاج
تیرے شوہر کی یہ دادی ہیں جہاں کی سرتاج

بس یہ سنتے ہی میں قدموں پہ گری جانے لگی میں
حال دل کہنے لگی اشکوں سے منہ دھونے لگی

٦٣م

[illegible]

٧٣م

[illegible]

٨٣م

[illegible]

٩٣م

[illegible]

٤٠م

[illegible]

۵۵۱

بُشر اتنا ہی نہیں بلکہ جو کچھ پیش آیا
جو محمدؐ نے مفصل مجھے سمجھایا تھا
راستے جب لشکر اسلام نے چھاپا مارا
فوج میری طرح گئی قصر قیصر بھی گیا
امن کی اور نہ کچھ دوسری پاکر صورت
گھر سے میں نکلی کنیزوں کی بنا کر صورت

۵۵۲

اُسی رستے سے چلی مجھکو جو بتلایا تھا
مختصر سا جو ملا لشکر اسلام اک جا
جان کر لونڈی مجھے سب نے گرفتار کیا
صبر کرتی رہی میں اور رہی اچھی طرح
شاہزادی نہ مجھے دختر قیصر سمجھے
بلکہ وہ لوگ کنیزوں سے بھی کمتر سمجھے

۵۵۳

بعض لوگوں نے یہ پوچھا کہ ترا نام ہے کیا
میں نے نرجس ہی کہا اُن سے [illegible]
بولے وہ لوگ ہے سب اسم کنیزوں کا سا
ہو نہ ہو لونڈی ہے یہ بھی نہیں شک و شبہ
رحمت حق پہ توکل مرا وہ ساز رہا
شکر صد شکر کہ پردہ مرا راز رہا

۵۵۴

بُشر نے سنکے یہ توقیر و ادب سے پوچھا
آپ رومی و فرنگی ہیں نہیں شبہ کی جا
پر زبان عربی پر بھی ہے قابو کتنا
اسکی کیا وجہ ہے فرمائیے یہ بات ہے کیا
بولی وہ قیصر رومی کی عزیز جاں تھی
باپ قربان رہا مجھپہ تصدق ماں تھی

۵۵۵

میری تعلیم میں قیصر نے نہ کی کوتاہی
ایک عورت عربیہ مری استانی تھی
اُس نے محنت سے پڑھایا مجھے علم عربی
اُسکے نکتوں سے کیا حصہ آگاہی دی
اب بھلا میرے تکلم میں دو رنگی کیسی
مجھکو تازی پہ بھی قدرت ہے فرنگی کیسی

۵۵۶

نہیں بات تو کوئی وہ شب ختم ہوئی آئی سحر
پڑھی دونوں نے نماز اور کیا سامان سفر
بُشر نے عرض کی دربار نبیؐ چل کر
حکم آقا کا بجا لایا یہ عبد جعفر
اہل دیں اہل ولا اہل تمیز آئی ہے
حسب ارشاد مبارک وہ کنیز آئی ہے

۵۵۷

گر پڑی پاس سے ہمایوں یہ وہ خاتون جھک کر
بولے ہنس کر دیکھا ہو گی دین کی کس طرح ظفر
نورِ حق چمکا مٹا خلق سے باطل کا اثر
عرض کی اس نے میں حیران ہوں خود اتنا سن کر
[illegible] کا دست آپ کا داماں مجھ کو
شہ کے صدقے میں ملی دولت ایماں مجھ کو

۵۵۸

بولے مولا کہ جو تو چاہے تو اے نیک نہاد
دس ہزار اشرفیاں بیچ کر اس میں آزاد
تیری مرضی ہو اگر میری بہو بن کے ہو شاد
میرے فرزند کا گھر ہو تیرا باعث آباد
شان میں عقد فرما سے بڑھا تھا تیرا عقد
یاد رہے احمد مرسلؐ نے پڑھا تھا تیرا عقد

۵۵۹

حق کو منظور رہے دو بطن سے ہو تیری پسر
دونوں عالم کا جو سلطان ہے تا محشر
دین اسلام کو روشن کرے وہ فلک قمر
خلق سے کفر کی ظلمت کو مٹائے یکسر
صاف صاف اب یہ بتا دیجیے ہو تجھ کو کیا منظور
عرض کی اس نے یہی مجھ کو ہے مولا منظور

۵۶۰

بولے حضرت کہ مرے لال کو تو جانتی ہے
عرض کی اُس نے کنیز آپ بھی پہچانتی ہے
وہ بھی مخدوم ہیں آقا کو نہیں یہ مانتی ہے
کب سے یہ خادم عالم کو ترے پہچانتی ہے
دل بیتاب کو تسکین دیئے جاتے تھے
میرے مولا مجھے خواب میں روز آتے تھے

۶۱ه

آئیں اتنے میں حکیمہ تو پکارے یہ عمر
عسکریؑ کی یہ دلہن ہے ہو مبارک تجھ پر
اسکو تعلیم کر دین کے عقائد یکسر
ہے لقب عمدۂ دین جسکا اسی کا ہے پسر
ہف نظر کیسے کہ پڑھیں نہ دعائیں پیہم
لیں حکیمہ نے محبت میں بلائیں پیہم

۶۲ه

تربیت کر چکیں نرجس کی حکیمہ جس آن
وہ ہوئیں لائق پہلوئے امام دو جہاں
زینت خانۂ عصمت ہوئیں خاتون زماں
لے کے خبر اب ہوئیں حسرت سے گیا ساماں
کہہ نبیؐ نے کہ سلامت رہیں آرام سے
بیٹے کا بیاہ ہوا خلعت و انعام ملے

۶۳ه

نصرت دین کا ترے لال کے ہے سر سہرا
گوہر صدق و صفا سے ہے منور سہرا
گوندھا ہے رشتۂ اسلام میں بکھر سہرا
لڑیاں ایمان کی راہیں ہیں تو جوہر سہرا
کیوں نہ ہر رنگ سے ہو اکرم و امجد سہرا
سر پہ جو باندھ گئے آ کے محمدؐ سہرا

۶۴ه

اپنے ساقی کو بھی دولھا چل کے بنا دکھا دی
فضل حق سے ترے دلبر کی ہوئی ہے شادی
تجھ سے میخانۂ اسلام کی ہے آبادی
رنگ کچھ تیرے لیے مے میں نیا ہو گا سا دی
پیئیں نجیب وجہ گلابی نہیں چاہی ساقی
آ رہی ہے مجھے پیر نے سمجھا ہی ساقی

۶۵ه

ساقیا نور ترا صلب خلیلؑ میں جو تھا
تب گلزار ہوئی آگ جلے گئی تر ہوا
لکڑیاں گئی تھیں کچھ جن شجروں کی یکجا
جل کے ہر چوب وہی نخل ہی ۱۱ مسجع
تھا صفا بھی تو خلیل اللہ کی سجادہ کا دوست
دوست کے تخت پہ بیٹھا تھا وہ اللہ کا دوست

۵ مبارک باد کے بدلے مبارک بادی عرض کیا اسکو میرا تصرف سمجھا جائے خبیر ۱۲

۵۶۶

ناگہاں ہو گئی اس درجہ برودت پیدا
دانت بجنے لگے جو ہر طرف ہر اک سو دیکھا
ہر طرف تخت کے تختۂ گل نرگس کا تھا
پھول نرگس کا تھا یا بلغ اللہ کی فضا
ہے اسی پھول کی دنیا میں بھی نکہت قائم
اور اسی کی ہے صحیفے میں محبت قائم

۵۶۷

ساقیا تیری گلی میں جو یہ بسنا ٹھہرا
کھل کے دیکھو تو ہوا یہی دل شیدا ٹھہرا
نور افروز ہر اک خاک کا ذرہ ٹھہرا
چشم بد دور مری آنکھ کا سرمہ ٹھہرا
کی زیارت بھی تری راہ طریقت بھی ملی
کہ بصارت بھی ملی اور بصیرت بھی ملی

۵۶۸

پھر غضب ہے مجھ کو نہیں توفیق جو میں پہنچ جائے
چشم مشتاق کا آنسو ٹپکے تو تر پہنچ جائے
حلقۂ سبحہ مری خاطر جو ترا در پہنچ جائے
آ جبیں ہم یہ نہ تقدیر سکندر پہنچ جائے
تیرے میخانے کو گر چشم بصیرت دیکھے
وہ بھی ہے میکش جو میخوار کی صورت دیکھے

۵۶۹

خلد سے مجھکو ہیں دوزخ کا سزاوار سہی
مجھکو آسان ہے گو سب کیلئے دشوار سہی
توبہ کرتا ہوں میں عاصی گنہگار سہی
بعد توبہ جو ہے ایسا ہی میخوار سہی
عمل بد نے مجھے خطرہ میں ڈالا ہی سہی
تیرا شیعہ نہ سہی چاہنے والا ہی سہی

۵۷۰

رہ چکی ہے جو مرے دل میں تمنائے گناہ
اب ترے ہاتھ سے قابل وہ نہیں خاطر خواہ
پر محبت تری وہ آگ ہے اے عرش پناہ
کہ جلا دیتی ہے عصیاں کو مثال خس و کاہ
تیرا عاشق ہوں نہیں، عاشق معصوم ہے تو
پاک کر مجھ کو گنہگار ہوں کہ معصوم ہے تو

۱ہ

مے کی بوندیں کبھی دیکھیں کبھی تارے دیکھے
لب ساغر کبھی کوثر کے کنارے دیکھے
موج نہیں بڑے ساقی کے اشارے دیکھے
کیف بادہ ہی میں پینے کے سہارے دیکھے
جاں کنی میں بھی ہے ساقی حق آگاہ کی یاد
لب پہ ہے نام علیؑ دل میں ہے اللہ کی یاد

۲ہ

میرے ساقی کا سر دوش گزر ہے کہ نہیں
جب گزر ہے تو مرے دل کی خبر ہے کہ نہیں
جب خبر ہے تو محبت کی نظر ہے کہ نہیں
جب نظر ہے تو نظر فیض اثر ہے کہ نہیں
جب اثر ہے تو محبت کی جزا ہے کہ نہیں
جب جزا ہے تو فنا میری بقا ہے کہ نہیں

۳ہ

الفت کا ہے مری خو غرض تمنا نہ سہی
دل کا سودا نہ سہی جان کا سودا نہ سہی
میں نے تکلیف تجھے ہجر میں کیا کیا نہ سہی
نہ سہی باب حرم اب در میخانہ سہی
تیرا بیمار جو تھا کعبہ کے رستے میں پھرا
مر چکا تھا مگر اللہ کے گھر سے میں پھرا

۴ہ

در میخانہ پہ مے کش کا ہے ڈیرا ساقی
گردش چرخ نے مجھ کو نہیں گھیرا ساقی
میں کسی در پہ گیا در تھا جو تیرا ساقی
جس طرح سامنے کا آج ہے پھیرا ساقی
نقوی باغ کی دیکھی جو نزاکت میں نے
نظم کی عسکری پاک کی مدحت میں نے

۵ہ

مسند آرائے امامت ہوا جب شہ دیں پناہ
ان دنوں تخت حکومت پہ تھا معتمد باللہ
سنگدل دشمن اولاد پیمبر گمراہ
ان ہزاروں کا بزرگوں کی طرح سے بدخواہ
اس کے پہلے جو ہوئے وہ بھی یہیں تھے دشمن
بعد کو بھی جو ہوئے صاحب کیں تھے دشمن

۷۶

باپ کی زیست میں بھی شاہ اُٹھاتے تھے غم
گر نظر بند ہے گھر میں کبھی قید ستم
مستعین ستم آرا کا یہ ہے حال رقم
کہ پڑھا لکھا تھا مشہور تھا وہ اہل قلم
علم تاریخ کا ماہر تھا وہ سنجیدہ تھا
قدر داں اہل بصیرت کا تھا فہمیدہ تھا

۷۷

تھا گر آلِ نبیؐ کے لیے یہ حال اُس کا
حسد و بغض کی آتش سے جلا کرتا تھا
فکر یہی تھی ہو کچھ ایسا طریقہ پیدا
کٹے خلق سے اولادِ رسولؐ دوسرا
ستم و جور کی گویا تھا نشانی ظالم
عسکریؑ کا تو وہ تھا دشمن جانی ظالم

۷۸

مستعین نے لیا تھا مول فرس کف خونخوار
دیکھنے میں تو حسین ایسا کہ پریاں بھی نثار
مگر اک عادتِ بد یہ بھی کہ بیٹھے جو سوار
ٹاپوں سے روند کے ٹکڑے کرے مانند غبار
جو قریب آ گیا مغموم و حزیں اُس نے کیا
کتنوں کو مار کے پیوند زمیں اُس نے کیا

۷۹

مستعیں سے کسی ظالم نے کیا یہ اظہار
سرکشی کے سبب اب ہے یہ بالکل بیکار
کھائی ہر ایک نے چوٹ ایسا ہے سرکش رہوار
عسکریؑ تو بلا کے بنتے ہیں وہ شاہ سوار
توسن اُن کو جو دیتا وہی دیکھا یہ فرس
مجھے امید ہے چوٹ اُن کو بھی دیگا یہ فرس

۸۰

بولا سفاک کہ ہے رائے نہایت بہتر
کر دی بھیجے گئے لے کے اُسے شہ جن و بشر
پھر ایوان میں داخل ہو جو وہ جانِ حیدرؑ
در خانہ پہ کھڑا تھا وہ فرس زشت سیر
سر پہ شفقت سے ہی پٹھے پہ رکھا ہاتھ اپنا
اب تو بس بھول گیا کھیل وہ بدذات اپنا

۱ه

بہر تعظیم اُٹھا حاکم بھی جو کہ رستم
بولا صد مرحبا اچھے ہیں مزاجِ اعلیٰ
شہ نے فرمایا کہ ہے شکرِ خدائے یکتا
کہا سرکار نے یہ اسپ حسیں بھی دیکھا
خدمتِ پاک میں اب عرض یہی ہے آری
دیجئے اسکو لگام آپ خوشی ہے میری

۲ه

شہ نے دی منھ میں لگام اور چلے تو وہ نہیں
عرض کی اُسنے ذرا زین بھی کس دیں شہِ دیں
آپ نے زین کسا آ گئے پھر اُسکے قریں
دل میں کٹ کٹ گئے اربابِ ستم باغی کیں
بولا وہ ہوں تو ذرا اسپ پہ آپ سوار
کہا مولا نے کہ اچھا ہو سبک چاپ سوار

۳ه

وہی گھوڑا جو بہت تند منش تھا مشہور
شہ کے قابو میں رہا کچھ نہ کیا اس نے فتور
نرم رو وہ جو قدم رکھے سرِ عارضِ حور
تو وہ سمجھے کہ مرے رخ کا سوا ہو گیا نور
تیز دوڑے تو نظر آیا پری کی صورت
کبھی آہستہ نسیمِ سحری کی صورت

۴ه

تازیانے کی نہ مہمیز کی حاجت تھی اُسے
اپنے مالک کے اشارے کی ضرورت تھی اُسے
دلبرِ صاحبِ دل سے محبت تھی اُسے
خدمتِ سیدِ کونین سے عزت تھی اُسے
کسی صورت نہ وہ حیوان نظر آتا تھا
تربیت یافتہ انسان نظر آتا تھا

۵ه

اُترا جب پشتِ فرس سے وہ امامِ ابرار
سب کے منھ اُترے خجل دل میں ہوئے بدکردار
پوچھا حاکم نے نظر آیا یہ کیسا رہوار
شہ نے فرمایا کہ شائستہ بہت خوش رفتار
خوبصورت ہے پری سے فلک پیما ہے
یہ فلاں شخص کو دیکر کے ذرا پھیلے ہے

۵۸۶

عرض کی سُن کے یہی شخص کا تھا یہ مطلب
امتحان آپکا بیجا ہے ہلاکت کا سبب
بجز محمدؐ کے نزدیک یہی ہے اب
آپ جا سکتے ہیں میں رہا ہوں تیرے لئے اب
شہ نے منظور کیا لے لیا ہنس کر وہ فرس
گیا سائیں لئے آپ کے گھر پہ وہ فرس

۵۸۷

جانور تک تھے مطیع شہ عالی درجات
اُنکے دشمن جو تھے حیوان سے تھے بدتر ہیہات
مالک تخت تھا صاحب معجزات صفات
آئی گرداب ہلاکت میں یہ کشتی نجات
قید بھی ظلم بھی ذلت بھی گرفتاری بھی
ساتھ ہی ساتھ ہمہ وقت دل آزاری بھی

۵۸۸

گرمیٔ جاری رہا دیکھ کے ہدایت بھی دائم
ہٹ نہ سکتے تھے یہ اسلام کے ہر روز کے کام
ایک بار ایسا پڑا قحط کہ تھا تشنہ عوام
عام کا ذکر ہے کیا خاص کا تھا کام تمام
نہ رہی چشمہ و دریا میں روانی باقی
رہا جھیلوں میں نہ تالابوں میں پانی باقی

۵۸۹

اسی عالم میں وہاں آ گیا کوئی نصرانی
ہاتھ اٹھاتا تو برس جاتا فلک سے پانی
کہ مسیحیوں نے کہا ہے اثر روحانی
کون تھا جسنے نہیں اسکی کرامت مانی
معتقد ہو گئے سب اُسکو تھا یہ کام پسند
منحرف ہونے لگے اسلام سے اسلام پسند

۵۹۰

ایک عالم میں سبھی ہو گئی شہرت یہ بپا
خاص لوگوں میں بھی شبہے نے لگا رکھی جا
کوئی اعجاز کا قائل ہوا دیں سے بھٹکا
حاکم وقت بھی یہ دیکھ کے بہت حیران تھا
بولا کچھ بن نہیں پڑتی ہے موسیٰ کو بلوا دو
بہر امداد جگر بند نبیؐ کو بلوا دو

۹۱

شہ کے اصحاب جو تھے قید کیا اُنکو رہا
آ کے دربار میں حاکم کے امامِ والا
کہا پیر فن نے ہر اک جھوٹا بڑا
سب کے شک دفع ہیں کیسے ہو یہ بافضل خدا
آ کے اک دشت میں سب خرد و کلاں جمع ہوئے
دوست دشمن بھی اک ساتھ وہاں جمع ہوئے

۹۲

ہاتھ راہب نے بھی اور شیخ نے کئے جب بہر دعا
جھوٹ موٹ اپنے لبوں کو حرکت دیتا تھا
دفعتہً جھوم کے ہر سمت سے بادل اُٹھا
بس کہ شہ ہاتھ پہ جو رکھے ہوئے تھے لو زرا
تھی اک ہاتھ پہ رکھے تھا وہ چھینا اسکو
پانی کیا آ گیا خفت سے پسینہ اسکو

۹۳

استخواں لیکے کہا اُس سے کہ اب تو دعا
ہاتھ اُٹھائے تھے کہ وہ چھٹ گیا بادل
حاکمِ وقت نے پوچھا کہ یہ تھا وہ کیا
مصلحت نام بتانے کی نہ تھی شہ نے کہا
خاصیت جو وہ خاصہ اُسکی ہے
کہ یہ ہڈی کسی پیغمبر ذیجاہ کی ہے

۹۴

بے کفن ہڈی نبی کی جو ہے زیرِ سما
بھی آشکار ہوا کرتے ہیں مینہ پیدا
امتحاں اسکا جو حاکم نے کئی بار کیا
سب کے شک دور ہوئے اور بچا دینِ خدا
شہ نے وہ فاصلہ قوم کی ہڈی فنا کی
تھے جو معصوم تو معصوم کی ہڈی فنا کی

۹۵

بعد قبلۂ عالم نے پڑھی اُٹھ کے نماز
اور دعا میں ہوئے مصروف باخلاص و نیاز
لگے اُٹھنے تو لگے کہنے یہ سلطانِ حجاز
لوگ گھبرائیں نہ بالکل کریں عیش و اقدس راز
یہ وہاں سے گا بادل یہ یہاں سے گا
آخری ابر کو فرمایا یہاں برسے گا

٩٩٦

لوگ واپس ہوئے سب اپنے گھروں کو مسرور
اپنی منزل پہ چلا آیا وہ اللہ کا نور
پھر گئے دشت و جبل پہ ہوا بارش کافور
کھل گیا معجزہ جو بھی تھا کیفیت و دور
سب جگہ بندۂ پیمبر کو دعا دینے لگے
دلبر ساقیٔ کوثر کو دعا دینے لگے

٩٩٧

ایک نکتہ ہے یہاں غور کے قابل حضرت
بڑی معصوم کی جب آ گئی معصوم کے ہات
خود ہی دفنائی کہ عصمت کے منافی نہ ہو بات
کیا غضب ہے جو کہیں بعض مسلماں یہ بات
جب نہ میدان سے اٹھی تھی مظلوم کی لاش
غیر معصوم نے دفنائی تھی معصوم کی لاش

٩٩٨

ہے غلط جو یہ کہے اصل یہی ہے جھگڑا
دفن کی عابدؑ بیمار نے لاش مولا
یہی پہلے بھی یہی بعد بھی دستور رہا
کیا معصوم نے معصوم کا مدفن لاشا
دفن حیدرؑ نے کیا حضرت پیغمبرؐ کو
اور سبطین نے تربت میں رکھا حیدرؑ کو

٩٩٩

ایک کے بعد امامؑ ایک یہی کرتا رہا
عسکریؑ نے کیا مدفون نقیؑ کا لاشا
بارھویں ہادیٔ دیں نے بھی غسل دیا تھا
اے قلم ابھی باقی ہے فسانہ غم کا
چاہتا ہوں کہوں رکتی زبان ہے
عسکریؑ کا عمر گئے دنیا سے ستم سہتے ہوئے

١٠٠٠

قید بھی قید ہے کہ ہمراہ بھی تنہائی بھی
ضعف پیری بانوں پہ قدغن تھا دم گھٹتی بھی
راہ پر چارۂ تدبیر کی مسدود رہی
نہ ملی آپ کو ایک کبھی اعانت کوئی
اور اضافہ کیا بے کسی کی پریشانی میں
معتمد نے رکھی خود اپنی نگہبانی میں

انلہ

گوشۂ قصر میں تھا ایک نہ حجرا
جسمیں روزن بھی نہیں تھا کوئی آنکھ سوا
نہ تو دھوپ آتی تھی جسمیں نہ آتی تھی ہوا
حیف صد حیف ہیں مخزن ایمان کو رکھا
غم فقط سید مظلوم کے ہمراہ رہا
دو برس تک یہی نذرہ میں وہ شاہ رہا

سنلہ

فرقت اہل و عیال اپنے محبوں کا خیال
اتنا لاغر ہوا تھا وہ قفس میں کئی سال
جیسے بالا سے فلک ہے شب اول کا ہلال
ابھی جوانی کا نہ گزرا تھا ہوا ضعف سے حال
اس طرح آپ کے حصہ میں اسیری آئی
ابھی چوبیس برس کے تھے کہ پیری آئی

سنلہ

صرف چھ سال رہے بعد نقی زندہ حضور
ایک دن بھی دم میں ہوا بیکس کو سرور
یاں وفتی جو رہائی بھی تو کب تھا مقدور
کہ کسی دوست سے مل بھی سکیں سلطان غیور
رات دن ہمہ تن ایمان نگراں رہتے تھے
گھر میں بھی ناامات کے عیاں رہتے تھے

سنلہ

جتنا بھی وقت ملا دوستوں کا کام کیا
دین کی تبلیغ بھی کرتے رہے سلطان ہدا
دشمنوں کا نہ تو شکوہ نہ شکایت نہ گلا
پھر بھی اُن حاسدوں پر بار تھا شہ کا جینا
دشمن جاں بنے تھے وہ جان و جگر زہرا کے
معتمد نے دیا زہر آپکو موقع پا کے

سنلہ

بزور ملا رہ جو طریقہ رہا عباسیوں کا
زہر خود دینا پھر الزام سے بچتے رہنا
معتمد نے بھی کی وہ رسم قدیم ادا
غرض جس وقت ابھی حالت شاہ والا
کئے بہر دوائیں کے لوگوں سے کہلا بھیجے
سب کے دکھلانے کو غلام نے اطبا بھیجے

وله

[illegible]

وله

[illegible]

وله

[illegible]

وله

[illegible]

وله

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰۶

تھی یہ انفس کی نہ دیکھیں رباب بعض
سب ہی دین کا ہادی کہ بھی عملی دیں
پردہ راز میں چھپ جائیگا حق کا یقیں
یاد رکھو یہ رخ و چشم و گیسو و جبیں
حامی دین الہی اب بہت جلد کی طرح
نام بھی اسکا محمد ہے محمد کی طرح

۱۰۷

یہ نمونہ ہے تب قتل ہوئے شاہ ہدا
حاکم وقت نے ہر طرح کا سامان کیا
حرمت و عزت و توقیر سے اٹھا ڈالا
غیر بھی ساتھ بہت سے تھے کہ ہم رسم عزا
کوئی سرگرم فغاں تھا تو پریشاں کوئی
ننگے سر تھا کوئی اور چاک گریباں کوئی

۱۰۸

معتمد گرچہ مخالف تھا یہ سب دیکھا کیا
کہ نہ امیر یہ سے مسلماں وہ کیسے بچا
نہ حمیت نہ مروت نہ شرافت رہا
رہا بے غسل و کفن لاش شاہ شہدا
حشر ڈھانے تھے وہ ظلم کے بانی کیسا
پانی پینے نہ دیا غسل کو پانی کیسا

۱۰۹

جب گرا زیر فرس دوش پیمبر کا سوار
قتل کرنے کے لیے دوڑے ستمگر خونخوار
روتا پھرتا تھا امام عصر کا رہوار
ٹھوکریں مار کے کرتا تھا عدو کو فی النار
بڑی فوج میں بھگدڑ ستم آرا بھاگے
دیکھ کر گھوڑے کے غصہ کو سب اعدا بھاگے

۱۱۰

دور سے تیر چلانے لگے ارباب دغا
پیر سعد نے خیمہ سے یہ منظر دیکھا
چیخا کیا کرتے ہو تم ہو قیامت برپا
غافلو بانی اسلام کا یہ ہے گھوڑا
پیچھا اسکا نہ کرو اسکی صورت لازم
منکے دیدار کی ہے عزت و حرمت لازم

۱۲۱

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۲

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۳

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

۱۲۴

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا

۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۳ھ

گلستانِ خیبر

۱۳۷۳

مرثیہ ۱۴

ساقی بہار آئی ہے رحمت لئے ہوئے

مشتمل بمدح امام عصرؑ

واستغاثہ جناب معصومہؑ

بند ۶۷

مصنفہ سید فرزند حسین رضوی خبیر لکھنوی

مطبوعہ نظامی پریس آہنی پھاٹک لکھنؤ

زیارت حضرت صاحب الامر

باسمہ

اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ مَوْلَایَ صَاحِبَ الزَّمَانِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
عَنْ جَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِیْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَ
مَغَارِبِھَا وَبَرِّھَا وَبَحْرِھَا وَسَھْلِھَا وَجَبَلِھَا وَحَیِّھِمْ وَ
مَیِّتِھِمْ وَعَنْ وَالِدَیَّ وَوُلْدِیْ وَعَنِّیْ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَالتَّحِیَّاتِ
زِنَۃَ عَرْشِ اللّٰہِ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ وَمُنْتَہٰی رِضَاہُ وَعَدَدَ مَا اَحْصَاہُ
کِتَابُہٗ وَاَحَاطَ بِہٖ عِلْمُہٗ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُجَدِّدُ لَہٗ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَفِیْ کُلِّ
یَوْمٍ عَھْدًا وَعَقْدًا وَبَیْعَۃً لَہٗ فِیْ رَقَبَتِیْ اَللّٰھُمَّ کَمَا شَرَّفْتَنِیْ بِھٰذَا
التَّشْرِیْفِ وَفَضَّلْتَنِیْ بِھٰذِہِ الْفَضِیْلَۃِ وَخَصَصْتَنِیْ بِھٰذِہِ النِّعْمَۃِ
فَصَلِّ عَلٰی مَوْلَایَ وَسَیِّدِیْ صَاحِبِ الزَّمَانِ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَنْصَارِہٖ
وَاَشْیَاعِہٖ وَالذَّابِّیْنَ عَنْہُ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُسْتَشْھَدِیْنَ بَیْنَ یَدَیْہِ
طَائِعًا غَیْرَ مُکْرَہٍ فِی الصَّفِّ الَّذِیْ نَعَتَّ اَھْلَہٗ فِیْ کِتَابِکَ فَقُلْتَ
صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ عَلٰی طَاعَتِکَ وَطَاعَۃِ رَسُوْلِکَ
وَاٰلِہٖ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ بَیْعَۃٌ لَہٗ فِیْ عُنُقِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ

تاریخ ولادت باسعادت ۱۵ر ماہ شعبان سنہ ۲۵۶ھ

قائم آل عبا ۲۵۵/۲۵۶ھ

۴۸۶

۵۱

ساقی بہار آئی ہے رحمت لیے ہوئے
موج نسیم گلشن رجعت لیے ہوئے
نقش و نگار پردہ غیبت لیے ہوئے
دامن میں آفتاب امامت لیے ہوئے
ہیں سو بسجدہ اہل ارادت قدم قدم
آنکھیں بچھا رہی ہے قیامت قدم قدم

۵۲

بلبل ہے نغمہ زن گل و ریحاں کو دیکھ کر
گل ہنستے ہیں بہار گلستاں کو دیکھ کر
لالہ ہے رنگ پر رخ جاناں کو دیکھ کر
تازہ ہے باغ دیں گل ایماں کو دیکھ کر
نرگس امیدواری نور بصر میں ہے
نور نگاہ نرجس خاتوں نظر میں ہے

۵۳

ہر برگ گل میں حسن نمو سے بہار ہے
قدرت کا رنگ غازہ روئے بہار ہے
دوش صبا پہ جام و سبو سے بہار ہے
صحرا میں بھی روانی جو سے بہار ہے
پتے شجر شجر کے تو شبنم نے دھوئے ہیں
سنبل نے اپنے بالوں میں موتی پروئے ہیں

۵۴

بلبل کو اب گلوں سے نہیں شکوۂ جور
وہ بے رخی گل کی نہ چمن کی ہوا ہے اور
سرو سہی کے رنگ پہ قمریوں کا غرور
سبزے میں تاب ہو نہیں بیگانگی کے طور
یہ جنت آفریں ہے دعائے ہزار ہے
وہ دم بہت کہ جب کے قدم سے بہار ہو

۵۵

پانی ہے آج نرگس بیمار سے شفا
مضمون نسیم ہو گئی قرآن کی صبا
لکھا ہے ہر ورق گل پہ جا بجا
باطل کا رنگ جلوۂ حق نے مٹا دیا
اک قصہ ہے کہ دفتر اسرار دیکھ لو
قدرت کے ہاتھ کا خط گلزار دیکھ لو

٥٦

شاخوں میں کھل رہے ہیں جو ہر رنگ کے پھول
رونق فزائے دامنِ فصلِ بہار پھول
رضواں نے ایسے پائے کہاں عطر بار پھول
ایک ایک پھول پر ہیں نچھاور ہزار پھول
باغِ نبیؐ کا پھول جو پایا زمین پر
جنت کا نور سیر کو آیا زمین پر

٥٧

تارِ نگاہِ شوق کا پہنے ہیں ہار پھول
نازک ہیں ایسے اُس کو سمجھتے ہیں بار پھول
شاخوں سے ٹوٹ کر جو گرے بار بار پھول
سبزے پہ لاکھ رنگ کے چمکے ہزار پھول
روشن ہر ایک سرخ ہے فانوس کی طرح
صحنِ چمن ہے شہپرِ طاؤس کی طرح

٥٨

کلیاں وہ غرقِ عطر مہکتے ہوئے وہ پھول
شبنم کی مے سے بھر کے چھلکتے ہوئے وہ پھول
گلشن کا وہ فروغ چمکتے ہوئے وہ پھول
نظارہ سوزِ حسن دہکتے ہوئے وہ پھول
لالے کے دل میں سوزِ دروں جاگزیں رہا
ٹھنڈی ہواؤں میں بھی مزاج آتشیں رہا

٥٩

کھل کر تبرکات ہوئے حق پسند پھول
مس کر رہے ہیں اپنے پروں سے پرند پھول
ٹھہرے علاجِ دردِ دلِ مستمند پھول
بلبل نے رکھ لیے ہیں نشیمن میں چند پھول
دیکھا جو ربطِ بلبل و گل یوں جہان میں
سوسن نے بڑھ کے کہہ دیا لالے کے کان میں

٦٠

کہتی ہے خود بہار خزاں سے بری ہیں پھول
مستِ شرابِ حبِّ علیؑ کوثری ہیں پھول
جوشِ ولا ابھرا ہوا ہے حیدری ہیں پھول
جوہر کٹائے مذہبِ حق جعفری ہیں پھول
دم بھرتے ہیں ریاضِ محمدؐ کے پھول کا
غنچے چٹک کے پڑھتے ہیں کلمہ رسولؐ کا

[illegible]

وله

ای دل بیلیکه عمر دکی کلکم ایر و
دنیه فوازاده چک غنچه اوزنلر
دوران سمی کیمی عیش ایله ک الا سی
دهنده ایچیلک غنچه زینو ستو ونی
ماهی کیبی کوزلر ایله بر غمی نی
اتصال کوزلر اننداسع ای ح

وله

ای ایستکلی ای ایچو اوز ساقیا
انده عطرسته عرب سرمن و دو ما
اول اجزات دبلیه اوزنداودو یا
سرسیم باده ازباکلرد ودساقیا
اوچ غلاری قلب ایتکسم دوی ای ح
انت ساقلی سعادتی از نیک ایح

وله

دیمه کلیکه صلاح عشق دوزان یایچ
دیمه کلیکه دینی الاالا سیاح
دیمه کلیکه دودو سلسلا سیاح
دیمه کلیکو هال و زال ساح
ایر غنی کلنکی اعو سا یلدی ح
مران ریه ی کو دی عمرا ک ح

وله

حسب نداله سرمن مشکل مفرح
جنتیمی غیرت اسلیلادو وسع بلا
تریح کهره ابچو ستر سعالو دو
پتنین اسکو اعالو ولادمع بلا
اسکار اسیلر ایتی یاق ارس
سیرو سلیس ایدنیج ح ای ح ح

وله

اسعونی ایشی انجو ایکی نسازنده یا
بیدایچو سکدا ا شیو ساحیا
نشاطو سیتعهده لکوز ساسیا
دکلسیتی ایچلو کلو انیا میچو ح
نیشیکا ایش عونی کی نایل ح

۵۲۱

موسیٰؑ ہیں اور مجھ میں ہے یہ فرق فخکار
علیؑ وہ بادہ کش تھے میں دنیٰ تر انجوار
عصمت کا جام پیتے تھے وہ بے قصوروار
وہ بھی مگر ہیں آتش تر کے تھے خواستگار
یہ سچ ہے میرے پاس پیمبرؐ کا دل نہیں
پھر بھی گدا نہ ہوگا کہ پتھر کا دل نہیں

۵۲۲

اشک آنکھوں میں بھرے ہیں غم و غم فروش سے
رویا میں اور ساتھ ہی ارماں نکل گئے
بیتاب کر رہے ہیں مجھے دل کے ولولے
فلک شفق کے جام میں شیشہ اُنڈیل دے
مجھ کو بھی وہم ہے کہ ہوں حق شناس پر
میں بھی ہوں رونے والا بہتّر کی پیاس پر

۵۲۳

سقائے اہلبیتِ پیمبرؐ کو روتا ہوں
سرور یا حضرتِ شبیرؑ کو روتا ہوں
نجی مراد بانوئے مضطر کو روتا ہوں
شش ماہہ بے زباں علی اصغرؑ کو روتا ہوں
آیا جو خون جوش میں آنسو ٹپک پڑے
پانی پیا تو آنکھوں کے ساغر چھلک پڑے

۵۲۴

صد شکر وہ زمانۂ رنج و الم گیا
فضلِ خدا سے دورِ جفا و ستم گیا
سینہ سے شہر نور جلا کے بتوں کا بھرم گیا
وحدانیت کا نقش ہر اک دل پہ جم گیا
اسلام کا مسئلہ جو ہے وہ ٹھیک ہے
منکر بھی کہہ رہے ہیں خدا لاشریک ہے

۵۲۵

ماسوا کسی کے بحر میں در در بھر گیا
نجر نگاہ شوق نے پردہ اٹھا دیا
ہے نورِ حق سے دیدۂ اسلام پر ضیا
طالع ہے مہر فخر فلک گھر علیؑ کا
مظہر وجود اکرم حق عدم میں نہاں ہوا
یعنی کمال جسم عیاں ہوا

۵۲۶

ابرو کشادہ چاند سا چہرہ جبیں بلند
حق بیں نگاہ آنکھوں کی گردش خدا پسند
جاں بخش لب مسیحؑ بھی جس پہ ہیں دردمند
یوسفؑ زنور چاہ زنخداں بحیرت اند
چہرے پہ خط بنے ہے تحریر نور کی
قرآن کے حاشیے پہ ہے تفسیر نور کی

۵۲۷

بر میں قبا خلیلؑ کی سر پر نبیؐ کا تاج
دیکھو سحاب رحمت حق کی بھلا ہے آج
خلق حسنؑ غضب میں حسینؑ وہ خوش مزاج
کاٹھی پہ ذوالفقار جو سرکشوں سے باج
عصمت گواہ ہے کہ یہ جان بتولؑ ہے
بالائے دوش چادر بنت رسولؐ ہے

۵۲۸

جو تھا حجاب غیب میں یہ وہ نشیں ہے
روشن ہے جس سے دین وہ شمع یقیں ہے
راز خدا ہے کون و مکاں کا امیں ہے
وہ رب عالمیں ہے تو رب زمیں ہے
باطل کے ہوش اڑ گئے تقدیر سو گئی
اصحاب کہف جاگ اٹھے صبح ہو گئی

۵۲۹

موجیں تڑپ کے کہتی ہیں تشریف لائیے
دریا سکوں پائے مصلّی بچھائیے
کعبے کا ہے بیان مری حرمت بڑھائیے
پیغمبروں کو شان امامت دکھائیے
ضو مہر کی تھی پشت رسولؐ حجاز میں
حضرت کی پشت پر موجودات نماز میں

۵۳۰

پرنور ہو سلسلہ وارث سلطانؑ کربلا
منھ پر ملے خاک یہ سائل کربلا
پیش نظر ہے منظر میدان کربلا
لائے گا رنگ خون شہیدان کربلا
شہرہ نہ کیوں ہو خلق میں اس کی حسام کا
خالق نے حق دیا ہو جسے انتقام کا

ایضا

[illegible]

ایضا

[illegible]

ایضا

[illegible]

ایضا

[illegible]

ایضا

[illegible]

بند ۶۶

جوہر بتا رہے ہیں عجب اتقا ہے
نخل ظفر کی شاخ جواہر نگار ہے
ہر رو اعدا کے دشت میں تیغ بکار ہے
باغ جہاد میں تیرے دم سے بہار ہے
دل پھنک گئے جو ہر نظر سرمئی بھی
پانی وہ جس سے کشت جراحت ہری ہوئی

بند ۶۷

وہ صاف صاف پھل ید بیضا کہیں جسے
وہ حسن برق طور کا جلوا کہیں جسے
وہ آب رشک گوہر یکتا کہیں جسے
وہ دھار بحر موت کا دھارا کہیں جسے
شق ہوا یہ موجۂ طوفاں کی موج کی
حائل کے واسطے یہی کشتی نوح ہے

بند ۶۸

یہ تیغ ہاتھ میں ہے عدالت کے واسطے
تیار ہے وہ حق کی حمایت کے واسطے
کعبے میں آ گئے جو عبادت کے واسطے
عیسیٰ فلک سے اتریں گے بیعت کے واسطے
روح الامیں ہیں کہینگے عنایت خدا نے کی
رجعت جہاں میں مرحج شاہ و گدا نے کی

بند ۶۹

کلمہ پڑھیں گے دل سے نئے جو آغاز جبرئیل
تیار ہوگی بارگہ وارث خلیل
مشتاق ہوں گے حاضر دربار جبرئیل
سب اردگرد ہیچ ہیں و سید جلیل
جبریل ہے کہ گویوں کا دستہ لیے ہوئے
میں ان بزرگوار کا بستہ لیے ہوئے

بند ۷۰

مقبل بھی اور ضمیر وزیر و انیس بھی
ونجیب بھی اور تشفی و روح و نفیس بھی
عارف بھی اور عروج و رفیع و رئیس بھی
مونس وحید انس رشید و جلیس بھی
دن فراست اپنا لیے شاہ دیں کے ساتھ
ہوگا خضر بھی مفصل بن یقین کے ساتھ

[illegible]

۳۴۶

وہ زیب زین نگاہ رسول خدا کا نور
اندھیاری منہ پہ طور پہ جس طرح برق طور
کھل جائے رخ ہوا سے تو سمجھیں فرشتہ ظہور
غرفے سے منہ نکالے ہوئے جیسے جناں میں حور
پیارا یہ راہوار ہے جان بتول کا
کیونکر نہ ہم نسب ہو براق رسول کا

۳۴۷

رگ رگ سے عیاں حسن نزاکت کو دیکھئے
راکب کا ہے فدائی اصالت کو دیکھئے
شوخی کو دیکھئے نہ شرارت کو دیکھئے
قدرت خدا کی دیکھئے طاقت کو دیکھئے
انساں کیا سمجھ سکے جو اسکی شان ہے
بالائے پشت گیارہ اماموں کی جان ہے

۳۴۸

بیٹھے ہوئے فرس پہ بقصد جہاد و انتقام
اعدا سے یوں جہاد کریں گے شہ انام
داہنی طرف کو حضرت جبریل نیکنام
بائیں طرف حضور کے میکائیل شادکام
غل ہوگا حشر آگیا فتنہ فرو ہوا
منہ پر پڑا جو منکر توحید دو ہوا

۳۴۹

کفار کی زبان کو ہوگا کہیں مفر
پنہاں جو ہونگے گوہ میں جلا دینگے حجر
دشمن یہاں ہیں کم لیے یا شاہ بحر و بر
تلوار سے اڑا لیے ان کا جو نکلے سر
پتھر کے منافق و مہجور دشت میں
پتھر گواہ ہیں کہ یہ سب بت پرست ہیں

۳۵۰

روز ظہور سے جو شام ہیں آئیں گے شاہ دیں
سمٹے گا فوج لیکے بن عتبہ لعیں
پیاسا کریں گے جس جا خود سر کو مومنیں
نکلے گی ضرب تیغ سے آواز آفریں
سردار مومنیں کے قدم چوم چوم کے
مومن اڑا دینگے منکر و لات جھوم جھوم کے

۵۱

پھر اپنی تیغ تول کے سیف خدا آگئی جہاں
حملہ کر گیا فوج پہ با صد شکوہ و شاں
لشکر پہ یوں چلے گی وہ شمشیر و زباں
جس طرح کوند کوند کے گرتی ہیں بجلیاں
اک حملے میں حضور یہ قدرت دکھا گئے
ستر ہزار مر کے جہنم میں جا گئے

۵۲

بعد اسکے ہاتھ روک لیں گے سلطان دوسرا
زہراؑ زبان حال سے کہنے لگی یہ تب صدا
ایسی ہوا جہاں میں چلی وا مصیبتا
پامال جس نے باغ نبیؐ و علیؑ کیا
مجھ غمزدہ کا دل غم و حرماں سے بھر دیا
ان دشمنوں نے گھر مرا برباد کر دیا

۵۳

بیعت ظلم و جور پہ تیار تھے لعیں
دنیا ادھر تھی میری طرف چند اہل دیں
از بس تھا جو رعب شہنشاہ مومنیں
اسواسطے خلاف ہوئے اور اہل کیں
آخر کو سجدے میں سر عالی ہوا شہید
مسجد میں ہے خدا مرا والی ہوا شہید

۵۴

قتل علیؑ پہ ظالموں نے کی نہ اکتفا
پھر شہؑ سے صلح کرکے ستمگر نے کی دغا
بچّے کو میرے زہر کا پانی پلا دیا
مارے گئے جنازے پہ پھر ناوک جفا
اسوقت کیوں صرف بکا و فغاں ہو نہیں
لاشے پہ جسکے تیر چلے اسکی ماں ہو نہیں

۵۵

رستہ دیا نہ گھر میں محمدؐ کے دل کے چین کو
مہمان دشمنوں نے بلایا حسینؑ کو
محصور کرکے بن میں محمدؐ کے نور عین کو
کاٹا ماریا ضمن فاتح بدر و حنین کو
سب کشتگان نیزہ و خنجر کے داغ ہیں
زہراؑ ایک دل ہیں بہتّر کے داغ ہیں

وله

[illegible]

وله

[illegible]

وله

[illegible]

وله

[illegible]

۶۱ھ

بچے مرے جو بھوک کی شدت سے تھے تباہ
صدقے کے خرمے پھینکتے تھے منہ زرو سیاہ
کلثومؑ رو کے کہتی تھی اُس دم باشک و آہ
سادات پر حرام ہے صدقہ خدا گواہ
ہم ایسے پردہ دار ہیں اپنے کمی نہیں
تم لوگوں کے خیام میں ہم فاطمی نہیں

۶۲ھ

جس کوفہ میں علیؑ کی حکومت تھی پیشتر
ذریت حسینؑ وہاں آئی ننگے سر
خوش خوش گروہ اہل تماشا ادھر اُدھر
رنگیں لباس جسم میں سر پر کلاہ زر
سادات کے اسیر بنانے کی عید تھی
اولاد مصطفٰےؐ کے مٹانے کی عید تھی

۶۳ھ

ابن زیاد بزم میں مصروف میکشی
کرسی کے نیچے فرق جگر گوشۂ علیؑ
عبرت کا بنتی تھی وہاں عترت نبیؐ
نامحرموں میں آئی جو قیدی بنی ہوئی
وہ حسرت و الم، وہ محن وا مصیبتا
بارہ گلے اور ایک رسن وا مصیبتا

۶۴ھ

کوفہ سے اہلبیت نبیؐ شام میں جو آئے
سر بے ردا تھے بالوں سے منہ اپنے تھے چھپائے
جس وقت کی گذر گئی زینبؑ کے دل پہ ہائے
خالق کسی غیور کو منظر نہ وہ دکھائے
برخواد ہو رہا تھا زمانہ رسولؐ کا
مجرم بنا کھڑا تھا گھرانا رسولؐ کا

۶۵ھ

بیٹھا ہوا تھا تخت حکومت پہ میر شام
رکھا ہوا تھا طشت طلا میں سر امامؑ
وہ ہونٹ لیتی تھی میں جنکی صبح و شام
وہ لب جو وا کرتے تھے پیغمبر انام
جو وقف تھے تلاوت قرآن کے واسطے
چوب یزید اُن لب و دنداں کے واسطے

١٦٦

[illegible]

١٦٧

[illegible]

تاریخ ختم تصنیف مرثیہ ہذا

۲۴ رجب ۱۳۴۴ھ

۲۰ - جنوری ۱۹۲۶ء

رباعی خلیفہ

علیؑ گل نرجسؑ کے ہیں بیماروں میں
سو جان سے یوسفؑ ہیں خریداروں میں
معصوم کو ہیں چاہنے والے معصوم
اک ہم ہیں محبت کے گنہگاروں میں

اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ و آلِ محمد

تمام شد

قطعات تاریخ

مصنفہ جناب ریاض جرولی شاگرد حضرت تسنیم جرولی

ضیا بار ہم صورت بدرِ کامل گلستانِ خبیر سخنور کا اب ہے
ریاض اس لئے میں نے تاریخ لکھی یہ گلدستۂ نظم شمع ادب ہے
۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ جناب سید خادم حسین صاحب عرف جناب بابو صاحب ضبط شاگرد حضرت خبیر

چھپ گیا وہ کلام اکسیر جس سے ثابت ہوا کمال خبیر
بہر تاریخ ضبط، فکر سے ہے کیا لکھ گلستان بے مثال خبیر
۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ سید شاہد حسین صاحب شہیر برادرزادہ و شاگرد حضرت خبیر

طالبان کمال کہتے ہیں بدرِ کامل کے مرثیے ہیں خوب
میں نے تاریخ طبع لکھی شہیر کیا ریاضِ خبیر ہے مطلوب
۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ مرزا محمد حیدر صاحب حیدر خواہرزادہ جناب خبیر منیجر کاظم اینڈ کو امین آباد لکھنؤ

نور کی روشن ہیں جو وہ مشعلیں بدرِ کامل کی ضیا ہے بے نظیر
میں نے اے حیدر لکھی تاریخ طبع شمع محفل ہے گلستانِ خبیر
۱۹۵۶

دیگر

مصنفہ سید ذاکر حسین صاحب ذاکر شاگرد حضرت خبیر

جب کلامِ خبیر طبع ہوا کہہ اٹھے سب کہ انتخاب ہے نظم
جب نے ذاکر لکھا یہ طبع کا سال کہ دل افروز لاجواب ہے نظم
۱۳۷۶ھ

دیگر

مصنفہ جناب قاری سید [illegible] صاحب [illegible] ساکن [illegible] محل لکھنؤ شاگرد حضرت خبیر

مرثیے جو نظم فرمائے مرے استاد نے ہیں وہ [illegible] بے نظیر
کر رقم اے [illegible] یہ تاریخ [illegible] باغ خبیر
۱۹۵۶

دیگر

قطعہ تاریخ مصنفہ جناب معزز شاگرد رشید حضرت خبیر

ضو فشاں ہو چاردہ معصوم کی توصیف سے — باغ تصیف خبیر بے عدیل و بے نظیر
لکھو معزز روشن و رنگیں طباعت کا یہ سال — جلوہ گر ہے بدر کامل با گلستانِ خبیر
١٩٥٦

دیگر

مصنفۂ جناب سید بادشاہ حسین صاحب تکمیل رضوی شاگرد حضرت خبیر

میرے اُستاد کا کلام چھپا — جس کا ممکن نہیں جہاں میں نظیر
فکر تاریخ گر ہے اے تکمیل — لکھو۔ ہے باغ بے عدیل خبیر
١٩٥٦

دیگر

مصنفہ جناب ماسٹر برکھو دیال صاحب فہیم شاگرد حضرت خبیر

ماننا پڑتا ہے کمال خبیر — بدر کامل کی دیکھ کر صورت
بہرِ تاریخ طبع لکھو فہیم — بوستان خبیر با برکت
١٩٥٦ء

دیگر

مصنفہ میجر آغا ذاکر حسین صاحب ذاکر ہوس ہولڈ کنٹرولر علیا حضرت ہر ہائنس دامت اقبالہا آف رامپور
برادر و شاگرد حضرت خبیر

بدر کامل کا دوسرا حصہ — چھپ گیا جب بفضل یزدانی
لکھا ذاکر نے مصرع تاریخ — ہے بیاض خبیر نورانی
١٩٥٠ء

دیگر

صاحب تصانیف کثیر جناب مرغوب مدظلہ العالی شاگرد حضرت خبیر

مزرعۂ آخرت ہے جب دنیا — رائگاں کیوں عمل ہو عامل کا
زندگی کارِ دیں میں صرف کرے — ہے یہ دنیا میں کام عاقل کا
کاوشوں کے ثمر جو دیتا ہے — شکر ہے اُس خدائے عادل کا
دوسرا اور اب ہوا مطبوع — کارنامہ خبیر فاضل کا

دیگر مصنفہ اعسکری حسین صاحب راشد شاگرد جناب خبیر

بدر کامل کی روشنی دیکھو — نقطہ نقطہ ہے نجم پرتنویر
بہر تاریخ طبع اے راشد — لکھو پُر نور ہے کلام خبیر
١٣٧٦ھ

[illegible] ١٣٧٦